

## مختصر حالاتِ مآثرِ نظیری نیشاپوری

چونکہ دیوانِ نظیری جسدِ طبع ہو چکی ہے۔ اکثر کاتبوں کی کم توجہی سے غلط چھپی ہے جسکی وجہ سے طلباء کو از حد تکلیف کا سامنا ہوتا ہے نہذالک شیخ صاحب نے اس ہیچمدان سے خواہش ظاہر کی کہ میں ایک نسخہ کو غور سے تصحیح کروں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خواہش کی کہ کچھ حالاتِ مصنف دیوان ہذا بطور اختصار دیباچہ کے رنگ میں لکھ دیئے جائیں تاکہ دیوان کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ بزرگوار اپنے عصر میں کس وقت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور آئندہ نسلوں کیلئے زبانِ دانی کے کیا کیا دل و زینکات فراہم کر گیا ہے۔ اور اپنے کمال فن سے زبان پر کیا کیا احسان کئے۔ لہذا بتعمیل ارشاد مختصر اُچھ حالاتِ تبلیذ کرتا ہوں۔ اور امیدوار ہوں کہ اگر کسی قسم کا سہو یا غلط فہمی سے سرزد ہوا ہو بنظر اصلاح اس سے انماض فرمادیں۔

نظیری کا نام محمد حسین تخلصِ نظیری نیشاپور وطن تھا۔ ابتداً لڑے عمر سے ایک شاعری کا شوق تھا اور اسی زمانہ میں آپ مشہور ہو گئے تھے۔ اہل خراسان نے جب آپ کی شاعری کو تسلیم کر لیا تو آپ کا نشان میں آئے۔ یہاں پر اس فن کے استادوں کا جگہ ٹا رہتا تھا جن میں سے حاتم مقصود خوردہ رضائی شجاع۔ فہمی مانے ہوئے استاد تھے۔ ان کے مشاعروں میں نظیری بھی ہر طرح کی طبع آزمائی کرتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک پرائی غزل طرح ہوئی جس میں جاسمے کا قافیہ استادوں نے اس طریق سے باندھا جس کا جواب مشکل تھا۔ مگر نظیری نے اسی قافیہ کو ایسے دلکش رنگ میں بھابھا جسے ہر ایک نے ہنگامہ تحسین دیکھا۔ اور استادان فن اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔

نیا زارم ز خود ہرگز دے را کہ سے ترسم در اں جائے تو باشد  
اسی زمانہ میں عبدالرحیم خانخاناں کی فیاضیوں اور قدردانیوں کا شہرہ دور و نزدیک پھیل چکا تھا۔ نظیری بھی اس دربار میں پہنچنے کی غرض سے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر عازم ہند ہوا۔ اور ۹۹۷ھ کو بمقام آگرہ خانخاناں سے ملا۔ اور ایک قصیدہ نذر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خانخاناں کی ہی مہربانی سے دربار اکبری تک سائی ہوئی۔ پہلے پہل جبے رہا شاہی میں پہنچا تو حسن اتفاق سے شاہزادہ جہانگیر کے بیٹے پیدا ہوئے۔ جشن تھا۔ اگرچہ اس نے اکبر کی تعریف میں بہت سے قصائد لکھے۔ اور مقبول بھی ہوئے۔ مگر دربار میں خاص امتیاز حاصل نہ کر سکا۔ مستقل تعلق خانخاناں کے دربار ہی سے رکھا۔ اور احمد آباد و گجرات میں ہی مقیم رہا۔ چند سال رہ کر گجرات کا ارادہ کیا۔ اور بندر یو قصیدہ خانخاناں سے زادراہ کا طالب ہوا۔ خانخاناں نے سفر کا سامان ہتیا کر دیا۔ سورت کے بندر سے جہاز میں سوار ہو کر مکہ معظمہ کو راہی ہوا اگرچہ راستہ میں قطاعِ الطریقوں نے لوٹ لیا۔ مگر گجرات اور زیارت دونوں سے شرفیاب ہوا۔ اور ۱۰۰۳ھ میں نواب محمد عزیز عظیم خاں کو کہ کی مدد سے زادراہ پہنچا کر واپس گجرات میں آیا۔ شاہزادہ مراد سب لفرمان اکبر دکن کی مہم پر جانے لگا تھا نظیری

چلتا پھرتا اس طرف جانکا نشانہ راہ کے دربار میں جانیکا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک قدر دان سخن سے ملائی ہوا۔ اسنے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کیسے اچھے موقع پر تمہارا آنا ہوا ہے۔ کہ جشن فروری ہے قصیدہ کہکشی میں کیجئے۔ اور خود جا کر شاہزادہ سے تقریب کی۔ اور بدریغ چیدار و دربار میں بلوا ہوا۔ اس دربار میں سجدہ بجا لایکا قاعدہ تھا۔ مگر دربار کی شان و شوکت دیکھ کر آپکے حواس باختہ ہوئے۔ کہ تمام آداب و آئین دربار بھول گئے سب باز پرس کی گئی۔ تو آپنے جواباً عرض کیا۔ کہ میں اس شان کا دربار آج تک دیکھا نہ تھا۔ آج پہلا موقع تھا جس سے میرے حواس مختل ہو گئے چنانچہ تیرہ تمام واقعات حصہ قصیدہ میں خود لکھے ہیں۔ جن میں سے موقع کی ضرورت کی مطابق بعض اشعار نقل کرتے ہیں:-

دراں بسا ط کہ بر خود مر شعور نہ بود	ز دور دیدہ دانا و لے بمن افتاد
بہر گفت کہ لے زیب بخش جمع انس	بیایا کہ بوقت آمدی مبارک باد
بساط مجلس و آئین جشن فروری است	تو نیز جلوه آئین نظم خواہی داد
ہمیں دودیدہ بگفت و ہمنوز پیدا بود	کہ شد غریب کزین قطرہ کرد ریا یاد
چنان بیایہ دولت شد مٹاب زہ	کہ چند بار سرم در مقام یا افتاد
ز بیکہ تیرہ آں بارگاہ در رختہ	ادب ز پایہ خود پائے بر فراز نہاد
ز دلفریبی و آئین و فر سلطانی	بگاہ تہنیت تم رسم سجدہ رفت زیاد
چو خوب رسم ادب را بجا نیاورم	نارسید کہ لے روستائے مادر زاد
بساط عرش و تختہ تراچہ پیش آمد	حریم کعبہ و غفلت تراچہ حال افتاد

جواب دادم و گفتم بجزرم معذورم

کہ تا منم بہ چنین دولتی نگشتم شاد

لیکن یہ امر سخت تعجب انگیز ہے۔ کہ اس سے پیشتر نظیری بوساطت خانخاناں دربار اکبری میں رسائی حاصل کئے ہوئے تھا۔ اور دربار شاہی کے ضوابط و قواعد سے آگاہ تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال حج و زیارت نبویہ سے شرفیاب ہو کر لوٹا تھا۔ اس کی طبیعت نے گوارا نہ کیا۔ کہ معبود حقیقی کے مقابلہ میں ایک فانی وجود کے آگے سجدہ کیلئے جھکائے۔ لہذا اپنے آپ کو اس طرح خطاب شاہی سے بچایا۔ الغرض شاہزادہ مراد کے دربار میں اسے خاص رسائی حاصل ہوئی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہزادہ مراد سے اس کو دلی محبت تھی۔ شاہزادہ موصوف کا جو مرثیہ لکھا ہے۔ اس کے ہر شعر سے اس کے دلی جذبات دکھائی دیتے ہیں:-

اے بزم تیرہ رخ چون ارغواں کجاست	مے زدم درہم شہ گیتی ستاں کجاست
شوق سجود و حریت تعظیم کمتر است	آن ناز صد رو ستر کئی آستاں کجاست
برگ و شکوفہ رخت ثمر از کجا خودم	بشکست شاخ برگ مرا آشتیاں کجاست

کس راسرود و زعفران تعزیت نبود  
بیدار کشید کاؤل اینداستان کجاست  
خلقه به شیون اند و نگونید حال چیست  
ضمیر خن شنیدن و تاب میان کجاست  
آفاق در مصیبت او محتج شده

ایں مرگ باعث الم مردوزن شده

سنہ ۱۰۹۰ھ میں اکبر نے وفات پائی۔ اور جہانگیر تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت صاحبِ وق و سخن شناس تھا۔ نظیری کا شہر و منکر دربار میں بلوایا چنانچہ سنہ ۱۰۹۰ھ میں نظیری دربار میں حاضر ہوا۔ اور انوری کے قصیدہ پر قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس کے عوض بادشاہ نے ایک ہزار روپیہ نقد اور خلعت و اسب صلہ میں عطا فرمایا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب نظیری تارک الدنیا ہو چکا تھا۔ مگر اُن کے طماعی و غلامی کی عادت جو طبیعت پر راسخ ہو چکی تھی۔ اس کا اقتضا یہی تھا کہ مدتوں خاک چھانتا پھرے۔ اور فرمان شاہی کو قرآن کریم سے تشبیہ دے۔ جو چاہے وہ اس قصیدہ کو ترک جہانگیری اور کلیات نظیری میں دیکھے۔ ایک دفعہ حسبِ انجوش شاہی ایک عمارت کے کنا یہ کی فرمائش میں نظیری نے یہ غزل لکھ کر پیش کی۔

اے خاک درت صندل سرگشہ مرزا بادامزہ جار و بہار ہست تابوراں را

جس کے صلہ میں بادشاہ نے تین ہزار نگہ زمین عطا کی۔ نظیری نے مرنے سے بارہ برس پہلے ترکِ دنیا کر کے گوشہ انزوا اختیار کیا تھا۔ مگر اس زمانہ میں بھی امراء کی مداحی جاری و ساری رہی۔ آخر عمر میں اسے تحصیلِ علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا۔ سنہ ۱۰۹۰ھ میں جبکہ عبدالرحیم خانخاناں کی ہمرکابی میں دکن جارہا تھا۔ راستہ میں مندو سے گذرا۔ یہاں شیخ غوثی مندوی سے ملاقی ہوا۔ اور شعر اچھی اس سفر میں ساتھ تھے۔ یہاں شیخ موصوت سے پہلے عربیت تحصیل کی۔ پھر مولانا حسین جوہری سے تفسیر اور حدیث پڑھی۔ سنہ ۱۰۹۰ھ میں گجرات سے آگرہ میں آیا۔ اپنا دیوان خانخاناں کو سونپ کر واپس گجرات چلا گیا۔

سنہ ۱۰۹۰ھ میں بمقام محمد آباد گجرات فوت ہوا۔ مکان کے قریب ایک مسجد بنوائی تھی۔ اسی میں دفن ہوا۔ نظیری کے عام حالات و اخلاق و عادات عجیبہ تھے۔ آپ نے اگرچہ بہت سے درباروں میں ناصیہ فرسائی کی۔ مگر آپ کا اصلی تعلق خانخاناں کے دربار سے ہی وابستہ رہا۔ خانخاناں کے دربار میں چلتے شعل تھے۔ یعنی عرفی نیکی بیسی وغیرہ سب سمعہ کے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ نظیری نے خانخاناں سے کہا۔ کہ میں نے ایک لاکھ روپیہ کا ڈھیر لگا ہوا کبھی نہیں دیکھا۔ کہ وہ کس قدر ہوتا ہے۔ خانخاناں نے لاکھ روپیہ منگو کر سامنے رکھوا دیا۔ نظیری نے کہا خدا کا شکر ہے۔ کہ آپ کی بدولت لاکھ روپیہ کا ڈھیر دیکھنے میں آیا۔ خانخاناں نے وہ روپیہ اسی کے گھر پہنچا دیا۔

نظیری زرگری کے فن میں کمال رکھتا تھا۔ علاوہ بریں تجارت بھی کرتا۔ شاعری کے فتوحات

علاوہ ہوتے تھے۔ اسلئے ہمیشہ امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتا۔ اور امراء میں شمار ہوتا لیکن باوجود اس کے طبیعت میں آن بان نہ تھی۔ مرتے مرتے بھی مداحی و ثنا گسٹری کا شغل ہاتھ سے نہ دیا۔  
 بخلات اور شعراء کے مذہب کا بڑا پابند تھا۔ دربار اکبری میں جن آزاد خیالات کا چرچا رہتا تھا۔ اُن سے بہت جلا کرتا۔ چنانچہ ایک قصیدہ میں جو شہزادہ مراد کی مدح میں کہا ہے۔ اس کا خاص طریقہ سے ذکر کیا ہے۔ اور ابو الفضل و مبارک کا کنایتہ نام لیا ہے +

طبیعت ہمہ انباتے دہر ملحہ شد      ولے ز فطرت تو بر طوف فتاد الحاد  
 اگرچہ فضلہ از فاضلان حاصل دہر      بہ طبع جاہ و غنا کردند ہے ایجاد  
 پس از حصول مراد حال آں فاسد      مثل چوبانغ بکشتت و حسرت شد آد  
 اس زمانہ میں نظیر نام ایک شاعر تھا۔ اُسے دس ہزار روپیہ نقد دیکر اس کا تخلص بدلوا یا۔ تاکہ دیوان تخلصوں میں اشتباہ نہ ہو۔ شعراء جن سے خاص معرکے رہتے۔ وہ عرفی۔ ظہوری اور ملک قمی تھے۔  
 عرفی نے تو نظیری کو قابل خطاب ہی نہ سمجھا۔ لیکن نظیری نے اُس کے مرنے کے بعد قصیدہ میں اسے گالیاں سُنا کر اپنا نام نہ اعمال خوب سیاہ کیا۔ اور حدی کا بیان ہے کہ ظہوری و قمی نے مناسبت میں اپنے اپنے دیوان نظیری کے پاس بھیجے۔ اور نظیری نے ایک ایک غزل کا جواب لکھا۔ مگر اس میں نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نظیری اس زمانہ کے دو تین برس بعد ہی فوت ہو گیا۔  
 اس لئے اس قدر قلیل زمانہ میں ظہوری اور قمی کی ہزاروں غزلوں کا جواب کیونکر لکھا جاسکتا تھا؟ یہ سن کر گردن راوی۔

الغرض نظیری روزمرہ اور محاورات کے برتنے میں بڑا مشاق تھا۔ جن سے زبان فارسی میں بہت مدولتی ہے۔ اس کے ساتھ محاورات ایسے استعمال کرتا ہے۔ کہ جس مدعا اور مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ بغیر اس محاورہ کے وہ اس خوبی سے ادا نہیں ہو سکتا مثالوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے کلام میں سینکڑوں روزمرے اور محاورے مل سکتے ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں +

فادم الشعراء  
 شاہزادہ سلطان علی درانی المتخلص بہ سلطان  
 نوٹ اس دوسرے ایڈیشن کی تصحیح جناب مرزا خلیل بیگ صاحب سہانپوری نے کمال کوشش و سعی فرمائی ہے۔ جس کے لئے میں اس کا دل سے مشکور ہوں + اللہ بخش مارک کتب خانہ



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## روایت الالف

اذا ما شئت ان تجی حیوة حلوة الحیا  
 حدیث حسن و مشتاقی درون پرده پنهان بود  
 زخبط و خال رخسارش قضا شکله نمود اول  
 درال گلشن هوا بودم که نستی ز ادا زنگس  
 بزحمت اتصال افتخار پیوندی برید از هم  
 نجوانا ز دنیا ز عاشق و معشوق کم گردد  
 شرباب و خفاهد و میخانه و ساقی همه دلکش  
 تقاضا بر تقاضا میرسد ز انوسه دل هر دم  
 اگر نالم ز حرام رنج مگرداں سببه لشده  
 درون بیت احزال پیر نابینا چمے داند

بر سوائی بر آ و رسر ز مستوری بروں نپیا  
 برآمد شوق از خلوت نهاد این راز بر صحرا  
 قلم برداشت هر ذره ورق پرگشت از انشا  
 درال مجلس صفا بودم که عشق از حسن شد پیدا  
 بقصدت قطره دریای شود چو قطره شد دریا  
 ز حاجت حسن مستغنی و ما محتاج استغنا  
 باین خمار بے پروا سرے داریم و صدودا  
 زمانے نیستم خالی فغان زین شوق کارا فزا  
 قیاس وصل و محرومی گلستانست و اینا  
 که شهرے بر سر سودا سے یوسف مے کند غوغا

نظیری طرح داری که مقبول مغاں باشی  
 فلا تحسد ولا تبخل ولا تحرص علی الدنیا

اے از کرم نریخته خون سبیل را  
 در ملک مصر یوسف کنعان بیاد تو  
 گوئی بغیر واسطه در گوش خاکسے  
 داده بچ فخر نشان جنت النعم  
 یل بسته حرز مهر تو بر معیبر کلیم  
 وز لطف عید کرده عزائے خلیل را  
 دریائے نیل ساخته چشم کجیل را  
 رازے کزاں خبر نبود جبریل را  
 کرده سبیل مشت گدا سلسبیل را  
 دل کرده باد قهر تو غول و ونیل را

ہر فرد گشتہ حاکم این ملک غیر تو  
 درویش و بادشاہ بوجود تو قائم اند  
 نفزودہ بر رسوم مقدس سعی  
 ہیچیم گر تو بازستانی متاع خویش  
 قائل بعجز گشت شنائے تو ہر گشت  
 در تو با جہاد نظر کے تو اس رسید  
 ہر ناکردہ گرم جائزہ کورس رحیل را  
 خورد کردہ تو عزیز و ذلیل را  
 وز معصیت نہ کاستہ ذرق کفیل را  
 دارد دو عالم از تو کشید و قلیل را  
 درستی تو راہ نبود قال قیل را  
 صد شبہم در دست قیاس و دلیل را

توحید حق بیان نظیری بلند ساخت

بر تر نہید پایہ عرش جلیل را

صفا از عقدہ ولہاست آں زلف معقد را  
 کدالے روح را باجم الفت گزیدے  
 آں حق شمایل طرح عشق افکندہ شد ورنہ  
 بمکتب خانہ کن مصحف از برداشت آن روزے  
 حدیث و لغز و زش بسکہ شد مجموعہ حکمت  
 وجود مکرر پرکار عالم کے شدے ثابت  
 بمسکن بستر از پہلوئے گرمش سرد ناگشتہ  
 گرمی میہمائے در رہ اشب میزبان دارو  
 بحمد اللہ کہ ربطے ہست یا مطلق مقید را  
 محمد کا رواں سالار اراج مجبور را  
 نمی دادند نقش ہستی این لوح زبر جدر را  
 کہ عقل گل نمی دراز العابدے فرقی ابجد را  
 حکیمان جزوے سازند اورا قی مجلد را  
 احد خود قاب قوسیں انبوئے میم احمد را  
 کند طے بر براق معرفت اقصائے مقصد را  
 ملائک صفت بصفت بر لبست عرش است مند را

نظیری نشاء ذوتے زجام ہوشمنداں کش

مے و مطرب پریشاں مے کند مستان سرد را

ساقی بشود و رنگی امید و بیم را  
 حرف فریب آدم و ابلیس تابچند  
 از ساغر دست خودم بخش جرعہ  
 بوئے بنید خلوت قندہا شنیدہ ام  
 آنجا کہ لب ز رشہ مے پاک کردہ اند  
 گو مفسدان کعبہ بگرید کتاب چشم  
 زیباست گرچہ خلعت محمود بر ایاں  
 مطرب بیک و نغمہ غنی کن دل فقیر  
 چنکے درخز نبیہ لطف تو نیست نیست  
 بنامہ حقیقت رنگب قدیم را  
 چندے بگو ترانہ نقل و ندیم را  
 بر طاق نہ حکایت جام و ونیم را  
 پنہاں مکن کہ نیک شناسم شمیم را  
 شگل مشکبویے کردہ روئے نسیم را  
 بر عرش بڑہ از در مسجد شمیم را  
 سوراں زماں کند کہ پیشہ کلیم را  
 ساقی بیک و جرعہ سخی کن لیم را  
 جز اختیار تحفہ ندیدم کریم را

روزیکہ جُرمنامہ نظیری بر آورد  
از آبِ عفو شوی کتابِ سقیم را

دارد ز غمزه حجت قاطع جیبِ ما  
یک بانگِ ذوقِ گرمیِ ما را کفایت است  
روزے که رخ نمود ببا کار داشت عشق  
ما را تو و قبولِ نیازے و خلوتے  
از نگہت گشت ضرر دلِ رُمیده را  
عاشقِ زگوئے دوستِ بکلیفِ آمدہ  
بہتر کہ از حکایتِ مادر کشی نفس  
گل را قصور نیست ترا اگر ز کامِ بہت  
بیعتِ بد و انفقار ستان خطیبِ ما  
حاجتِ بتا زیانہ ندارد ادیبِ ما  
زاوَلِ عوالہ دگران شد نصیبِ ما  
مال و منالِ ہر دو جہاں از قیبِ ما  
در بر رخِ صبا نمک شاید طلیبِ ما  
باصبر و راحتِ اُنسِ نگینِ غریبِ ما  
دلِ خوں شود ز غصّہ کارِ مہیبِ ما  
دریا را کاروانِ ہمہ بہت طیبِ ما

بر پائے بند کون نظیری ز دیم پا  
آوِخت عشق از سیرِ گردوں صلیبِ ما

بنیر از رنگِ بوئے نیست این عشقِ مجازی را  
عزیزاں جاں فدا کردم سرو ساماں ہبا کردم  
عبادتِ کوتہ و دلتنگ و خاصانِ مکثِ بیا  
کسے تفسیرِ رمزِ عاشق و معشوق کم داند  
ہمہ سرمایہ اقرار و ایماں بود ز خسارت  
گر سنہ باز شاہنشاہ و ماصیاد بے طالع  
صبح و رُوحِ برہم خورد چوں بانگِ صلوة آمد  
عطا کن لذتِ طعمِ حقیقتِ عشقِ بازی را  
نیز زم گوشہ چشمے بنامِ بے نیازی را  
چہ داند مردِ صحرانیِ طریقِ کارِ سازی را  
بجز کئی نے داند گفتِ ما ئے حجازی را  
فغاں از خالِ ہندویت کہ کافر کرد غازی را  
ولے کیلکے نثارِ آرمِ خوئے شاہِ بازی را  
بزیارِ یادِ اذ طاقِ ایں کہنِ دلقِ نمازی را

گرازیک رہ نماید روئے از صدرہ دروں آید  
نظیری چارہ چوں سازد فریبِ ترک تازی را

طاعتِ مانیتِ غیر از ورزشِ پسندارِ ما  
ہر کشادی کز سوئے ماسد گرہ بر کارِ زو  
از شختیں جلوہ قدِّ لبر سے افراشت حُسن  
شوقِ جدِ منصور گشت عشقِ صدیقِ صفتِ محبت  
از شمیمِ گلِ دماغِ ما پریشاں مے شود  
مہست استغفارِ ما محتاجِ استغفارِ ما  
قطعہا کردیم اما شد ہمہ ز تارِ ما  
از نگاہِ اوّل افتاد ایں گرہ در کارِ ما  
بواجبِ ہنگامہا گرم است در بازارِ ما  
بر ستمے تا بدویم عیسیٰ دلِ بینا را

خانہ ماخا کساراں بر سر راہ صباست  
شب نے سوز و چراغ از پستی دیوارا  
وقت مے خواراں شبنخوں قضا بر ہم نزد  
تا چراغ بزم مستاں شد دل ہشیارا  
باغبان در موسم گل گودرستاں بہ بندہ  
دفتر شعر تر مابس بود گلزارا  
نغمہ مستانہ مے ریزد نظیری را ز لب  
از تو اخالی مبادا خانہ سخت را

بر رخ شکستہ از خطا رنگا مید و بیم را  
بینم طالع از ہم دور و تقویم را  
علم اداوت گر کند فو قے نصیب ان من  
مستونی امر قضا باطل کند تقسیم را  
عشق از برائے داغ من تالش بجاناں میرزا  
افشاں کرد دم دوزخے گلزارا بر ہم را  
تقدیکہ دوران بروہ انتاز کیستہ ہم برون  
جاوید مستغنی شوم از صد و ہرگز نیم را  
رقم کہ مستان بگذرم در خدمت سیرمخال  
گلبا تانگ زادی کشم دوشے زلم تسلیم را  
تقتیہ بیا طین دیدہ ام خواہم بحسن کود کے  
یوسف کہ کرسے سلطنت ہمیش بر تقسیم بد  
بر آسمان مری خوشید اگر طالع شود  
جویند ذرات جہاں بر یکدگر تقدیم را  
امروز صاحب وقت ل غیر نظیری نیست کس  
نیکست بر کاخ گداسلطان ہفت اقلیم را

چند از مؤذن بشنوم تو حید بشر ک آمین را  
کو عشق تا یکسو ہم شرع خلافت انگیز را  
ذکر شب و روز سحر نے حال بخشدے اثر  
خواہم نہ تائے دہم تسبیح دست آوین را  
ترک شراب و شاہد ہم بیمار کردست اے طیب  
صحبت نخواہم یافتن تا نہ شکم پر ہمیرا  
خاک کہ بباد آمیختہ گردے ز جاناں گنجتہ  
آبے بہر گاہ میں تر غاک غبار انگیز را  
نے عشق افزاید بریں نے ہمزید پیش ازیں  
کے ماندہ ظرف قطرہ پیما نہ لبریز را  
پیوستہ بروکشش ہوارہ مژگاں در زدن  
تلاکے کسے بر دل خور دایں دشہائے تیز را

سیری نظیری زیں چمن کو کہنگی گشتی خشن

در باغ ترمی میں ہم خار و گل نوشین را

از کف ننیدید دل آساں رہودہ را  
دیدیم روز بازوئے نائز مودہ را  
من در پے رمائی و او ہم از فریب  
بر سر گزہ زندگروہ نا کشودہ را  
دل درامد ہم و این آہوان مست  
ریزند بر جراحیت ما مشک سودہ را

ہرگز دلم حلاوت آسودگی نیافت  
 آشفقہ داشت خارش آسودگی دماغ  
 نتوان چشید قند مکروزاں لبان  
 بیکہ خوشم بخندہ دندان نمائند  
 ساغر کجاست تا گلہ ز دل بروں ہم  
 ما منفعل ز رخسار بیجا نہ بینمش  
 ناویدہ جبر او ز وفا لافہا ز دم  
 منظور یا گشت نظیری کلام ما

بہودہ صرف شکر نکر دیم دودہ را

تا بکے برخرقہ بندم جسم غم فرسودہ را  
 در درون تپوں غیب شد خوشہ شکم گرہ  
 گوشہا کر گشت و یارب یار ہم کاسے نہ کرد  
 خضر صد منزل بہ پیشم آمد و نشنا ختم  
 وہ کہ یک قاصد کہ باشد محرم اس راز نیست  
 از شراب سودمندم بخت بد پرہیز داد  
 گل ز بہر اشک لولوئے وزنگ کاہیم  
 از کنایت گاہ مستی منع آل لب چوں کفیم  
 بانظیری چون شستی گوش بر حرقش مکن  
 در پیشانی میفکن خاطر آسودہ را

دغور اگر نہ ایم مے لعل فام را  
 برقد ز خم مرہم لائی نئے دہند  
 بر بام مادر بختا بید ہفتہ  
 کس جذیہ بکار دل ماسنے کند  
 خارج ز پردہ و خل غلط تا بیکے کنیم  
 قسمت چنیں فتاد کہ ترکان مست او  
 کم لذت کہ قوسے ندیم نہ آفتاب  
 گر جام صبح بے صفت فقر پر کنند  
 اے کاش ترکند ہوئے شام را  
 زان مے کہ طعم نوش کند مغزو کام را  
 ماسے کہ اوتام کند نامتام را  
 تا چند سر جلقہ در ہم ریم دام را  
 مطرب بماندہ نشان مقام را  
 در دور با بلاق نہا و ندجام را  
 در خانہ خیم اس مثر نیم خام را  
 خورشید سمرنگوں نکند کاس شام را

خست از حرم کشیم نظیری بسو مناس

حضرت نمائده حاجی بیت المحرام را

بروشنائی هر زوره روز نیست مرا	بزریرین محو چشم روسته است مرا
دلیل راه حقیقت برهنی است مرا	شهود بیت زیر آنگد گیم باز آورد
بهر کجاین خاریست مسکنه است مرا	چو سایه از همه شود در کین خورشیدم
برول ز عالم خاک نشینم است مرا	بهر سر اچه و کستان فروخته ایم
بکائنات ندانم که دشمنیت مرا	بدوستی که ز بس محو لذت عشقم
ز بیل گریه چو کسار دامنیت مرا	هنر انا له شهر و دور دمی شنوم
ز حاصله که ترانیت خرمیت مرا	ز خوشه های سر شکم لبالب خوش است
همیشه رزم بخود چون تهنیت مرا	اگر معر که درخون فتاده ام چه عجب
درین سفر که بهر گام رهنیت مرا	در لعل رخسار و روز بیگانه شد
چو شیشه در تیره هر شده شیونیت مرا	که ام می که پس از مستقیم غمار داد
کدم زدن ز فراق تو مریست مرا	بیاز محنت جاں کند غم خلاصی ده

که اخت چشم نظیری ز دقت نظرم

که دیده تنگ تر از چشم سوزنی است مرا

آب از شرار تنگ خورد گلستان ما	پروانه ایم و شعله بود آشیان ما
در راه پایمال شود کاروان ما	موریم و بر گذار شکر او فتاده ایم
همچو رطب شکافته اند استخوان ما	تا بالنصیب ساخته ایم از حلاوتی
بیند اگر درست قد چو کمان ما	زه در گلوئی ما کند از کینه روزگار
فریاد از درازی خواب گران ما	خورشید عمر بر سر دیوار و خفته ایم
موجب که بر کنار رود از میان ما	صد موج را ز رفتن خود مضطرب کند
در دیده خواب تلخ کند دستان ما	بس درد مانع هم نفسان مغر سوختیم
صد نو بهار رشک بر در خزان ما	در پیری از هزار جوان زنده دل ترمیم
امروز معتکف شده بر آستان ما	ذوقی که جا بود می مجنون گرفته بود
راز می که باد هم نشنید از زبان ما	در حیرتم که غنچه به بلبل چگون گفت

بنیاد ما خرابی ما استوار کرد

گوئی که سود ما ست نظیری زیان ما

رفت نام و نسیم در سر خود کامیها  
یا دوران جوانی دے آ شایمها  
صیدیک مرغ نہ کردم ز کهن دامیها  
ترنگ دید دماغم ز تنک جانیها  
تکیه بر باد کنند از بسک آرمیها  
جامه زبینه نماید ز خوش اندامیها  
چون مے کهنه بروں آدم از خامیها  
با جل بازماندم ز سبک گامیها  
بس که اندیشم نہ کردیم ز بدنامیها  
دلخ در ویش بر آید رسیه فامیها

زیستم بسکه بتدبیر خود از خامیها  
ورع و شیب ز بون غم ایام کرد  
طائری نیست که تارے زلفش برانیت  
روز عشرت بصداغ سر مخور گذشت  
دل بلهو و لعب عمر منہ کیں مرغان  
خلعت سرو با ندایم صنوبر نبرند  
خک پیرے کہ هوا و ہوس از جوش نشاند  
پیش از مرگ خود از آفت ہستی رستم  
در خرابات سر ناموراں گردیدیم  
لوث تقصیر چو از آب گرم شسته شود

ساز و برگ و مے و مطرب نظیری عبت

لئے خیر پیش از نیک سرانجامیها

دہان چشمہ کشادند راہ جو بکشا  
بزم برین مودیدہ بر و بکشا  
لباس فقر و فنا پارہ بہ رفو بکشا  
چو شیشہ رشتہ ز تارش از گلو بکشا  
اگر رستہ ترا در دیدہ ہو بکشا  
چو باز وقت ہنر بال جتو بکشا  
ترا کہ گفت سر کیسہ در غلو بکشا  
بہ زداورہ اظہار آرزو بکشا  
بمغز راہ کن و پردہ ہجو بو بکشا  
وگر بدیدہ و سے بر خوری بو بکشا

بصابت صبح نگہ کن سر سبزو بکشا  
دل از مطالعہ صبح در جاسب مدار  
شکافت خرقہ بدقت چہ میکنی پیوند  
یکے بکوزہ پر ہمیر خویش سنگے زن  
چو موئے جاہ جہاں نقص دیدہ بینات  
چو شیر گاہ قناعت دہان آ ز بند  
دراز و طام غم و غصہ وقت گم کردی  
حجاب مانع قربت شرم حال لطف  
چونک چند ثنوی ملتفت ہوئے سخن  
بزم بے بصراں پردہ بر محافی کش

بزم اہل خرد عقدہ بر سخن مگذار

چو غیریت نظیری کسے بگو بکشا

بر زمیں منصور افسر از دستون دار  
ایں زماں عصیاں شود از کفر استغفار  
موتی اندر لہو رمی رقمہ ز موسیقار

بر فلک تا بد میجا رشتہ ز تار ما  
از معاصی توبہ می کردیم پیش از عاشقی  
از شبان وادی ایمین نفس سوزاں تریم

گر بطبع زاهدان تلخ است طعم ما چه غم  
خضرو قتی که که تعمیر خراب ما کند  
هر کجا عشقت مستولی طیبیان خسته اند  
زیر کال را دانه و آب چمن خامش نکرد  
چون گس بر قند میجویشیم بر مطلوب خویش  
خسرو نظمی نظیری نقش شیرین طرح گن  
چرخ یار ما کشد چون عشق باشد کار ما

باشپیر غنچه نوا بال گیس را  
در معرض خورشید شها را چه نمایش  
بس غنچه شکفته بتاراج خزان رفت  
پژاندر نادان گره لفظم بچه ماند  
در کوه حقیقت چه کند مرد مجازی  
جز حاجت انحال سنرد تخفنه کوه سخت  
هر چند تریاق بود نه هر گراں تر  
کس همرو مایست کنال سوغی بتازیم  
تا همدم هر بهیده پرواز نه گردد  
در آرزو سگ یک تن چمن کوه عفت

صبح از دم خورشید نظیری بهر اس است  
از ناوک آشنی خیزد و بهیم عیس را

نشسته در ظلم با قمر چه کار مرا  
میج وار کند سیر بر فلک روحم  
خود زه محرم جاوید آفتاب شدم  
اگر قضا و قدر ز آسمان فرود آید  
جنون به غزو ما غم قتله سوسوزد  
ز طاعت بریا کرده اجر می خواهم  
باشک دیده آلوده عفو چو جویم  
هنر اگونه شکایت بضم خاوشیت

چراغ تیره شبم با سحر چه کار مرا  
بای طاسم فروخته در چه کار مرا  
با شنائی امشب شر چه کار مرا  
من و خیال تو با خیر و شر چه کار مرا  
به پیله کاری داغ جگر چه کار مرا  
چو پیک کاشته ام با غم چه کار مرا  
خزوت فروخته ام با گم چه کار مرا  
بناله که ندارد اثر چه کار مرا



بقہر تانگداری بہر نوازی ہلاک تلخ توام با شکر چہ کار مرا  
چو حسن تو یکسے در جہاں نئے مافم غریب در وطنم با سفر چہ کار مرا  
نہ رحم ماندہ شفقت نہ دوستی نہ وفا  
دریں دیار نظیری دگر چہ کار مرا

بانگ نے مے بردوز ہوش مرا میدہے ز راہ گوش مرا  
نالہ نائے تاحریم وصال مے بردر کنار و دوش مرا  
نخل خلست نائے تیداری مے چشانہ بہ نیش نوش مرا  
مطرب مے گسار در نظرست نیست حاجب بے فروش مرا  
میرغیم دروین پردہ راز نغمہ مے آورد بجوش مرا  
چوں سماع نقاب بردارد نشود شرم رُوئے پوش مرا  
غزل مطربم بوجہ آورد جاں رود در میر خوش مرا

جوش زد در درون نظیری حرف

کاش بودے سخن نیوش مرا

گل خلعت لوداد دگر شاخ کہن را بر سلطنت حسن سجل ساخت چمن را  
شاخ گل خوشبو برہ باد سحر گاہ بکشد سیر نافہ غزالان ختن را  
شد لالہ بجایازہ بیادے خلعت از بادہ لبالب چو قدح دیدہن را  
افراخت صراحی سرو گردن بتوجہ تاخوش بکف مست و ہدچاہ ذقن را  
سرتا بقدم نے تما شا نگراں شد تاخوب دہد چنگ بمطرب بروتن را  
در عہدے و نغمہ زبس دید درستی سنبل ز خیم جعد بروں کردہ شکن را  
گلبرگ بنا گوش ترخت بود مناسب گلدستہ شد و بست بروز لعل رسن را  
خوران بہاری بہ نثارے و مطرب در بوسہ گرفتند سراپاے چمن را

بر گوش غور و نعرہ آہنت نظیری

پرسی اگر از مرودہ صد سالہ سخن را

نہ ندیم بودونے وجود اینجا صورت و ہم مے نو و اینجا  
عکس شمعہ فتادور مسکن نیک جستم کس نبو و اینجا  
حسن ما کرد جلوه بر ما عشق مادل ز ما بود اینجا  
آنکہ بے لطف و سمع مے گویند ہست در گفت و در شنود اینجا

وانکه نادیدنیش می دانند  
 بوالبشر را قوا ملائکه اند  
 کردانانیت از سجود ایا  
 نزد تو جبرئیل وحی آورد  
 مردم چشم عالم انسان ست  
 دیدن و جمال آنجا را  
 نسیم مانزد ماهمه نقدست  
 جام گیتی نما نظیری یافت  
 رنگ از آئینه زدود اینجا

ماند سراب بند بر پا  
 بے بحر نموده شکل ساحل  
 سرداده بباد بود و نابود  
 بر اوج رسیده که زیستی  
 چوں ظلمت نیستی در آمد  
 در ناله دمید دم مغنی  
 عاشق که و عشق چیت دانی  
 سرگشته مطلب محالیم  
 آخر بچیم مایه قرب جوئیم  
 آتش نشود بباد خاموشش

چوں حق بشود عیاں نظیری  
 گوئیم که لا اله الا الله

چه منت از مد روزگار بر سر ما  
 بشعرو شاہم از کودکی نظر بازست  
 ز ذوقی مان شود با خبر مذاق سقیم  
 کمان لعب بزه کرده در کیس بودیم  
 متاع راحت و شادی با غارت داد  
 کدام عریده انگیز طرح جنگ انداخت  
 که حسن فطرت اصلی نمود جوهر ما  
 که عشق خیزد از آب و هوس کثور ما  
 درست ذائقه داند مذاق مشکر ما  
 که طائرے بنشیند بپام و منظر ما  
 چه فتنه بود که ناگه در آمد از در ما  
 که سنگ تفرقه آمد بجام و ساغر ما

کے شگفتہ زمجون آب و گل نشود  
سرشته اندنم طینت مختبر ما  
غش وجود با کسیر عشق زائل کن  
کہ ز رشود دست از گیمیا ئے احمر ما  
ستارہ دل عاشق نہاں کند خورشید  
کز آفتاب فروزاں تراست اختر ما  
گداختیم ز در و خمسار نا یابی  
بیک دوجرعه کس آبیے نزد با خگر ما

نوا بر آرو دریں پرده کن نظیری رقص

کہ بہت دلبر ما زالست و لبیر ما

تمکین خرد برد سر شور و شرم را  
پیری برماند از شب غفلت سحر را  
مانند ترجم کہ خزانت بہار شش  
دم ہر دے دی تازہ کند برگ و ہرم را  
ماسدہ پیرم اگر م پر بکشا یند  
ہر چند کہ فرسودہ قفس بال و پر م را  
کوماہی عیشم پیے پند دگرانست  
دہر قدمے صد خطر م بر سر راہ ست  
رہ طے بکنم مرحلہ را کہ بہر گام  
شاید کہ چو تسلیم و رضا بدرقہ گردد  
سعی کنم و رخت بمنزل برسانم  
از خائے چشمش نگذارم بدر آید  
صد لایہ بامبید یک ابرام تو کردم  
یک بار تبلیخی بخریدی شکر م را

چوں توبہ کنم از غزل و قول نظیری؟

دوراں خرد از صد ہنر ایں یک ہنرم را

## نعت صلعم

اے کردہ خراب خانہ را  
برہم زدہ آستا نہا را  
صتیاد و شاں بدایم زلفت  
در باختہ صید خا نہا را  
کردہ بہ بتان دلربا شرط  
برودہ بگردنشا نہا را  
وز بہر تو صد ہزار صتیاد  
آراستہ دام و دانہا را  
شاہاں بفضاحت تو دادہ  
محتاج درخشا نہا را  
در عقدہ جعد نیم ثنا بہت  
مشاطہ شکستہ ثنا نہا را

تا گشته غمزه تو گر دم  
ز آمد شد هر مزار و معبد  
شیرازہ نظم خویش بندم  
صوتے بنوائے نو بر آرم  
پرساختہ ام بہا نہارا  
فسودہ ام آستانہارا  
منسوخ کنم فسانہارا  
بر باد دہم ترا نہارا  
گردیدندیم غم نظیری

خواری نرسد یگانہارا

نیت زیں دہر آب و دانہ ما  
کبک کہسار و بلبل گلزار  
ہر طرف صوت تازہ بندند  
حرف شیریں شود فراموشش  
دیں فروشان خانہ بردوشیم  
بسلم ملک و مال مے با زیم  
لمن الملک مے ز نیم امروز  
خور پس از استوا سجو و کند  
حذر از ما کہ برق در ابریم  
زخم قوس قضا بماند  
ملکوت است آشیانہ ما  
گوش دارند بر ترانہ ما  
از غزلہائے عاشقانہ ما  
خسروا ریشہ و فسانہ ما  
دل و دستا رہاست خانہ ما  
دل خورسند بس خزانہ ما  
غیر ما کیست در زمانہ ما  
بس بلند است آستانہ ما  
رعے نالدار از زبانہ ما  
ہست تیر قدر نشانہ ما

خرج یک روزہ نظیری نیست

حاصل عشر جاودانہ ما

بہرین نرود ز تو اندیشہ ما  
اصل ما آب ز سر چشمہ تحقیق خور  
مے منصور کہ در جوش ز خایہا بود  
رخس و خانہ بنیم سحر جلوہ دوست  
عشق آوردہ خلیل اللہ ز آرزو عجب  
کہ کہن از ہنر عشق نہارد نامے  
سالہا پنجم بہم دادہ رگ و ریشہ ما  
گل تسلیم و رضا آورد اندیشہ ما  
بعد دورے بقوام آمدوریشہ ما  
نہجروادی ایمن بود از پیشہ ما  
یا صد گوئے شود گر صنم از پیشہ ما  
کار ما ہست کہ عشق ست ہمیں پیشہ ما

گل و برگ چمن عشق نظیری ما ہم

نرود تا ابد از خاک رگ و ریشہ ما

نظر بر روستے او دزدیدہ بکشا  
ز خود گم گرد و بروستہ دیدہ بکشا

گلِ نر مردہ ما باغبان چسید  
مُبادا عالمے راجاں برآید  
بگشتن بگذرد در طعنہ گل  
برافشاں کا نکل و شمشاد را گو  
گرہ بر چین ابر و از چہ داری

نرم عشق آگاہی نظیری  
مقامے ازل نشیندہ بکشا

مستی ربودہ از کفِ ہستی زمام ما  
تا گشتہ ایم غافل از دور ماندہ ایم  
دانی کہ نور مرد مکب چشم عالمیم  
خود را بر ہنہ بر صفت شمشیر مے ز نیم  
بر کف کلیدِ حقت و بر لب سلام حور  
خرمن بباد رفت دریں دشتِ پُرفریب  
پستان دایہ در کفِ شتاق شاہد سنت  
تا اقتدا بجا فطشیر از کردہ ایم

باران گر یہ طبع نظیری بہار ساخت

کو باد تا برد بگاستان پیام ما

در پردہ رہ بدادند وقتِ سخن صبارا  
عیش دیارِ غربت چون برق در گذارست  
وجد و سماع صوفی خالی از ان مقام است  
از خوردہ کہ دار و گل در قبا نگنجد  
با فقر و تنگدستی شوم ست عجب دوستی  
بر قدر قابلیت دادند ہر چہ دادند  
از مرغزارِ عقبی یا سبزہ زار دُنیا  
انصاف و ہر بانی عہد از جہاں برانخت  
باشاہ عشقا زان آخر کسے بگو ید  
از کاہش مجتہاں بر قدر خود فرایند

من نیک مے شناسم پیغامِ اشارا  
نتوان بقید کردن ذوقِ گریز پارا  
چیز سے بیار ماند آں آہو خطا را  
جائیکہ ہست ذوقِ مسکرو دہشکارا  
در کشورِ غیوران شوخت کشد گدارا  
حق راست بر تو حجتِ تہمت مکن قضا را  
تا دامن از گنجائیِ حرص مے بگو خدا را  
شد راستی خوشا شد دوستی مدارا  
بے آب و دانہ گشتی مُرنان خوش نوارا  
با این خیس مردم یاری مگیسریارا

خوش فطرتی نظیری حلِ دقیق خود دکن

حاصل ز کارم مردم بانگ است آسیا را

ادب گرفته عنانِ حمارِ مستیٰ ما  
بخود دوست نیایم تانے مستیم  
ہنر ساغر دیدار شد تہی و ہنوز  
خوارِ شوق ندارد صبورِ ما ہرگز  
مثالِ صورتِ مہموم بے نشانِ دیم  
ز حقہ گہرت کار برنے آید  
برابرست بلندیٰ ما و پستیٰ ما  
تمام دوست پرستی ست می پرستیٰ ما  
فرد و حوصلہ ما ست شوقِ مثنویٰ ما  
بیک طلوع بود نشہ استیٰ ما  
بمنظر تو کشیدند نقشِ ہستیٰ ما  
ز تنگی دین تست تنگدستیٰ ما

ز گوشہ ہائے نظیری طباغیہ پوست بر نیت

عذاروتِ سخنور و ضربتِ دودستیٰ ما

ز شہر دوست مے آیم پیامِ عشقِ بربلِ ما  
بگو منصور از زنداں انا الحق گو برون آید  
چون کس طبعیہ دارد از زحمت چہ غم دارد  
سحر گشتہ و رنجور از خلوت بروں آیم  
زدستِ او جراح تہا تے زہر آلودہ بنجام  
دل شب داشت درے از کرد و تہاے حرام  
بمحض التفاتے زندہ دارد آفرینش را  
ز بیدادے کہ بردلِ شکر دم ضبط خود دل

نظیری پر کشا تا دیدہ دل درکشایندت

کہ از تنگیِ عالم تنگ مے گردند مشربہا

گر بسخن در آ ورم عشقِ سخن ہر آئے را  
گلِ سخنراں تنگفتہ شد وں ل بستمہ و انشد  
نئے زہرے خبر و ہم تے بدلے اثر کنم  
ہر المے کہ صعب تر روزے عاشقانِ خود  
درسِ ادیب اگر بود ز مزمعہ مجتہ  
خاتمِ جم شکستہ تن ہیکلِ عشقِ ساختہ  
میش نظیری انفلک در دہلے برم کہ بہت  
بر بردوش سرد ہی گریہ مایہائے را  
درین ناخست لے بخت گرہ کشائے را  
صوتِ کچھ ز کارواں ز مزمعہ درائے را  
طعمہ ز اسغواں سوز و حوصلہ ہمائے را  
جمعہ بکتاب آورد طفلِ گریزائے را  
منظرِ دوست کردہ دل جامِ جہانِ نغائے را  
بر در شہ اثر بلے نالہ آں نگدائے را

بگذر از عشق که نه خطوه نه گام است اینجا  
خط آزادی سر و برغاں بدینند  
فکر طوبی و جنان در ورع عشق خطاست  
جرعه از شبه خاطر ز گلو برگردد  
خود بخود بانگ زخم خود بخود آواشنوم  
همه نوشی و مستی و نشاط و طرب است  
زابر ساغر مه رخساره ساقی بنمود  
غائب از دیدہ باز مینشود یک ساعت

فیض آب خضر از نظم نظیری رسید  
که صفای سحری تا دم شام است اینجا

از چاه غمغش بدر آورده ماه را  
عابد که بندش بدر آید ز خانقاه  
گرو ز حشر پرده زرویش آنگونه  
آں کج کلمه جو با صفت عشاق بگذرد  
از هیبت تجلی آید یار سوختیم  
عاجز شده است دیده زادر اکبرین او  
باله چو در غل همه خرمن نخورد  
آسید هست که سر آں بام بگذرد  
فاکش بفرق کن که بجاناں نرسد

گرای عشق بجد نظیری ز جاں رود

جویم ز سببیل بآتش پناه را

برائے خشت خم خوبیم گو آں پیر ترسار  
جہاں رانیت آں معنی که باید فلک آں کون  
بخود از بهر حسرت داد را هم در نه معلوم است  
همین بس شهادت اختیار بهائے شوقاں  
خوشی نزل عشق آرم که بر درگاه سلطانان  
همین مقدار میخواستیم از رخ پرده برداری

کز بس بازیچه طفلان خرد مشت کل مار  
الف باخوان هر کتب شکافد این معیار  
ز دریا چن در آغوش گنج موج دریا را  
که عذر از جانب یوسف بود جرعه زلیخا را  
کماں بر زده نئے آرنده بازوئے توانا را  
که بشناسیم قدر میفش نادان و دانا را

نظیری خاطرے از دل غ دل آ زرده تدر دارد

قدم هشیار نه اینجا که درخول می نهی پا را

غم بنده پرور تو به برد؟ بهشت مارا	تو اگر ز کعبه نماندی وگر از کنشت مارا
بسفینت غریزان نتوان نوست مارا	چو حدیث راست گویاں به به مذاق تلخیم
که بجاشقی بر آمد همه کار و کشت مارا	گل برگ خانه ما همه بلبلا ان مستند
که ز پرده بر نیا مد همه خوب زشت مارا	که شست نیم ساعت برما زلال طبعان
بجلاوت حریفان نتوان سرشت مارا	ز عتاب تلخ ساقی دل ما غبار دارد
که سرگشتیں جہاں بشکر نہشت مارا	هم روز دست حسرت چو گلن دور لیسیم
ز خطا بهم برآمد همه خاک و خشت مارا	نه صنم بجائے یابی نہ گلے آب و رونق
که حدیث عشق و سودا شد سر نوشت مارا	تو واضح جم و کس سر ما فرو نیاید

بعد از غم نظیری ز غمار بادہ رستم

نکند دماغ خوشبو گل صد بهشت مارا

تا چپ کنی راست نخواهند نگین را	جز نام صنم نقش کن لوح جبین را
چوں دانه در آغوش نگنجد زین را	از شوق شهیدان حریم سرکوش
ره زد و بسر می رسد آواز حزیں را	پیدا است ربانی من از ضعف امیدم
شیر آمد و بگرفت ز من دامن و کمین را	من دامن بهنجیر گم انداخته بودم
وادی برهم ریخت تفت آبله صی را	آب ریخت آبد گفتم بر ساغم
با مهر بدل ساختم از عشق تو تین را	با شیخ بنسلیمم و با خصم شفق

بیروں انہم از خوش اگر پائے نظیری

یک پایہ فرو تر بہم عرش بریں را

نگین ملک تو ان ساخت ز آب گیتہ ما	دل شکستہ بود سحفہ خزینہ ما
کہ جز بمصلحتے شکستہ سفینہ ما	تو کار غیب چہ دانی کہ حیات طعنہ من
بقال دوست مبارک نہ بود کینہ ما	مکن کشتن ما مشورت کہ نابودہ ست
طلسم ما شکن و بر خور از دقینہ ما	نہ از کار درست از شکست ما گرد
بقدر ذرہ تو ان یافتن قرینہ ما	یگانہ ایم بہ بقدری از چہ برد دوست
بدوستی تو یعنی بسوز سینہ ما	چراغ صومعہما زندہ می تو ان کردن
کہ دابر نیکین است در مدینہ ما	ز بعد کعبہ نظیری زیارستہ ما کن



درون سینه بریدم سیر تمنا را  
نه داده راه درین پرده رمز و یار را  
ز رشک سوخته بود آگهی زنجار را  
کم است شود تنگ مایگان سودا را  
توان شناختن از دوستی مدارا را  
چهار نعت حریفان باده پیمار را  
که نه خموش کند مست بے خمار را  
که کرده است بن دوست گبر و ترسار را

بدیهه سنج نظیری اگر تو خواهی بود  
شکر فروش کند طوطی شکر خارا

رزم چغامه از مره خون سیاه را  
آنجا که غم نیست بهار برگ کاوه را  
صوفی خانقاه غلط کرده راه را  
بنیند و زلال قدح عکس ماه را  
در عشق قرب سدره بود و قمر چاه را  
بدخواه انفعال و بد نیک خواه را  
سلطان زدا دخواه نخواهد گواه را  
فردگاه برد بطفاعت گناه را  
تشریف شاه اکبر و عباس شاه را  
تعلیم صدر منزلت و بارگاه را

سرگشته اند خلق نظیری بیا که ما

روشن کنیم ز مزمنه خالق را

گسته عقد گهر گریه در کنسار ما  
ز رشک غیر کنون برگزشته کار ما  
غبار دل نشوم گر کنی غبار ما  
قضا گذارشته اینجا بیا و نگار ما  
بروز کار تو انگشتره روزگار ما

دباں پیام هوس داشت شستم انشارا  
چهره نه عرض تمنا کنم که حسن غیور  
در آن نظاره که بر تیغ و کفت شعور بود  
ذخیره زجنون بهار ننه دیم  
نواز شیشه ز کرم نه کند محبت نیست  
گر از ورع بگذرا اهداں قدر ندهند  
گذشت شوق زاندازه گوشه نظر  
بکینه دل بے رحم کافرت نازم

هر که رستم کنم تو عذر گناه را  
شاید که شرم دلت بار اگران خزند  
مطرب ره سماع باهنگامی زند  
آل عارفان که در رمضان باده میخورند  
معراج مانهایت اُنتادگی بود  
آنجا که بے تفاوتی و سع رحمت است  
گر خون یک قبیلہ از آن رخ طلب کنند  
گر غنیم عشق بازی و مستی شود حساب  
عشق آمد و بخرقه پشمین فرو ختم  
کردیم خاک مسکن و نیسی بر

نگاه نم شده بر راه کوئے یار ما  
خود از محبت جانان بخود حسد دارم  
زهر لقیں که شود صاف سینه صاف ترم  
بے باری مزغم طعن کند هزار چین  
ز روزگار چه منت که بر سر من نیست

خدا ز آفتِ پیر مردگی نگهبان دارد  
مزارِ دوست خموشی خرد و لے چه کنم  
تعلق تو نظیری به پشیم دارد  
تو چه که کند دوست و اگذار مرا

امشب خوش آشناست برویش نگاه ما  
از بسکه می شدیم بحسرت جد از و  
شغل محبت است که مانع ز طاعت است  
دو رخ اگر بیاشینی آتش دل است  
دل بے غمت مباد زین فیض گشته است  
صدیل وصل آمد و صد تشنه تازه شد  
ما نخل ما تمیم نظیری ز ما حذر  
همگی شود کسی که بود در پناه ما

ازین ویرانه تر می خواهم ویرانه خود را  
حریفان نشسته مهر و محبت را نمی دانند  
نه مورکش خواهد از سختی نه مرغش چید از تلخی  
زیم آنکه طبل رحلت ناگاه بنوازند  
عزیزان دیده از خاکستر سازند نورانی  
بآیات زبور و نعمه داود نفر و شتم  
ازین ویرانه تر می خواهم ویرانه خود را  
حریفان نشسته مهر و محبت را نمی دانند  
نه مورکش خواهد از سختی نه مرغش چید از تلخی  
زیم آنکه طبل رحلت ناگاه بنوازند  
عزیزان دیده از خاکستر سازند نورانی  
بآیات زبور و نعمه داود نفر و شتم

نظیری قصه فرهاد و خسرو داستان شد  
کنون من هم کتاب می کنم افسانه خود را

آنکه بر ما رستم کین زده از کینه ما  
عید و نوروز بود مکتب ما را هر روز  
محضر سلطنت عشق اگر بر خوانند  
خورده دل زخمی ازال غمزه که نتوانی دوخت  
زال نگاہ که بدنباله چشمت نرسید  
آزودیم زور می امسال نبود  
نقش آئینه خود دیده در آئینه ما  
بخت گذر و دشنبه و آدینه ما  
خاتم و سکه بر آرد ز گنجینه ما  
تو که صد بار فروز دوخته سینه ما  
خون فرو می چکد از خرقه پشمینه ما  
قدح داشت خم از باوه یار نیمه ما  
ساخت کار هم را اگر یزد و سینه ما

غبار از دل بخرگان رویم و بینم نشانش را  
 زمستین ہائے شوق آں بلبل شوریدہ احوال  
 اثرے کرد گاہے نالہ ام از بسکہ نالیدم  
 ہمہ در عشق او از رشک با من دشمن جانند  
 مرا زین عشق شور انگیز در در شکوہ اید گشت  
 سوال بوسہ کردم ازاں رخ لب گزید از قہر  
 فطیری قاتلے دارد کہ آمرزیدے گردد  
 سگال از کوئے او گر بگذرانند استخوانش را

ہر روز جویم آب رُخ روز رفتہ را  
 لب بستم از سخن کہ دریں مجمع نفاق  
 بہ گزشت شب اُمید بدوران من ندید  
 خفاش بخت من چونہ بیند چہ فایده  
 درخوں ہمیشہ نشتر مژگان شکستہ ام  
 فراش کوئے دوست شولے نالہ سحر  
 نہرست آب دیدہ نظیری نہ اشک تلخ  
 در دیدہ آب نے کتم الماس تفتہ را

دلگداز کہ آئینہ کردہ سنگ ترا  
 تو کعبہ در دل ماکا فراں چرا جوئی  
 کسے شکاری عشق ترا چہ میدانند  
 مزار خار بخت دل ترا چہ خبر  
 بہر کس نظر از شیوہ دگرداری  
 بنغمہ دگر مژندہ سازے مطرب  
 تو حرف تلخ فروشی و من شکرتوشم  
 تو از نسیم نظیری بشورے آئی

چو گل نہاں نتوان کرد بو و رنگ ترا  
 انداختم بروز جزا کار خویش را  
 کردم ز شکوہ منع دل زار خویش را  
 وقت نظرہ بہت پرہیز کار خویش را  
 شومیم بگرہ دیدہ خونبار خویش را

جریم من ست پیش تو گر قدر من کم است  
خود کرده ام پسند خرد را  
صد مشتری ست جنس دلم را چو آفتاب  
من گرم می کنم بتو باز از خویش را  
ترسم که رفته رفته به بیدار و خو کنی  
بر کس مدار طبع کتم گار خویش را  
لے دل بجز نجات که صیاد پیشگان  
در دام می کشد گرفتار خویش را  
عمرت بود که دوش نظیری بیا و تو

آساں نمودم در دوش خویش را

فراق دوستان بسیار پیش آمد دل مارا  
غم بیرون گرفت از ماهوئے منزل مارا  
تو چوں رفتی از اینجا آفتی ز دواصل مارا  
بیگ مشکل نمودی حل هزارا مشکل مارا  
تو اں تعویذ بازو کردی سحر ماکل مارا  
برهن بُت می سازدی دیگر مشیت گل مارا  
شب مانور می بخشدی چراغ محفل مارا  
بیدار تو چشم افتاده بخت مقبل مارا  
درین صحرای نظیری نیست لاغر تر ز صید

که بر فتراک می بندد شکار بسمل مارا

ز صحرای غم در خاطر یاران شود پیدا  
چو بیمار دم از راه چنای یاران مندا زن  
کسی ننگه نیراز ما گرازیں تقوی بروں آیم  
طرب که مار مدد کوئے میخواراں شود پیدا  
که بر مردم سلما بی دینداراں شود پیدا  
تو چوں صاحب شمع بی وق خرد یاراں شود پیدا  
که آن یوسف برندان گرفتاراں شود پیدا  
که بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا  
چو بیمار کس که مرگش بر پرستار او پیدا

نظیری کاش بنمائی که در ساغر بیداری

که پیش زاهدان قدر کنه گاراں شود پیدا

از پله آشوب مادر زلفت دار دشانه را  
شورش زنجیر در شور آ و رد دیوانه را  
حسن بنیاد محبت بر پریشانی نهاد  
تا نشور دغا کس دهنقاں نرین دوانه را  
حور و جنت جلوه برز اهد در راه دوست  
انک اندک عشق در کار آ و رد بیگانه را

عشق کا بنسبت تمار بند مال و مسکنی  
ہر چیز ز خود را بر آتش محو آتش گشت و رفت  
جانے یک ناخن درستی در سراپا تم مانند  
گرد و عشق از مزاج پیر لذت کے رد و  
عقدہ دل در شکنج طرہ بکشا یہ بخت

سرگزشت عہد گل را از نظیری بشنوید

عندلیب آشفته تہمی گوید اس افسانہ را

ز عاشق میشود معشوق را نام و نشان پیدا  
خود پہا محو گرد و گرتوان رخ پردہ برداری  
من آن روز یکہ بر رخ فتنہ میشد زلف میگفتم  
در آن صحرائے پریش کہ بہر لہرن باشد  
تجے گرافض جہم شود آن را دوا سازم  
تمنائش چو گرد گرد خاطر مضطرب گردم  
نعل از نامہ اجباب پُر کرد و نئے خواند  
نمیدانم ز من در حال سپارہا چہ نقصان شد

نظیری سوئے او کم رو کم روزست یا فردا

کہ از خاکستر تن ہم نیست در گولش نشان پیدا

زبس بود دل خود کام ناسپاس مرا  
ہلا مقام مرا پیش ازین نمیدانست  
چہ دوز بود کہ شریف عشق پوشیدم  
ز رشک و شش چہیں در ہم نہ توان برد  
نخے کہ داشت ملک میلش از توجہ غیر

از ان را کہ نظیری فرستہ داری

کہیں فسرہ دلائل کردہ قیاس مرا

خرم نے آید ز قاصد طفل محبوب مرا  
دست پرورد تو ام لے عشق پاس من برد  
فرستہ بادا کہ می باید ستمگار سے چہیں  
بر سر را پیش بند زید مکتوب مرا  
ہر کہ بیند از تو میداندید و خجیب مرا  
ایں قرار و طاقت و این صبر یوسف مرا

آزماں آتش علم گرد کہ سوز دغانہ را  
در حقیقت شعلہ بالی و پر بود پر و اندہ را  
ہر زماں دیوانہ و پیراں ترکند و پیراں را  
بوسے بے باقی بود گر بشکنی پیمانہ را  
یک گردن اس زلف در ہم بشکند صد شانہ را

مژنیگو نیاید تا نگرد و باغبان پیدا  
گماں پوشیدہ گرد و دہر کی گرد و عیاں پیدا  
کہ روزے خوش نخواست تا گشت ہرگز دہاں پیدا  
دل مجروح گرد و کاروان فرکار و ان پیدا  
چہ سازم سوز عشق را کہ شد در استخوان پیدا  
چہ محتاجے کہ گرد و در سرایش میہماں پیدا  
کہ مے ترسد شود مکتوب من ہم دریاں پیدا  
کہ اکثر مے شود و در بد گمانی احتمال پیدا

ناز پرورد وصالم گوش بر حرفم مکن  
بے سوائے خون خود و حشرے بختم باو  
شوق طبعی ز احتیاط غیر مست چون کنم  
مشب از یوسف رنجه چشم نظیری روشنت

باز نور سے هست در کاشانه یعقوب مرا  
در کمال از بسکه وز دیدم شکستم تیر را  
بخت دارد در کس بجز گریباں گیر را  
ذوق در دامن طرب و لذت تغیر را  
ورنه طغیان جنون از هم کند زنجیر را  
کرده ام خاطر نشان خویش صد تقصیر را  
قلب ز راند و دواضلع کند اکسیر را

از نگاہ شد نظیری صید من در الفعال

زانکه این وحشی بے ارزد بهائے تیر را

کجا بودی که مشب سوختی آرزو ده جانے را  
سوائے کن و من امروز تا غدا بشهر افتد  
بهر رخه کمی گیر تا خلاص و وفا خوب است  
کتاب هفت ملت که بخواند آدمی عالم است  
بافسون و مآهین کردن آسمان ترازاں باشد  
بعشاق و شک گرم و رنگارنگ روانه آید  
اگر از خار خار بیوفائی بے گل نبود  
ولا سیلاب خون را از شکاف سینہ من کن

نیدانم نظیری کیست چوں مے آدم زان کو

بحال مرگ دیدم بر سر رده ناتوانے را

طعم بلابل می دهد ز هر فراقیت آب را  
در مانے حجت بر ترحم تا شام مردن و کنند  
از دولت گم گشته ام غایب زانے وادهمند  
زابل درون باطن ترند زان که بیرون دارند

تا تلخ کردی عیش من شیرین دیدم خواب را  
گر چشم از رویت کند یک هیچ فتح الباب را  
بایستی بدیدم امید افکنده ام قلاب را  
اکثر خاصاں میدهد سلطان خراب ماب را

طوفان بہر جانب بروکتا معلم باد ہاں  
و غظ طیب سب مہر من بر جان گویا گشتہ اند  
بانایت بیطافتی از عشق تو انہم گر بخت  
در انتظار رحمت لب تشنگاں افتادہ اند

کار نظیری در رضا غم خوردن و خوش بودنت  
دارم مے مرد از ما خوش باد شیخ و شاب را

## رویف الباء

خانہ در کوئے مغال کردم خراب  
دہر پیرم کردہ اتاذوق عشق  
از جوانی ہست ذوقے در سرم  
ہر چہ خواہم از ورق از اشک و آہ  
زندہ دارم مرد را آئنا ر مرد  
گوش بر تشریف فرما غم کہ ہست  
بر اُمید ادا بمعجز بستہ ام  
جاہ ناسو تسلیم ست و بس  
بہر کہ پوشم چشم ازین دل خفتگاں

عاقبت ہم طبع گشتم شراب  
گر متر دارم فراجم از شباب  
از نیک ماندست شولے در کتاب  
عشق افتادست بر دس کتاب  
نام گل باقیست چوں گرد و گلاب  
جان مشتاقم سوا لش را جواب  
بادر بار خاک و آتش را آب  
خلق مرہم مے نہند از اضطراب  
روئے بیداراں نگزینم خواب

چشمہ حیاں نظیری ہیچ نیست  
عالے تاریک و قحط آفتاب

میم در جام و ماہم تا سحر بر روز نیست امشب  
دو چشم حیلہ آئیں بستہ اند از گریہ شادی  
شمار می تا سحر و ستم بزلت در سہمے دار و  
بہشت بربے رخسار و گیسو میزخم بوسہ  
مفتی میساری می کند ساقی نوہ سادی  
بدل طرح وصال جاودانی نقش مے بندم

و دستم تا بوقت صبح طوق گردنست امشب  
درو بام از چراغان شکم بخت امشب  
گر بیام غم گریہ است و دامن نیست امشب  
گل و نسیم و سنبل را عباد و زینت امشب  
ازین شادی کہ در بریم سوداں شہر امشب  
گرم خود دوست فی آید بخلوت و شہت امشب

باقبال محبت شاہد و مے در نظر دارم  
نہ من بایست خودم نے نظیری ہست امشب

صلوات صحبت گل میزند زماں دریاب  
که میشو و نفس نه راضاں دریاب  
دروں اگر نگذارند آستان دریاب  
بیک کرشمه نظم اگر تو اں دریاب  
ببین بهارے و لمغی خزان دریاب  
دے که آتش افروزان دریاب  
مرا که سوخته ام مغز استخوان دریاب  
گه که تیر جفاے کشتی نشان دریاب

مکش ملال نظیری که جسم و جاں کا هست

زالل جام کش و عمر جاوداں دریاب

نیشکر حاصل مضرت زکناں مطلب  
جز دل تشنه از اں چاه زخندان مطلب  
غیر محراب کش و قبله ویراں مطلب  
پرده بر روی فلک یا ز من ایماں مطلب  
پیش رو گم فلک و قیمت از اں مطلب  
آنچه هرگز نسیر دهند در اں مطلب  
و در دل سر مکن و کج صفاں مطلب  
گو خضر دشت بینا و بیاباں مطلب  
قیمت یاری ازین خویش فروشاں مطلب

مجله از حصار پیش است نظیری هشدار

کشتی نوح نشد ساخته طوفان مطلب

اشبم باز دید مست و خراب  
که در آره حریت را از خواب  
خاک را در دماں ببرد و آب  
کاہل با همہ شدند شتاب  
ہیچو ماہ دو ہفتہ از مہتاب  
میردم تا بر آرمش ز عجب

سحر منادی بلبل بگلستان دریاب  
ہر اں دقیقه کہ دریا فتی ز عمر از تست  
ترا فریضہ بود رفتنی بخانه دوست  
ہزار واقعه بار و ز کارم افتادہ است  
نظارہ کل دہر از دواغ یاد دہد  
ہنوز بوستے دلم بر شام سے آید  
تیر پیالہ جو بر عاکب نشنگاں تیری  
مباد و خیم تو جز بس بد گیرے آید

سبزه عیش و بوم و بر ہجر اں مطلب

رسن زلف پیچیدہ در آویختہ اند

در دیار یکہ سجد و خم ابرو رسمیت

فرض و سنت ہما شائے تو از یاد رفت

بعد از ازل کز حیرتیاں بدرم آوردی

ہر گز نیست کہ ہر جا طلبی یافت شود

لحیت دل قوت کن رشک اجاب خواہ

آبیا حیوان ز کوفت در کشاں سے جوشد

ہلک کا ہش اسباب بخویش را فرایند

ہم کہ شب داد تو یہ ام ز شراب

لب ساغر چیاں ز خمر پیسہ

مزه کمر راح آتشین اگیرم

عضو غم پرست از مستی

ظہر بہرند کردم از بادہ

راہ مستی گرفتہ جانہا دوست



محو ترے شوم ز خود ہر دم      ز تم از دست مطربا در یاب  
تو تم نیست پست گن پرده      طاقم نیست گوش چنگ متاب

بر نظیری مگر بہ بخشا میں

بجز رعنائی نشود این باب

چوں غنچہ دل مبد و چو بو بر ہوا متاب      بر گل سوار باش و عنان از صبا متاب  
آمینش از صلاح دو یک دل ہم رسد      جائے کہ تا میل نیاشد دو تا متاب  
شوق اگر نجات ز خود نیست      بگر زور رخ ز آئینہ ہم برقفا متاب  
بر سفرہ ہیچ نیست سوال از برون چرا      قفل کشودہ بردر گنج عطا متاب  
شغل تو آم ز گوشہ رخا طر نمی رود      گوشم چو طفل از بے ہر دعا متاب  
بر صفحہ نقشا ہمہ زیبا کشیدہ اند      برقع بدست کو تہ تیون و حرام متاب  
ہرگز خضر بہ تشنہ زلال بقا نہ داد      مس بر امید واری ایں کییا متاب  
آہ ز دیم و پیرہن پارہ سوختیم      گوہنشین فقیلہ بے داغ متاب  
چشم از امید واری دیدار روشتست      گوروشنی مہر و مہم بر سرا متاب  
معشوق ساقیست مزن بر پیالہ موت      یوسف نمودہ رخ بصر از تو تیا متاب

افسون لب بکار نظیری کفایت ست

فلش در آتش از پے ہر وفا متاب

مے باش از مزاج حریفان نشان طلب      با طبع ہر کہ راست نیاید کز ان طلب  
چوں رہ بری بصحبت نیکال گراں مباح      جایب اگر بصدر دہند آستان طلب  
ہمان گنج باش و قناعت بجا کس کن      ہمسایہ ہماے شو و استخوان طلب  
مجموعہ عداست عالم از و انتخاب کن      مغلوبہ السیت و ہر در و مہرباں طلب  
در طبع دوستان ز حسد راستی نمائند      انصاف اگر طلب کنی از دشمنان طلب  
از علقہ ہائے زلف طلسم بچنگ آر      وز شغل آں زو سوسہ دل اماں طلب  
دست کسے بدامن حمل نئے رسد      کورانہ بر صدائے جرس گلہ و ان طلب  
ہر گاہ یوسف ز تو در راہ ماندہ است      شیون کن وز گم شدہ خود نشان طلب

نگ ست در طریق کریمیاں معاملت

جاں از نظیری ار طلبی را ییگان طلب

عشق دہد بادل شوریدہ تاب      پرورش ذرہ کند آفتاب

کم نشود سوز دل از سیل اشک  
آه که عاشق کشت از خامی ست  
با سخن تلخ تبسم خوش است  
دیر رود جان که توئی در دلم  
در شب هجران نبود روشنی  
گرچه بود تا بسحر ما همتا با

دیده نظیری نشناسد زخ  
بسکه گذارد گم از حجاب

### رویف التاء

اگر بے نظر آمد و برقی ز میاں جست  
آنکجاست از آن ظلمت و پر تو دل و جانے  
آسوده ز آفات بهم ساخت بودیم  
نشیند کس از کس سخن مهر و محبت  
در عیان غفلت افتاد ازین رشک  
رطبت با و سر بسرا جز لے جہاں را

نیز بیش حکایت نتوان کرد نظیری

افروخت ورق در کف و آتش زبناں جست

که تجلی مانست و گاہ هجران حالست  
بے نہایت از بر ما بود تا مقصد مقام  
زخم ما بیطالعان پیدا و پنهان دست و تیغ  
از نم فیضی که با این شست خاک آمیختند  
عقدہ و ابرو و نامہ نتواند کشود  
بام و در پر جلوه حسن است اہل مال را  
سینہ را بجز اشق و درے دانہ اشکے فشاں  
از حدیث سود و سوداے روم دیوانہ وار

حیرت اندر حیرت و مشکل اندر مشکل است  
منزل کونین طے کردیم و اول منزل است  
بخت مقبوسے کہ چشمش بر جمال قائل است  
تا ملائک عرش را بار امانت و رگل است  
بعد ظاہر ہیں چشم دوری مادر دل است  
ہر کہ صورت دوست امیدار و معنی غافل است  
اینکہ شوری خاک ریزی تخم را بجاصل است  
حرف لیلی گوی تا دانی کہ مجنون قائل است

از کرم شاید درے بر رے مسکین واکند

بیشتر شہادیں در گہ نظیری مسائل است

غیر من در پس این پرده سخن سازے هست  
 پنجم کار است صراحی و قدح بر چینند  
 بلبلان گل رنگستان بشبستان آرید  
 گو که اس صفت شکنان قصد ضعیفان نکنند  
 تو مبتدیان که این قصه بخود می گویم  
 عشق بازیم بعبشوق مزاجی انداخت  
 دی نظیری ز سیر است که امروز رو د  
 صحبت را بود انجام که آغازے هست

ره حریف گرفتم که شیشه یار من است  
 چرا ختم همه راحت شد از سعادت عشق  
 اگر درستی در کار جام و مینا هست  
 صبا بطرف چمن خواند ابر بر لب کشت  
 شراب و خور میسر نکشت و تو بهر گریست  
 شے که با تو قدح نوشتم و بے بگزم  
 کلمه با آتش دل آب می خورد همه عمر  
 بسوز و ساز حریفم بآه و ناله حریفی

باضطراب دلا جان سپار و حال میسر  
 که اختیار نظیری هم اختیار من است

دوستی بکمال است و وصالے بدوم است  
 بر صوفی بے وجد و بال است عبادت  
 دادکم بمشوقه و منی دنیا و دیں را  
 احیائے شب ما و صبحو حریفان  
 جمعی که گرفتاری آیام شناسند  
 میگریم و از گریه چو طفلم خبر نیست  
 ساقی غم دوراں مخور و رطل گراں ده  
 که بید ترا بدینچه عصمت نفروشد  
 رنجورالم دیدہ پیری است نظیری

امروز بما منزلت عشق تمام است  
 بر شیشه که خالیست زمی سجد حرام است  
 بدنام شدن در دو جهان غایت نام است  
 هفتاب همه ذرن و صبح همه بام است  
 چو تپتیره از نور گر یزند که دام است  
 در دل هو سے هست ندانم که کدام است  
 شاد است جهاں تا منی حن تو بجام است  
 بوئے منی دوشیدن هنوزم بمشام است  
 جام سحری چو نخورد ماه صیام است

هوا بدیده رساست و باغ موزون است  
 زبان بلبل شوخ از سخن نئے افتد  
 بهوش زری که تو گر از بروں نئے بینی  
 اگر بلذت لطف نهال رسی دانی  
 بشور وادی و فریاد و سیل خوش داریم  
 در مئے دوست هویدا بود سادیت دوست  
 اگر کنایه بسیار عشق در یابی  
 نشان ذوق حقیقت بناز کال نه بند  
 هیچ کامه چشم گدائی پر نشود  
 بهر تر تم مرغی هنر از مضمون است  
 اگر چه خورده گل همچو در ممکن است  
 درون پرده به بینند هر چه بین است  
 گماند که تو فرشتی چگونه افزون است  
 که اهل سلسله ماست هر مجنون است  
 نوشته اند لب و لاله که خاست چون است  
 ز خون کشته به بینی هزار جیون است  
 چشم که فاسد نوشته گوی و سر موزون است  
 مگر کاسه آزادگان که واژون است

چو نام تو به گرفتیم قدح بیاد آمد  
 بنوش باده نظیری که فال میون است

به عشق عقل را هر سه در داغ نیست  
 هرگز فرشته از سر با مش نمی رود  
 طعم بیخودی چه زنی مختص برو  
 ما حال خویش بر پر عنقا نوشته ایم  
 چون چرخ بر خزان خود فال میزنیم  
 از خنده با سستج صراحی بکار ما

تلخ است به تو عمر نظیری چیزند گیت  
 بیار را که بر سر بالین چرخ نیست

صافی شوم از کون در و در دو صفای نیست  
 رویم همه چو ل سایه که در خدمت خورشید  
 لطف نظر سوختگان تابش برق است  
 چند آنکه در آل جعبه فز گیت نصیب است  
 بنجر ام بگلشن که پی سیر صبو حی  
 توفیق بگو کاری ما تو عطا نیست  
 صد گونه دوا در سر هر شاخ گیا هست  
 گر کفر و ضلالت بود در دین و هدایت  
 بر غش زخم جوش که در خنکده جان نیست  
 صد گونه سجود دست که در طاعت مان نیست  
 اینجا پر پروانه طلب بال همای نیست  
 در بهت ماستن در شست خطای نیست  
 پیغام گل نیست که با باد عبای نیست  
 اخلاص بدینار و مروت بهبای نیست  
 اما چو تراد در دادند و وای نیست  
 خوش باش که کار ازلی جز بوطای نیست

## بحکم قضا ساز کہ در دیر نظیری مقبول مغال نیست نمازے کہ قضائیت

آخر شناس در روش بخت من گم است  
دوران صلائے تفرقه وادو شراب نیست  
ساقی جو فیض اوست ہمہ صرف او کنم  
شیریں نکرده خندہ شادی مذاق کس  
باشد بنا امیدے خویشم محبتے  
آسودمی اگر بخودم کس گزاشته  
ناخن ہمیشہ در جب گد خارہ سے زخم  
کے سرز کار بستہ بر آرم کہ چرخ را  
گفتار بے نتیجہ نظیری نئے خردند

عودیکہ سوز دوندہ بولے ہمیزم است

لحمت دل برجیب جیسم برکنار افتادہ است  
ساز و برگ شادمانی را کہ کمی داند کجاست  
خستہ دل ترمی شود تا تلخ تر نوشتم دوا  
از کدورت بر نیایم گر صفا دستم بد  
غصہ مرد و غم بیا تم سوخت اکنون ہجر را  
ظرف ایں ہنگام پیدا کن خرابا است ایں  
کے نظیری خوار ماند عشق را نسبت تو نیست

یکے و روزے غایتش از اعتبار افتادہ است

عشق تو قید علائق زردہ ما برداشت  
جنس از زندہ وار باب بصارت ششاق  
چوں تو اگشت کنوں ساکن خلوت کہ بارغ  
دست در گردن معشوق جمائل کر دم  
عارفان گوشہ سپشم بدو عالم ندہند  
محضر زندگی از مرتبہ من بیش است  
پردہ می بایدم آوخت کہ ہر کس نگریست  
ہر کہ مجنون تو شد ساسلہ از پا برداشت  
نتوان دست ذبیحانہ سودا برداشت  
مجلس آراست گل دمخ نقاضا برداشت  
نتوان کفہ پی ماعرض تنہا برداشت  
ہر کجا باد نقاب از رخ زیبا برداشت  
ایں نشان را دل مغلس نہ کجا تارداشت  
شرح سودائے ترا نشہ ز سہما برداشت

بسکه نازک و لم از عشق حدیث تارفت  
اشکم از پرده برون آمد و غوغا برداشت  
طفل در گریه نظیری چو تو کا فرخ نیست  
مهرست تا زکدامین در ترسا برداشت

بوسه ازل و دوسلای ختم ختم گزشت  
خیز از سفال غصه زلال بقا نرسمش  
کین آب زندگی ز سر جام جم گزشت  
چون من مجرور که زدی و حرم گزشت  
ناموس و شک در نظر من بر ابراست  
جز رفت و آمد نفس میست در میان  
جلا وید ز لیست هر که ازیں بکد و دم گزشت  
کیں بر تو از سواد وجود و عدم گزشت  
برق دل ریده مارا طلب مکن

چون عند لیب مست نظیری ترانه گوشت  
از خار و گل بریده شد از صبح و ذم گزشت

فرحت نیست که در پهلوی آل صد غم نیست  
همه جای تیر کمان خانه ابر و رفت است  
نیش هر جا طلبی هست و لے مرهم نیست  
فلت ما از نزاع خاک و آدم نیست  
دلیس پرده شناسند که نامحرم نیست  
خلق دانند که از اهل خطا حریم نیست  
کیں علاقه بر برافسران محکم نیست  
جز باندازه فرق سپردا و هم نیست  
کافقدر جامه رسوائی ما معلوم نیست  
عکس چند ز غیب و گراں بر و وزیم

نتوان حکم خطا کرد نظیری بقضا

حکم بر صورت امریست که آن مبهم نیست

امروز آنچه تاج سر است و دست است  
نادان بر آ بجینه مانگ میزند  
سرمه کنیم در سر پیمان خویشتن  
اندیشه از فرار ثریا گذشته است  
بر پرده حقیقت اگر ماند پرده  
شما آن فرش مسدگسی نهسا دادند  
سرایه درستی مادرش کست است  
گره خوشن روی بکس هست مست است  
ایمان با همان بند لے است است  
کوتاهی که هست از تقدیر نیست است  
جرم نگاه دیده صورت پرست است  
این طایم خراب چای نشست است

نگست اگر بخاتم جمشید جنگیم  
پیشاک زلف یا ز نظیری شست است

چنان زخاندن بر دل رفتیم بر آن نگست  
بجان درین مغلوج گشته سینه ما نم  
رگ و روال بگذارد و چو بگریزم شود  
بدامن دل پاک تو داغ من نرسد  
دلم ز صورت کارم غریق اندوه است  
بگردش مه و خورشید طعن ما داریم  
غریب نقش خیال بر آب زد دیده  
نوا بگوشت اگر مختلف رسد چه عجب

سخن بزوق بود در مذاق بنشیند  
بصفحه کلک نظیری چو زخمه بر جنگ است

حریف صافی و دردی نه خطا اینجا است  
بنیاد دل همه نقش و نگار بی معنی است  
ز فرق تا قدمش هر کجا که می نگرم  
خطا بدم دیوانه کس نمی گیرد  
بدل ز دل گذری هست تا محبت هست  
بدی و نیکی ما شکر بر تو نهان نیست  
سهر شب یک دیده دل بے توبه نکشاید  
بهر کجا روم اخلاص را خریدار نیست

ز کوی عجز نظیری سر نیاز مکش  
زهر رے که در آینه انتها اینجا است

شب از فسانه ام ز خون فکانه پر شده است  
ز آن طره که شکایت آشفته می رسد  
آنگونه پرده انداخته ساقی نسیم صبح  
بازم بگلبرگ نیست نه شمع و نه آفتاب  
ترسم بلامه و سمن او زیاں رسد  
وز گریه ام دیا زویرانه پر شده است  
پایا که زلفش او چو کف نشانه پر شده است  
دیرو حرم ز نقره استانه پر شده است  
بام و درم ز زر و در و در پر شده است  
طرف چمن ز سبزه بیگانه پر شده است

تنگست جائے بنفسِ مشبِ بخلو تم  
یک آشنا نیامده و خانہ پرشده است  
ہرگز عطائے ساقی مارا کرانہ نیست  
از تنگ ظرفیت کہ بیامیزشده است  
آں شارحِ گل بخوتو نظیری نمے رسد  
دارا الشفائے شہرِ دیوانہ پرشده است

بیتود و شمعِ دروازی از شبِ یلدا گذشت  
آفتابِ موزوں برقِ از سرے گذشت  
نیشِ خائے نیست کز خونِ شکاریِ مرغِ نیست  
آفتے بوداں شکارا نگن کزین سحر گذشت  
شوکتِ سنش کسے را فرصتِ آہے نداد  
گرچہ ہر سو داو خواہے بوداوتہا گذشت  
جلوہِ اش نمود از بس محو رفتارِ شدہم  
نالہ ام نشیند از بس گرم ہفتن گذشت  
خواہے ہفتگی در تارِ بردن از سرِ سنش  
بسکہ ہست و بخود مغرور ہے پروا گذشت  
اپریشاناں چہ گویم صولتِ ہجرش چہ کرد  
بادیائے آمد و برد فتر دہا گذشت  
بازا مشبِ بانگِ کولش نظیری ہست  
شوکتے دیدم کہ پنداری جم و دار گذشت

در شہرِ بادولت عشقِ احتیاج نیست  
درایچ گوشہ نیست کہ صحتِ تاج نیست  
حشمتِ ترے بچیں جہیں مے توان فروخت  
کار و فامہنوز چناں بے رواج نیست  
خاطرِ مجنوں گل و گل و آہے شود  
غیر از گریستن غم دل را علاج نیست  
شہرے بشیشہ دل ما سنگ مے زند  
درایچ پایے بیشترے از جلاج نیست  
کس زیرِ چرخِ توسن آزادگی نتاخرت  
تاراج مے کنند بر لے کہ تاج نیست  
یا خط رساندہ ایم بمہرِ مسلمی  
آفت رسیدہ را غمِ ہاج و خراج نیست  
از نوشتنِ روزگار نظیری گداختیم  
ایں بادہ را موائے فقتے با مزاج نیست

شورِ چین ز نعمتِ آزادی من است  
روئے شگفتہ سحر از شادی من است  
میخانہ ام ہوئے بہارم کشادہ اند  
ہر جا خرابی است ز آبادی من است  
یہ ہوشیم بجلوہ کہ شگستان برد  
من بلیکم کہ نگہست گل با دمی من است  
بے ذوقِ عشقِ کاربسا ماں نمے رسد  
شاگردِ عشق بودن از استاد می من است  
عشقِ نوید زندگی جاوداں دہد  
آں چشمہ کہ گم شدہ در وادی من است  
گردولِ بعثت زانچہ طالعہم نوشت  
نیک اخترے نشاء ہمراہی من است  
حسرتِ ہم ہمیشہ نظیری ز صید گاہ  
زین خوںِ رحم کافت صیادے من است



بحرین اہل غرض قرب و بعد مانند است  
 ازاں دم کہ محبت نکلند دیدن او  
 نظر دلیر نشد تا مشرہ بہ پیش آمد  
 دو چشم ساکن بیت الحزن بمن گرید  
 دراز دستی حین کہ گل بچشم ریخت  
 بکینہ جوئی افلاک عشق سے بازیم  
 نہ عیب تست کہ بیگانہ وارے گزری  
 بیا کہ ازے پارینہ تلخ کام تریم  
 ہمہ ترانہ آفاق را ز بردارم  
 نظیری از تو بجاں کندن است لب بشا  
 بایں قدر کہ بگوئی "بمیر" خورسند است

دل کہ جمعت غم از بے سوسامانی نیست  
 بیضہ در چنگل شہباز نہد طائر ما  
 مگر کتم یاد ز بت خانہ مرا عیب مکن  
 لاؤبا آلی شو و در یاب فراخی نشاط  
 نیست لذت ز نظر بازی برے کردو  
 تنگ و بار بتلج سرجم دوختہ اند  
 بر در خلوت ما پیر ہما سے بخشند  
 طبل درویشی ما بر در جاوید زدند  
 صحبت آئینہ طبعان بدے تیرہ شود  
 تو بمجوری مصری و من مجنوں را  
 از فسوں وانی پشیمان سیا ہے کہ تراست  
 صد نظیری بنگہ داشتن ارزانی نیست

محبت تو بہر دل نشست کین نشست  
 بجفلے کہ تو دامن بر بخش افشاندی  
 ہمیشہ گری خویت در آتشم دارد  
 حجاب عشق غبارے میان ما انگیخت  
 دے بہر کہ نشستی و گم غمیں نشست  
 گیس ز تلخی عیشم برا نگین نشست  
 بجزل بستم و آن خوے آتش نشست  
 کہ از فشاندن دامن و آستین نشست

دل شکستہ بارانہ را پیوند است  
 نگہ بگوشہ چشم ہنوز در بند است  
 حجاب اگر بر کماہست کویہ لوند است  
 کہ من اسیر معشوقم او بفرزند است  
 کہ تا بدامنم از جیب در شکر خند است  
 کہ سر کہ دشمن باشد بدوست ماند است  
 کہے کہ زود کسل نیست میر پیوند است  
 اگر تو ز ہر چکانی بکام یافتند است  
 بگو شمع آنجہ نے گرد آتش پند است

گرہ بگوشہ ابرو و نگہ بجانب غیر  
تو میروی ومن از اضطراب می میرم  
چنان گزانی خویش از درت بساک بروم  
غمت ندیده روی خسانه نظیری را  
که چوین بهمانه نخوتیو در کمین نشست

عفتت که علم دو جهان فختصر اوست  
صدرا بنغم در صفت اندیشه نشست  
بیگانگیش بار و دهر اشک ندامت  
یاد آوریش راه نماید بوصالش  
گزنا خوش از جا بر و جائے نگهدار  
گزینم زنده زنده از پی آں رو  
گرایان گلستان جہاں رفت نظیری  
نشاط عید گدا عجب بادشاہ بشکست  
چنان بیکد گمرا میختند شیخ زندیم  
نہیں و متقی و قاضی بر قص بر جستند  
مباد از پیے جاں بود چشم قربانی  
دل شکستہ در آن کیے می کنند در ست  
بآب خضر سکندر نبرد ز آئینہ راہ  
بقطر روزہ می داد پیر مادیہ فروش  
زبانہ طفل طبیعت شد تقدیر کہ دیب

شکست تو بہ ہر کس بقدر حال امروز  
نظیری از خم می صوفی از ہوا بشکست

خمار می بلغم قفل زدایار کجاست  
نہ عند لب غزل خواں نہ شان گل خنداں  
شکوہ را بہ نم ابر جامہ در گر و ست  
یکے بگرہ گلستان خویش سیرے گن  
ہزار جنس مرادم بوقت در گر و ست  
کلید می کہ گم کردہ ام چراغ کجاست  
دریں بہار کسے را دل و دماغ کجاست  
برہنہ را سہ و سامانیش باغ کجاست  
ہبیس کہ یکہ گل بے صدہزار باغ کجاست  
دے کہ صبا بہ وقت دہر باغ کجاست

دشغل کار خودم یک نفس سمانی نیست مجتبی که دهر از خودم فراغ کجاست

نخون دیده نظیری بساز و باده مخواه  
براه زان غم منم همچو چشم زان غم کجاست

گر شمر رگر شعله هر جا گشت پیدایش است چاره دل کن که با آتش در آتش است  
شک مانع شوق غالب تو یارب چون هم راه عاشق بر میان هفت در آتش است  
چون جراح مرده از صحبت فاسد آورده ام از دم خلوت نشینانم تمنا آتش است  
گر بظا هر کاهم اما باطن چایا بحکم تن اگر خاکست اما دل سر با آتش است  
گر بکفرستان بری این فتنه آتشناک را بر بمن در رقص می آید کثرت آتش است  
از نیم صبح سوز و حریقاں را جمال ناز کاں را بر سر آن کوه سمر آتش است  
در سلم سبکست ما را دین و دنیا با ختن هر کزادر سرقاری هست سود آتش است  
عاشقی و حسن را در پرده نتوان داشت شعله غمازی کند ناچار هر جا آتش است

گر به گرم نظیری ریگ روادی گذشت  
از شکرش نابرا نودرت یا آتش است

نشست پهلو به من ز قیاب جام گرفت  
بعد مکنند استاد غم چو مست شدیم  
قد رعنان مرا از کف لیام گرفت  
که کار بست شکنج رونق تمام گرفت  
نیافت صبح دم آغوش دوست از دوست  
بجنگ و عریبه ماضی شدم ز شرم بر آ  
نظیری و من و مطرب گدای خواهد شد  
فقیه شهر که او عادت کرام گرفت

آں دهد در گریه پیدا که با ما دشمن است  
هر کز دل از درون شادوست با بیرون چکار  
خود مگر از درد آبی و رنه از ماتا به تو  
دل از آن آزرده ترواریم کازارش کنند  
خون ز چشم کار و دل ز رخت در باز مصر  
تا غمم گردید مونس کافتم با کس نماند  
هر که می گیر دشناور را بدر یا دشمن است  
شیع را خلوت نگهبانست قصه دشمنست  
صدیا با انست در کرم صد جا دشمنست  
خصمی خود میکند کس که با ما دشمنست  
هر که را یوسف بود کالابود دشمنست  
دوست چو نه بخوابد گرد و برف دشمنست

ہائے گریہ باید کہ دل خالی کند      ورنہ چوں در دل گرہ باشد او دشمنست  
گر بہار آید نظیری ورنہ خزاں بامن مگو  
خاطر مشغول عاشق رقتا شاد و شمن است

جز محبت ہر چہ بردم سود و در محشر نداشت      دین دانش عرض کردم کہ کنیز برداشت  
ہر عمل را اجر سنجیدند و رسید ان حشر      قیمت چشم پر آبم چشمہ کو تیر داشت  
در دلم از عشق سوزے ماند و ز جان شعله      ہیزے را کاتش مانوخت خاکستر داشت  
در دل او در دما از نال تاثیرے نکرد      بردم مرغے نامہ مارا کہ بال پر برداشت  
شکر کز غم مردم و نیست نگشتم شمسار      حال خود سرخند میگفتم دلت باور داشت  
کاتب اعمال چوں اجر و فراقم را نوشتم      جز رقم بروصل دادن چارہ دیگر داشت  
از دل یزد و در دجام را نظیری ریش کرد  
کم دو چارم شد کہ چشمے تابدا من تر داشت

باز دل جلے گل دیوانگی بوکرده است      دیدہ ام از گریہ آبے تازہ و جوکرده است  
خاطرے دارم خیال کنو بہار دوستی      صد گلستا غم پدید از ہرین جوکرده است  
لے توئی و مساز و حرفت مست چند پذیر      عشق را نازم کہ موم از آہن روکرده است  
از چراغ وصل دل را نور دہ کا نیچانے نشت      ورنہ باتاریکی ہجرال نظر جوکرده است  
ہر کہ جز خود دید بامن آشنایگی نہ ساخت      عشق تو باد شمن باد و مست یکدکرده است  
دست و دل بشکن کہ نیچانہ اجزی آید بکار      ایں کماں را چاشنی کنے ورنہ بازکرده است  
در مرادمان نظیری یار بیت کاے نکرد  
برہن بہ نیست و عا و کار ہند و کرده است

آنچہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است      و آنچہ نیاں آود و خاصیت یاد من است  
ساختن ممنون دیدار و صحبت سوختن      از تصرف ہائے حرمان خدا و من است  
حرف عاشق بے زبانی شکوہ دل و جزویت      آنچہ ہرگز نہ شنا بال بند و من است  
نیست در عالم متناے کہ از قید محبت      ہر کجا بینی ہولے صید آزار و من است  
مضطرب دارم چرا دل در رہ آوارگی      پشت توفیق و توکل خند زار و من است  
آں شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستیم      شرمے آید مرا ز انکس کہ صیاد من است  
خشم مرد و شکوہ رفت اکنون ز شست عشق تو      آرزو غلطان بخون محنت آباد من است  
کار دشوار نظیری گریے آرد کہ او      شاد از تدبیر لمے مست بنیاد من است

شہر ویراں شدہ گریہ منشاء ماست  
 از ہمہ سورہ پیغولہ صحرابستند  
 بال و پر سوختہ ہر یک بکنائے رفتند  
 بتماشا کے جہاں باز نہانیم از تو  
 بسیر بادہ فروشاں کہ مسجد نرویم  
 ماکہ خورشید پرستیم بچفل چہ کنیم  
 خواب مار بصدافسوں و انگہ مے بند  
 تاکہ از موعظت خلوتیاں مے شنویم  
 صحن و دیوار و در و بام نظیری امشب

ہمہ در وجود سمل اند کہ در خانہ ماست

پیش مشتاق تو ویرانہ آباد کیے ہست  
 بحریم دل شیریں نبود صفت نعال  
 ماکہ تسلیم بہ شمشیر ارادت شدہ ایم  
 در براغیاں مکنند کہ در گلشن ما  
 پایگل ماندہ اگر گلبن اگر خار بن است  
 بتوزاری و توانائی مادر نگر فت

نیم بسمل شدہ ماندیم نظیری انفسوس

صید بریکد گرفتار آدہ وصیا دیکیت

درون دیدہ گشتہ تخم بسمل تو نیست  
 از آجینہ حوصلہ ماتنک تراست  
 گویا دو اندہ ریشہ نہال مجتہم  
 زین پیش شیشہ دل ماہم ز شاگ بدو  
 بے یار ماندہ رُسے تو از ہم نخستے تو  
 بس جائگد از سہ گذر و سر گذشت شمع

غواں ترا چہ قدر نظیری جوش با ش

ایں پس کہ دعوی از طرفت قابل تو نیست

آنکہ صد نامہ ماخو اند و چاہے نوشت  
 سطر سے از غیر نیاد کہ کتابے نوشت

ہر کجا ہست غمے در بدراز خانہ ماست  
 ہر کراے نگری در پے دیوانہ ماست  
 آنکہ ناید بدراز بزم تو پروانہ ماست  
 آنچہ دایم دگر اس ساختہ دانہ ماست  
 تا بمینانہ غمے در نہ پیمپانہ ماست  
 آفتابانہ ہمہ جاوے پورانہ ماست  
 جاوداں راہمہ جاگوش برفسانہ ماست  
 ہوش ما محو تماشا گرہ جانا نہ ماست

صحن و دیوار و در و بام نظیری امشب

ہمہ در وجود سمل اند کہ در خانہ ماست

ہر طرف راہ فتد کوفہ و بغداد یکیت  
 عشق چوں بار دہ خسرو فرما دیکیت  
 پیش ماہم دوی کردن و امداد یکیت  
 شانہ باد و سیر طرہ و شمشاد یکیت  
 بلغ را سر و خرامندہ و شمشاد یکیت  
 موم در نیچہ عشق تو و فولا دیکیت

نیم بسمل شدہ ماندیم نظیری انفسوس

صید بریکد گرفتار آدہ وصیا دیکیت

زین مرحمت ملائت کہ کار دل تو نیست  
 صبر از دے طلب کہ در منزل تو نیست  
 مے نیم از تو آنچہ در آب و گل تو نیست  
 بے نسبت آفتاد دل ما با دل تو نیست  
 در نہ کدام کس کہ دلش ما لیل تو نیست  
 پروانہ سوختہ در محفل تو نیست

غواں ترا چہ قدر نظیری جوش با ش

ایں پس کہ دعوی از طرفت قابل تو نیست

آنکہ صد نامہ ماخو اند و چاہے نوشت  
 سطر سے از غیر نیاد کہ کتابے نوشت

فتح بے شعلہ پروانہ فرمنا د آں دوست  
ہمہ جانشوق تولب تشنہ بر اہم آورد  
کف پائے برہادیہ ام ریش نشد  
قدسے نامدم از منزل ساماں بیرون  
اشک آہ از در این مدرسہ بردم کہ ادیب  
سینہ ریش ازین راز نگردید کہ عشق  
عقد دریند نظیری بہوس نظم کنی  
ہیچ کس نظم تو بر طر نقابے نوشت

یک آہ گرم صیقل زینکار عالم است  
مشاطہ فراقی تو بہر اہم سیرت  
نورانی خیال تو از دیدہ اہم ماند  
بر من شب فراق شد از جرم ناسکے  
صیاد می کہ شمع تو و آنہ انفکند  
این عیب و عار عشق و مہن را کجا برم  
خو کو کنار کوثر و عنوان و سخن خلد  
تا یک دلت پند کند قرب او مجھے  
کہ پیرا لکی خبر از طفل راہ پرس  
دانائی فریب تو معنی نہ پرورد

قانون شکوہ چند نظیری نو کنی

اس نغمہ تو با عیش آزار عالم است

نہے نسخہ آفرینش جمال است  
لفطرت زبونی نکاہ زبونت  
ہمیشہ حق از قول و لے تو روشن  
بجز خود هست پرواز سہرتن  
ہمہ وجد با صوفیاں راز قول است  
باخوان قولت کہ ایماں نیارد  
بیاطن تر ادیدہ آدم مقدم  
نکت یاب مجموعہ کل خیالت  
ز ظلمت برونی نیا شد زوال است  
پوشیدہ موج حوادث زلال است  
تو روحی خرد پرداز پرو بال است  
ہمہ حال ہا قریبیاں از حالت  
حالات بود خون منکر حلال است  
ز صد جنال شد بصفہ لغالت

بہر پیرامنت سایہ ظاہر نگرود  
کہ غوغا گشتہ طالع قرار نہا لست  
بجس تو نقاش نقشہ نیا رو  
کہ صنعت گری ختم شد بر کمالست  
توان گفت کیس کتله بشانت  
کہ در غیب نبود مثال مثالست

نظیری چنان ساز صافی سخن را

کہ روح نبی خوش شود از مقابلت

گر کن گیتی وفا سے با وفاداران خوشست  
زندگانی با عزیزان عیش بایاران خوشست  
محنت شبگیر با شوق حرم دشوار نیست  
گر بیادوت بگذرد شبها بے بیداران خوشست  
ز گس شوی تو مست از ناله شب خیز نیست  
میسفر و شال را از غوغا سے بخواران خوشست  
مال و عصمت را از لجاجت دوری سودا نیست  
ماہ کنعان بر دین از خیل خریداران خوشست  
فرجہ نگذاشت گردن تا ازاں بیرون روم  
ذوق با مرغیان پراند مرغ نو پروا ز را  
چیرہ نیکو را ستیلا سے عشق آزار نیست  
کمر کوکبایہ ساغر گل رنگ را

غرق طوفان شد نظیری ہر کہ دل در مال بست

خست بیرون دہ کہ کشتی بسکساران خوشست

جزائے حسن عمل در شریعت عربیت  
بعرفت عفو نکردن گناہ بے ادبیت  
سواد دل ز ستمے سالخورده روشن کن  
کہ عینک بصرش را آئینہ بطلی است  
قبول بے ہنراں ز التفات معشوق است  
عنایت از لی را نشانہ سے سببی است  
جمال حال شود ترجمان استحقاق  
دلیل آب جگر تفنگی و آتشہ لبی است  
زمن مشاطہ بستان صدق سے طلبہ  
ہنوز دختر زرد سر چہ عذبی است  
مگو کہ رفتم و قسمت نبود در یا نیم  
کہ ناریدین طالب نشان سے طلبی است  
ز دوست رفتمے مگردان و تن بفرماں دہ  
کہ بہر کہ صاحب این وال شد لی و بی است  
خلاف رسم درین عہد خرق عادت دال  
کہ کار ہائے جنین از شمار بجا ہی است  
شب سیاہ صبار سقید سے آرو  
بر توبہ قطع ارادت بخنے شود مارا  
چراغ مقلد بر لہر و دہان بجا ہی است  
خلوص بندگی با شرافت نبی است

گوز دوست ملا لست بود نظیری را

کہ مستی سحری از نیاز نیم شبی است

ترا کعبہ مرا کار بادل افتادہ است  
صدائے بے جرس از بشنوی غریب مدام  
سپند طالع اگر حص از بیجا و گند  
بغیرم کعبہ کشید الفاق خلوتیاں  
نہ کج و مستی مے کردہ قبلہ بادہ فروش  
شکستہ برورق جہہ تو خسامہ حکیم  
حریت ہیں چہ راحت بساط مے چہند  
حریم خاک چہ قرباں گہ مینا و یدم  
کیے بگور عزیزان شہر سیرے کُن  
مجردان سبک سیر از جہاں رفتند  
گدا کے پیر مغاں شو کہ بادشاہ و فقیر

ضرر بمال نظیر می پیش ہیں نرسد  
کہ او بودی و رفتش بمنزل افتادہ است

فخر والا نسبتاں از بنداوست  
گردن شمشاد از نقش شجرت  
گرچہ شکل نیستی دارد دہانش  
نقض زلفش دایہ بر عهدش شکست  
طرہ اش را ہست پیوندی بصلح  
ہر شہم بخو است مے آمد بخواب  
مشہ بٹش صفر ابے بیمار اٹکست  
زود آمیزش بمردم مے کند  
حُسن گل بر باد و حریاں زرد و رفت  
کینہ کش از دوستان مہر جوے  
بار تکلیفش زدوشش انداختم

ظلم خواں بر نظیری مے کنند

معنی او بہتر از فرزند اوست

معموقہ من قبلہ منا قبلہ نظر گشت  
تا گشت نظر بارِ نچو آنینہ برگشت

کعبہ تیکدہ من مقابل افتادہ است  
کہ ز فوج ماست بدنبال مہمل افتادہ است  
صلیب زلف بتاتم جمال افتادہ است  
کہ پیر صومعہ را بار و کل افتادہ است  
دلش بگوشہ میخانہ مائل افتادہ است  
کہ ابروان ترا عقدہ شکل افتادہ است  
ز نیزہ بازی افلاک غافل افتادہ است  
کہ ہر طرف نگری صید بسمل افتادہ است  
بہیں کہ نقش املہا چہ باطل افتادہ است  
کہہ بقعر حکیم و خس بسا حل افتادہ است  
بر آستانہ میخانہ سائل افتادہ است



غرق کرم حیلہ گراںم کہ در اں کوستے  
 ز دخنہ شیریں لکھ بر دل رشتم  
 اوراق گل اندر بغسل غنچه نگنجید  
 پیداست دل آمیزیم از گونه گفتار  
 شاید شوم انگشت نما همچو مہ نو  
 زان کلکم از دست فشاںست کہ دستم  
 تا بوسہ گنہیرہ مذاقاں نکند دست  
 در ہر خم آن زلف کیں گاہ بلایست  
 عقل کہ کلید در گنجینہ ام آں بود  
 با ایں دل پر عریدہ شہر مندہ شقم

بہر شہر مندہ شقم کہ بر آورد نظیری

از غنچہ بہ آں نافہ چیں خون جگر گشت

نظر بظاہر و معنیاد در قفا خفت است  
 کجا ز عشوہ آن چشم نیم باز رہیم  
 کسے بقدر شہم ترک تازستے آرد  
 شمیم ہر زبانغ و فاسخے آید  
 طیب عشق بسر و طوح ز بیارستے  
 کس از معانیہ روز وصل یا بد فوق  
 بگیر کام دل اسے کجائیں مردم چشم  
 شب امید باز صبح عید سے گزرو

فسانہ صرف نظیری ممکن کہ خواب کند

شکستہ کہ بصدور دہبت لا خفت است

خوئے شہ عریدہ جوائتا د است  
 بادب ز می کہ سیرمستان را  
 آنکہ افتاد بریں در را ہش  
 در خرابات مغاں مستان را  
 خوشی مار گل و بستان نیست  
 گشتہ بر ہر سرگوائتا د است  
 نہ کند سے بہ گلو افتاد است  
 قدش از تنگ دیو افتاد است  
 کاسہ بشکستہ سبکوائتا د است  
 صحبت یار نکوائتا د است

خوش عبیر سے ہم آمیختہ عشق  
عشق از سنبل و گل و اچیدم  
جائے دل خوردہ مینا چنیم  
دلبرم را سر رسوائی نیست  
با خودم دشمن جاں باید بود

ہر نفس دلتی نظیری رنگے است  
عشق را چشم بر وفا افتاد است

جمال ساقی مادر ضمیر لالہ گذشت  
در ان شمائل موزون نگہ کہ کس دید  
بقصد ضبط نگہ جس برابر و ان اندشت  
دلہ ز حرص سوال از کیش جواب نیافت  
سپہر ہر چہ کند روزیت بخشم مرو  
دو سالہ دُرُکش دیر بودہ ام عجبست  
سرے ز قفل مینا بروں نیاوردم  
بطعن از بر ما غافلان فارغ دل

جفا نماند ز پندار خود چو وارستم  
بیا کہ کار نظیری ز آہ و نالہ گذشت

سودائے تو آتش ز دماغ دل مار بخت  
غم دردی آنرا بچرخ دل مار بخت  
ساقی سے تندے با یک غلہ دل مار بخت  
غم خون جہا نے بسرا غلہ دل مار بخت  
برگ و برش از لائے ایل غلہ دل مار بخت  
بد کرد لالے لبسرا غلہ دل مار بخت

بر عشق ماز و دلاست نظیری  
تا صبح نفس زد گل با غلہ دل مار بخت

گل بیدا و دستہ بستہ اوست  
ہم جانا سخن تصرف بند  
نہر و دل خشک شکستہ اوست  
ہر کاسینہ ایست خستہ اوست

این که گم گشته عهد و شرط وفا  
 برداند لیشہ بُبتاں ز دلم  
 خس بستان و غار دیوارش  
 سر و بالا و عیہر نظرش  
 تاب را دید برنگ خسارش  
 موج بادہ بر گل ہفتاب  
 عشق ہر دم بتازہ سودایش  
 بسوئے مغان خطا نرسد  
 دیو و رنگ زیاد جنتہ اوست  
 کعبہ دل صغیم شکستہ اوست  
 قید مرغ رس گشتہ اوست  
 دست پرورد خانہ رشتہ اوست  
 بادہ درغول دل شستہ اوست  
 نوح از آب بادہ شستہ اوست  
 عقل کہتہ فروش رشتہ اوست  
 کہ بدست کریم دستہ اوست

نزل روح الایین نظیری را

نامہ یک پے حجتہ اوست

دلے دارم کہ طاقت کارا و نیست  
 دلے دارم کہ قلزہ ہاسے مولج  
 دل سختم براحت سے ستیزد  
 نشاط عند لیب از دیو و نگست  
 گجا باشد بہ بند و قید دستار  
 مریض عشق را مردن علا جست  
 سر مرغے نیر و از کمیں گاہ  
 زباں بازی کند سوسن از آست  
 بایں شد کعبہ از کوئے تو ممتاز  
 کجا کنعاں کجا بغداد مستاں  
 تحمل غیر عیب و عارا و نیست  
 حریف آہ آتشبارا و نیست  
 فلک را دست بر آزارا و نیست  
 نوئے ماز موسیقار ا و نیست  
 تن مجنوں کہ حمہ سر بار ا و نیست  
 دوائے درد و باز ا و نیست  
 کہ آب و دانہ در منتقار ا و نیست  
 کہ آب شرم در خسار ا و نیست  
 کہ رشکے بر در دیوار ا و نیست  
 انا الحق گو سرے بردار ا و نیست

نظیری این عبیر از عشق سازد

کہ این عطر کز گلزار ا و نیست

سختم اس بس کہ مشتری شدہ دوست  
 بشکنم رنگ رخ چو مستقی  
 در برابر باب ذوق کم بندند  
 قطع دنیا نے شود چہ کنم  
 نیست ممکن بزنگی آرام  
 ہر چہ خلقم بہا نہند نکوست  
 آب بہر کہ بقدر ظرف بہوست  
 اثر قبض و بسط در ابروست  
 قوت مور و جستن از سر جوست  
 تالفس باقی بہرے در گاہ پوست

شاهدان چمن تہید دست اند  
باش عریاں بدن کہ جامہ گل  
بوئے گل جاشنی گل دارد  
آب تلخی بقطر پروردند  
خط قرآن نگار او کو فی  
خط فریبندہ کس چنین نوشت

بر نظیری ست گوش خلق امروز

میر مجلس ندیم شیریں گوشت

ہ کہ نوشید مئے شوق تو نسیان نش نیست  
دل بجن تو مقید شد و جاوید بماند  
تا بیکے فکر تو اں کرد و سخن تازه نوشت  
ہیچکس نامہ سر بستہ ما فہم نہ کرد  
سبب از عقل میر رسید کہ غم نامہ ما  
از دلم راہ دلت عشق نمودست خوشم  
راہ دیگر بسوئے کعبہ اعرابی ہست  
خاطر غیب نمائے تو مگر جام ہم است  
سایہ نامہ تو بال ہما مے داند  
مرد تاجر کہ غربت بوطن مے آید  
چون قلم گر یہ شادی کنم از نامہ دوست

بس کہ از وقت فہم تو نظیری بگداخت

نکتہ نیست کہ آمیختہ با جان نش نیست

قرعہ بروصل زند و دیدہ و سامان نش نیست  
ز گس از گردش حشمت بشر بافتادہ است  
خدا ز شرم قلمت خضر نہاں در ظلمات  
در جواب تو فروماندہ کہ مر از طفلی  
دل زانہ شیعہ وصل تو بجا باز نگشت  
عشق ما واقعہ نیست کہ آن خبر گردد

جامہ سر و تاسر زانہ نیست  
کلمہ دہد بوی کہ حلقہ تو بر تو نیست  
آں شکر خندہ را چو بوی چمن نیست  
نام کردند کس گل خوشبو نیست  
چشم محراب گردا و ہندو نیست  
یار بایں معجز است یا جادو نیست

وانکہ تو تو شدہ اند نشیہ حرا نش نیست  
کہ ز فکر تو برو آیدن آسان نش نیست  
قصہ شوق حدیثی ست کہ یا ان نش نیست  
نہ ہمیں خاتمہ اتش نیست کہ عنوان نش نیست  
درس عشق است کہ از علم و بتا نش نیست  
کہ آں خانہ در سے ست کمران نش نیست  
کہ غم از سر ز نش خار مغیلا نش نیست  
کہ رخ حال من از آئینہ نہا نش نیست  
ہد ہدما کہ بسیر تاج سلیمان نش نیست  
تختہ خوبتر از نامہ انخوا نش نیست  
کہ بجز از دل خداں شرہ گریان نش نیست

نکس خیالست از ان چشم کہ حیر نش نیست  
مے پرستے ست کہ مخمور بدوران نش نیست  
کہ بجاں بخشی آں چشمہ حیوان نش نیست  
کہ بسفقت شکند گوہر و تاوان نش نیست  
کہ جدائی ز طاقات تو آسان نش نیست  
ہر چہ آغاز ندارد در غم یا ان نش نیست

شادم از دل کہ منے عشق تو دہوش کرد  
چرخ را کاسہ پر خون شفق گردانست  
دولت عشق ندارد و خط از عین کمال  
ما بایمان قوی عهد تو محکم داریم  
ہر جاحست کہ دلم داشت بمرہم بہ شد

گر نظیری بفلاک بر شدہ باشت چو مسیح

بیت معمور بہ از کلبہ ویرانش نیست

عشق عصیانست اگر مستور نیست  
عشق در صنعت تصرف می کند  
بر تر از عشقت حالم پایہ  
آنکہ منصورست بر دارش کنید  
حسنت از سر ہوش بیرون می برد  
مایہ صدامہ کنعانے بچسب  
کے بشر استغفر اللہ گو میت  
دلفری ہائے دشمن دیدہ

کشتہ جرم زبان مغفور نیست  
در میان فرما و جرمزدور نیست  
راہ از من تا جنوں پرور نیست  
ایں انا الحق گوئے خود منصو نیست  
بیش از بی گنجایش مقدور نیست  
مصر در خوبی چنین معمور نیست  
راست مے گفتم لے دستور نیست  
جان سپار یہائے مامنظر نیست

عشرت و عیش نظیری کوتہ است

در سرالے تنگدستان سور نیست

اس نخل کرا و حثیمہ جاں رستہ کشت است  
باقی ز مشاطہ حسیم نہ از عشق  
جز از اثر دہشت تو وحشت مان نیست  
زین بخت دل و پارہ جاں چاشنی گیر  
ذوق نعم از طینت خاک کی نرود بچ  
گور و مے تو نظارہ کن و حقے تو بنگر  
سرتاسر صحرائے رخت لالہ و نسر نیست  
گل جامہ ز بر لب سبک از ناز کی انداخت

وین خط کہ دہ یاد ز معجز کہ نوشت است  
ز تار منان رشتہ خط و زلف کہ رشت است  
با پردہ بگو پردہ رخسار کہ ہشت است  
برگر یے تلخ و نیک خندہ ہرشت است  
ہر چند بخیادی گل آدم نہ ہرشت است  
گوید کس اگر آدمی را کہ فرشت است  
صدر نگار و گر گل کہ دانند کہ کشت است  
عربانی گلزار ز کوتاہی نہ رشت است

در حیرت از ترک فنا مے تو نظیری

کس غیر اجل فرشت اہل و نوشت است

شوق ما هنگامه این ماجرا اگر ساخت  
موسیقی ما گرم روگردید و ما را گرم ساخت  
شمع مجلس شد که در کاشا چهار گرم ساخت  
گل شکفت از نغمه بلبل که ما را گرم ساخت  
صحبت ما روز بازار و فراق ما را گرم ساخت  
طعنه ناموس خوئی با دشار ما را گرم ساخت  
گریه من و داستان کربلا را گرم ساخت  
مهره خاکسترم با دصبار ما را گرم ساخت  
گرمی هنگامه مهر آشنای ما را گرم ساخت  
وسعت احسان راستغا که ما را گرم ساخت  
چون مراد دل اجابت شد ما را گرم ساخت

رشته بربست این نظیری یا ضبا یا عطر گل  
بلبل از شعر ترت صوت و نوار اگر ساخت

روز شد پروانه از بال و پرافشانی نشست  
بر سر بازار شور ماه کنعانی نشست  
در مقام یا همه جافرش پیشانی نشست  
باد شه در کلمه مسکین بهمانی نشست  
جنتی از خلیفتن کرد و برضوانی نشست  
نکته را ندان درج لب عقل از پرتیانی نشست  
ناپشیا رفت اگر چه با پیشانی نشست  
آنجناں محوم که تو اتم ز حیرانی نشست  
چون تواند زده با خورشید نورانی نشست  
کز خود و از هر چه در ملک خانی نشست  
قطره باران انعامش بعمانی نشست  
پس ز صد سلطنت بر بند خانی نشست  
بادل وارسته بر تخت جهان بانی نشست  
همته او داشت بر تخت سلیمانی نشست

نالما نغمه اهل نوار اگر ساخت  
ز آتش وادی بیفکنیم نعلین از قدم  
و گرفت از بهر خاطر گرمی پروانه سوخت  
گرمی هنگامه گلشن بی آشوب ماست  
مایه مهر و محبت از رواج افتاده بود  
کین خسرو گر نموده ساخته فرهاد کار  
هر بن مژگان بچشم خلق قربان کرده است  
اعتماد بر شمیم حله یوسف نداشت  
شد ز غربت قدر من معلوم بر اهل وطن  
دیدم انفاق رخت محروم غنیمت از لبست  
از غلوسه رفتم معلوم شد سخن قبول

گل صلائی عام ز مرغ از سحر خوانی نشست  
خانه زیر گشت جولانگاه ماه خرگبه  
دیدم با انداز خورشید تحفه لائق ندید  
مردم چشم از فروغش بست آئین خانه را  
نشه لب ماندیم از و چون زاب کوزه دوزی  
خنده ز دوبر طرز مجلس دل ز غم آزاد گشت  
جانی فانی قدر بے سامانی غمخانه گفت  
تا به عظیم از شکوه طلعتش بر خاستم  
پیشتر چنداں که رفتم بیش شد سرگشتگی  
سرور احرار عبد الله خاں هیچ بخشش  
در چین باخار و گل در کوه باخار و لعل  
تخت شایان دکن بیش کافارت گاه اوست  
شاه رشتل جهانگیری مسلم شد با و  
اینکه گویند هم عظم داشت جم انسانه است

ہمت ازوے جو کہ اس بہت اگر دست ہد  
 رشاک ملک شیر و ان امر در شاد و ان است  
 جذبہ گیر و گر سمانت کہ نتوانی نشست  
 کوبہ زخاقلان نظیری بہ زخاقلان نشست  
 ما و عیش و عشرت دایم کہ دولت بر سرید  
 مہرباں تر بائے از معشوق نہائی نشست

بشرح حالت من نامہاد اطراف است  
 بہر بانی او اعتمد نتوان کرد  
 بنالہ اشک فشاخم کہ تازہ دولت را  
 بعشوہ کردیم بچندہ جاں دادم  
 بہشت روزے نابالغ محبت نیست  
 تلخی از لبیاں شاہد ان شاو شناس  
 ہزار مصر شکر صرف منہاں سازند  
 ز عالمے کہ کسی دوستی بسر نہ سازند  
 اگر زار دولت آگہم عجیب مداں  
 بیک تبسم دزدیدہ ام فراہم ساز  
 ہزار قافلہ در زیر بار اوصاف است  
 کہ تازہ عاشق و خاطرین صاف است  
 عطائے نیم دم دستگاہ صدف است  
 خلاف دوست نمودن خلاف انصاف است  
 کسی کہ طفل بمیر و تماشا عرفاں است  
 اگر شویم مکرّم کمال الطاف است  
 نوالہ فقیرار دہند اسراف است  
 وفا مجموعے کہ عنقا ہنوز در قاف است  
 کہ علم کشف نہ از قسم علم کثاف است  
 کہ چوں رخ تو پریشانیم ز اطراف است  
 نظیری از وہ سنجیدگی شود غالب  
 دل ساز کہ میزان بدست صراف است

ہیں قبح شمع شبستاں این است  
 پرتو کہ دہ کہ بدوئے برسم  
 باش تا سجدہ مے خانہ کنم  
 غافل از طوف صراحی بگند  
 یک بہت سادہ و یک خم بادہ  
 مئے و خمار و خرابات مغاں  
 گردن تاک ببارزی نہرند  
 کہر بازنگ نہمن زور دست  
 موش خلوت متاں اینست  
 مکرّم تا بگلستاں اینست  
 کعبہ بادہ پیرستاں اینست  
 دست زن عروہ متاں اینست  
 برگ سامان نہ متاں اینست  
 درس استاد و دبستاں اینست  
 سر و سرقتنہ دبستاں اینست  
 زال یارستم دستاں اینست

مے فردوس نظیری حبستی

بمیاں آمدہ بتاں اینست

دل بقرّب بعدا و مہجور نیست  
 از نظر دورست از دل دور نیست

گرچہ زان نورست روشن دید ما  
شمع مجلس تیغ غیرت آخته است  
عجز واصل شد چو عجب از سر نهاد  
اجتهاد عقل نفی شاہد است  
بہنہ گردد بمرہم زخم ما  
تا بفرمان بت پرستی مے کنند  
سرور اناں گل ہوائے در سرت  
غیر شورے در سر محمود نیست

بس نظیری زین فغان جاں خروش

نالہ دل لعل طنبو نیست

کس نہود جرمہ کز جگم گزک نخواست  
ہر کہ زیادہ دادش بیشترے بمن نمود  
آمدہ نقش بازیم ورنہ فراز دیدہ ام  
من ہمہ عجز و ہنگام میل نزاع مے کنند  
رنگ رخ سخن نشان می دہد از عیار مرد  
گفت و شنود دوستان مایہ عیش می شود  
عالم و یک مسیح دم دیرمخاں و یک صنم  
مصرع نظم بے غلط صیغہ شرب بے سقط  
بس نظیری از ازل معجزہ خیز آمدہ  
کو لک جاہے مکش شمع صانع خاک نخواست

طبع نظیری از ازل معجزہ خیز آمدہ

کو لک جاہے مکش شمع صانع خاک نخواست

گریز دا ز صفت ماہر کہ مرد غوغا نیست  
جمال مغبیہ دیدی شراب مغبیہ توش  
زیادے تا بسرش ناز و عشوہ صفت بستہ  
بخاک مے بخری کا کلمے کہ دل نبرد  
بحکم عقل عمل در طریق عشق ممکن  
فلک سر اسر بازارد ہر غم چیدا است  
نشاط رفته ز دوراں بصیرت تا غم  
پائے خویش کجا می توان رسید کجا  
کے کہ کشتہ نشد از قبیلہ ما نیست  
مگو سے عذر کہ دگریش ما دارا نیست  
ہزار معرکہ و خصمت تماشا نیست  
کہ خار خشک بل از سنبلے کہ بویا نیست  
کہ راہ دور کند رہبرے کہ دانای نیست  
نشاط نیست کہ کجائے بہت و یکجا نیست  
کہ بد معاملہ آزدہ از تقاضا نیست  
کہ طی راہ فنا جز ببال عنقا نیست



ہوائے وصل کسے کی کند کہلوہیست در اں دلے کہ محبت بود متناہست  
نظیری ہست بجائے زغمرہ خونیں تر  
شکوہ تادلت آزرده است گویا نیست

عشق مرا زبان حکایت برید نیست  
رازیکہ دردست زد دل بایدم نہفت  
جلد و بیاض و دفترم از راز دل پرست  
در سینہ تابند بر آرم فسر و برم  
خضم آں حریف نیست کدل کیں کشاد  
گفتم اگر بمنزل مقصود سپے برم  
چوں یافت دلی کہ بر سر ہے ریدہ ام  
رفیقیم ورہ بکنہ جمالش نیافتم  
دیدیم و دیدنش ز خودی بخودی نداد

زین عشق صد بلاست نظیری فسانہ چند  
افسون خامشی بلب و دل و میند نیست

بیا کہ مردم و بر راہ چشم جاں باز است  
سخن ما اگر میل بہت مانع نیست  
چہ یوسفی تو کہ در مصر حن چو نتو کہ  
در آرزوئے نثار قدم تو ہمہ شب  
نخے رو و چو گر سنہ و لے چہ بود ازیں  
چو بکل قفسم من ازیں چہ ذوق مرا  
صمد بجائے صنم برز باقم آمدہ است  
و عاکنید بوقت مشہاد قلم اورا

مکن شتاب نظیری بکار جان بازی  
کہ چشم کار شناساں کارواں باز است

زبان طعنہ ما کو تہ از بریدن نیست  
ز بسکہ گشتہ ام از درد انتظار ضعیف  
چنانکہ خانہ زندانیاں فرود آید  
علاج شکوہ عاشق بجز شنیدن نیست  
نگاہ را بر خرت قوت رسیدن نیست  
شکستہ جان قفس و جرات پریدن نیست

بے تعلقی خویشین بایں ششاد م  
 بهجرو وصل و ملال و نشاط گر یہ کنم  
 ز تار زلف تو ز تار بر میاں دارم  
 گرفته طبع نظیری سوال از و مکنید  
 درخت گل نشکفت است و وقت چیدن نیست

این پیش خیل کج کلهای از سپاه کیست  
 دامن کشال چو ابر بگلزار می رود  
 پاہم بہ پیش از سر این کوئے رود  
 آن ابروئے کشیدہ کمان از جہان خواست  
 گیرم بمہمت کند انکار گشتنم  
 گرد سر تو گشتن و مردن گناہ من  
 برباد دادہ طرہ ز رخسار یا رگر  
 مے بیند مہن و نخ آردم بیا د  
 از کف بعد رد امن و دستت نمی دہم  
 کف میکشد بزلت و نئے گویش کسے

چون بگذرد نظیری خویش کفن بکشد  
 غلغله فغان کنند ز کز این دادخواہ کیست

خواہم این بہتان پر غم را بشوئے و شکست  
 روزگار از خاطر چو نیل از رخسار شکست  
 بائے از پیش آمد و کارم زین دامن گرفت  
 قلم شکردا عشق اردو کلو کا فور رنجیت  
 ویدش بر عشرت من حسرت دیگر فزود  
 دوستان ہرگز نہ بیند از محبت عیب دوست  
 در رخسار ہے کشیدم خاطر مآزادہ شد  
 عے کشم حرمان مے بے ظرف در بزم وصال

این قفس شکست بر مرغ تو بال و پر شکست  
 آسمان بر آتش چو خود بر مجسم شکست  
 دست در اند نشین یا رم بزر بر سر شکست  
 تلخی میداد غم در شیرم از شکر شکست  
 خواہم بیکان بر آرم در جگر نشتر شکست  
 خاطر خوش شد اگر مے بخت گر ساغر شکست  
 یاد بر بہتاں وزید و شایخ نازک تر شکست  
 شوق دل پیمانہ ام را بر لب کوثر شکست

در برون در نظیری شد ہلاک از انتظار  
 مژدہ بختیہ سکیں را کہ مجلس بر شکست

داند اخلاص مرا و ز حال من آگاه نیست  
 بخت با ما سرکش است و مدعا با ما بجنگ  
 فصلها شد از تباہی بر نیا مدغم را  
 شست دل صدمه کشودم بر دلت کلنے کرد  
 خاطر دوران زمین دوستان در عهد تو  
 عرض حال جمله ره دارد بخلو تنگ و قرب  
 پیش ازین در جاں سپاریها از لب قسمتم  
 جستجوئے وصل با این زندگی بیافتی است  
 در دلش ره دارم و بر آستانش راه نیست  
 کہہ بای شوق مارا جذبہ یک گاہ نیست  
 کشتی مارا سفر از سیر سال و ماہ نیست  
 گوئیایکیان و پیر با این خدنگ آہ نیست  
 آنچنان پر شد کہ دلہار ابد ہمارا نہ نیست  
 جزو دعائے من کہ آن مقبول این گاہ نیست  
 حرف تلخی بود اکنون گاہست تھا گاہ نیست  
 ذوقے از پرواز با این رشتہ کوتاہ نیست  
 گر نظیری شکوہ از بے مہریت دارد مرغ

عیب صاحب را کہ پوشد بندہ و دو تنخواہ نیست

ہر کس شہید آں مژہ ہائے دراز نیست  
 محمود اگر چہ جہاں زیر خاتم است  
 شہ را چو پروہ از رخ شاہد بر افکند  
 معذورم از ضعیف و جگر خستہ ماندہ ام  
 عاشق و فانیامد و معشوق سرکشی  
 دایم کہاں کشتہ بکس گاہ خستہ است  
 کو عنقرض چشمگین شود کونا ز کینہ و رز  
 مارا چہ اعتبار و اثر با وجود دوست  
 در شرع بر جنازہ آنکس نماز نیست  
 جائے بہش ز گوشہ چشم ایا ز نیست  
 چشمش سوئے خراج خطا و طراز نیست  
 در عرصہ پریم کہ بجز شاہباز نیست  
 حسن از حجاب خالی عشق از نیاز نیست  
 آں طاق ابر و از گرہ فتنہ باز نیست  
 یک شیوہ بے کرشمہ عاشق نواز نیست  
 جائے کہ جلوہ کرد حقیقت مجاز نیست

یار از غرورست و نظیری بخود اسیر  
 بیچارہ دل کہ بیچاکش چارہ ساز نیست

عشق را کام بہد دل خود کام تو نیست  
 دیدہ ام دفتر پیمان و فاحش بحر  
 من دل شلیفتہ آزارنے داغم چیست  
 آب حیوان خود رسید تو از لذت تیغ  
 آتشم در سر و سامان بچہ تدبیر زدی  
 آخر لے و دگر گرامی ز کرام آب و گلی  
 بہر از زندگی قیامت موزوں نازم  
 صبح امید و شب وصل را باہم تو نیست  
 نام خواباں ہمہ ثبت است ہمین نام تو نیست  
 کہ ز خوشیم خبر از لذت دشنام تو نیست  
 جاں بجزرت و دہ آں مرغ کہ درم تو نیست  
 یکسر مودومرانیست کہ از رام تو نیست  
 ہج دل نیست کہ پروردہ اکرام تو نیست  
 یک قبائست کہ شالینہ اندام تو نیست

باش درد وستی از خویش نظیری نویسد

که ز آواز تو پاینده ترا خجایم تو نیست

ہر کرامتی بخیر و دل گفتار نیست  
خارخار کوئے یاکے ہست ہر کس را دل نیست  
سحر چشم بت بکارست و دعاے برہمن  
توبہ ہشیارے گوئیدے گرد و قبول  
مستی و شاد پرستی ہرزہ خندی و نشاط  
پیش پائے گرم و سرد روزگار افتادہ ایم  
اندکے لئے نالہ امشب بے اثرے یا بہت  
مردم از شرمندگی تا چند با ہر نا کسے

مجلس آخر شد نظیری حال خود با او گو

ہر نفس بزمے و ہر دم صحبتے در کار نیست

دل و غم و عشق افسردن نمیداند کہ چیست  
خندہ بر عالم مزین کیں گریہ ہر کس اگر گفت  
باغبان و ہر نخل عمر را آبیے مداد  
عشق از یک تاملتین بزکاء دل تاراج کرد  
زخم بیکاتم باب زندگی شودید و ہن  
ترک شخصی کن کہ دارد خوئے افعی روزگار  
غنج و افسون ز لہجہ کار در یوسف نکرد  
عشرت تنگ دل مانورس ہر گلشن است

از حجاب اشب نظیری بادہ بر سجادہ ریخت

بارسا آداب محذورن نے دانکہ چیست

گشت و زح شمرے ز آتش سودایش ریخت  
ہر کرا زلفت جوے مشک بہ پیما نہ فکند  
حسن و پردہ نہاں بود کہ نقد و جہاں  
کام از اں یافت ز لہجہ کہ چو یوسف را دید  
از پے تزیتم خضر و ہد آب حیات

شد قیامت قدے فتنہ نہ بالایش ریخت  
خندہ مشکے نرکس سودہ مہبایش ریخت  
عشق از گریہ بدل گری سودایش ریخت  
اول اسباب تعلق ہمہ در بالایش ریخت  
عشق تا بر گل من تخم تمنایش ریخت

سرمه در چشم بلا غمزه بے باکش کرد  
 نخل پیوند تو هر چند نظیری بر کست  
 در نفس تخم توی عشق تو بر جایش رخیت

رفتی بمنرم غیر نگو نامی تو رفت  
 اکنون اگر فرشته نگو گویدت چه شود  
 هم صحبت قریب شدی از غرور حسن  
 یار این متفق همه انکار می کنند  
 زندے که می فروشن ندایش دُر دے  
 بردار رخ تو رنگ حیا باد بهوس  
 ناموس صد ذبیله ز یکس خانی تو رفت  
 در شهر صد حکایت بد نامی تو رفت  
 نام خوش تو در سر خود کامی تو رفت  
 هر جا حدیث نیک سراجمائی تو رفت  
 مشهور خاص و عام بهم جامی تو رفت  
 شرے که بود در همه جا حامی تو رفت  
 باکا و کا و غمزه نظیری اثر ندارد  
 فارغ نشین که خون دل آشامی تو رفت

بچ راز از دیده صاحب تمیزال فرست  
 هر که از معشوق غافل گشت لذت دریافت  
 گل گیاه چاک و رنگ سست قند از چمن  
 بر در پیرمزاں هرگز نمی رسد کس  
 چون سر ز کاروان گاهت دنیا بر گذر  
 سینہ دارم که از مرهم جراحت می شود  
 بنده گریه ای که کرد از خداوندی به بخش  
 یزید اگر عشق اینجالات رفعت می زند  
 گوین را خود بناخن سنگ می باید برید  
 عشق یوسف را درین سودا بدینا که فروخت  
 گر تری گر عرش اینجالات رفعت میزند

عافیت خواهی نظیری بسته خوابان مشو  
 از تبارج حُسن اگر محور ارماک مستور نیست

## روایت الشع

عطاش را نه توانست و نه خطا باعث  
 بس است هر سبب که ممانده گدا بهشت

اگرچه رزق گداز پس نئے گردد  
خزان درود و سجائبے او و مقام کشت  
جنون عشق تغدیر بوز من سپہ کسبم  
بر آستانہ پیر مغاں رہے نواہم  
خراب و مست چنین مینیم نئے دائم  
لشیم راسے و معشوق اگر کریم نہ کرد  
عجب از ہمت درویش اگر قبول کند

ریا ز دیر بسجد ببرد نظیری را

کہ فقر بادہ کش و گریار سا باعث

بر طبع سادہ زود شود خوشگوار بحث  
پیش گیسو ماش چناں کز پے نزاع  
از ہر غنچہ بخاطر ماکیں بیک تراست  
آہم کہ حال مستی و محموریم یکیت  
ریم گل نیاز و تضرع در اضطراب  
خط مسلمی بکف صدق دادہ اند

مطلب گزید از تو نظیری جفاکش

بجز و ضمیر کند بکبیر و قرار بحث

## روایت الحیم

فسون خط تو پیغام بعثت شب داج  
نہور سن تو اسنیت بد و راں داد  
چہ صلح بود کہ حسن تو با وفا لکجخت  
میان زخم و خدنگ تو اسفتہ پیوست  
حسود مہر دل قلب کرد و غافل ازین  
مردک زرق در انکور وائے گردد  
نماند شوکت شاہاں کسے نئے داند  
سوار معرکہ آنحر الزمان ایرج

نگاہ بر رخ تو مصطفیٰ است بر معراج  
کہ بادشاہ زرعیّت نمی ستاند باج  
کز آب و آتش ما برد اختلاف مزاج  
کہ از دکان سیحانے خرید علراج  
کہ کعبین و غاغانے دہد تاراج  
نبود سیم و غل را ہیچ جائے رواج  
در از دستای حسنے کہے را باید باج  
کہ طالعش بظفر کردہ اند استخرج

چنان بعبده قلب عدو بهم شکند  
مثال تشبیه اعتقاد جدا و نیست  
قبول تربیت استادے کند شاگرد  
بیان قسقه رزمش نکوئے داغم  
قیمتے که من از گنج فقر یافته ام  
سیر نظیری و خاک سرایے پیر مغان  
که شیر پنجه کشاید بر سهاط زجاج  
که آن قدر که گهر بیش قیمت تاج  
هوائے معرکه شه بازے کند و راج  
و گرنه نظم کتم بودے هم آنجا کاج  
خراج ملک دهنده و سنه دهم بخران  
ز آستان کرمیاں کجا رود محتاج

### رویف الحیم فارسی

لے کعبه که گردت نشیند بعد فایح  
نرخ نظر حسن قبول تو بلند است  
گر بهر از خلق و سرشت تو نداده  
باقی تو علت نه و با هم بهانه  
عشق تو مرا از مبت و ز قار بر آورد  
با آنکه بے چشم عزیزاں نگراں بود  
کوین بیکار آیدم اربا تو نباشتم  
کتم جو صلی از طریقه ماست و گرنه  
از دست کلمایں زمزمه با طبع نظیری است  
بانگے که نباشد نکند کو ه صد الحیم

### رویف الحاء

دیل و نالے دریدیم با وازه صبح  
دیر کشیم ز فیض سحر که گاه در بچ  
منه و عشوق باندازه ماسے باید  
کتم خرمش است دم مرغ سحر بر خیزید  
مفخر به بیار برش می در زین کش  
سپید به شبنخون دعا بشستم

رفته اوراق شب و روز بهم بر چینم  
دست در گردن عذرائے جہاں اندازم  
نخجہ ثابت و ستارہ شیرازہ صبح  
حلقہ روز بهم بر زخم و غمازہ صبح  
سروش شاد بود اند نظیری و قسیت  
بسر شاخ سدا یم سرا وازہ صبح

گیش گل می درد از مژده پیغام صبح  
تا تو مرغ فلکی راعم گلستان شده  
دم نزد صبح حریفان که نشد دام صبح  
صاف خورشید بود در دتہ جام صبح  
در گور روز فتادم زلب بام صبح  
لابہ نیم شبی کردم و ابرام صبح  
عق دیدار نظیری نرسائی بتمام  
در شب وصل ادا گر نکنی دام صبح

مانده ام باد سے از بحر عزیزاں مجروح  
در ره دوست ہلاکتی و فرزند کجاست  
صد بہانہ کہ نیکی بر نرزد بر تقصیر  
گاہم از قدر ہوا سنگ بسیار دظاہر  
بر دل و سینہ من داغ جفا گرد دہر  
نہ خود حال پیمان محبت گشتم  
عیال و طالع اگر جملہ چو من واجویند  
سوئے رحمن علی ان عرش توجہ کردم  
در صحبت ہمہ بر روستے نظیری بستند  
بجودے فاتح ابواب درے کن مفتوح

## رویت الخاء

چگونہ نام تو آریم بر زبان گستاخ  
اگر بچشم تو بسیلے پناہ آرد  
کہ یاد تو نتوان کرد در نہاں گستاخ  
کسے نمیزندش گل بر آشیایاں گستاخ  
ہما نمی کنندش قصد استخوان گستاخ  
ہزار جہد کہ در راہ تو شہید شود



آبِ خنجر جلادِ دہ طہا رست ما  
اگر سوائے ازل لبِ کینم خیرہ بہ بخش  
بکعبہ سجدہ عارف نے کنند قبول  
محرماتِ حرمگاہ ماے معبود اند  
عجب کہ جاں بسلامت برند مغرواں  
چگونہ حرمت درویش پارسا ماند

مبادضا عقدے نیازی بہمد  
چنیں مجھوئے نظیری از و نشان گستاخ

چونیت حد کہ بیالیں نہم سرے گستاخ  
ہزار جاسے زبروں مے زند طبل جیل  
نشتہ نغمہ سرا یاں بہم چہ دانستیم  
زدام ودانہ ہیتاد مرغ مے نالد  
غبار لشکر یا جوج غم جہاں بگرفت  
ہیچ حیلہ ز پیش اجل خلاصی نیست

چنان رسید جراحات بدل کہ دیدہ ندید  
ز زخم حادثہ زدنا کہاں نظیری آخ

## رویف الدال

پردہ برداشتہ ام از غم نہانی چند  
زاں ضعیفان کہ وفاداشت درین ہر تیر  
سر و سامان سخن کردن این جمع نیست  
بس خرابی کہ ز یک دیگر یاں نشاند  
کشتہ از بسکہ فتادند کفن نتوان کرد  
ہیچ دل راستم حادثہ مجروح نکرد  
ہیچکس را سر پائے نزد ایتام کہ ما  
بر عیشت طلبی نوبت دل آرم بیرون  
چشم بقیع نظیری ہمہ خواباں دارند

نریاں مے رود امر و زگریبانی چند  
قفسے چند بجا مانده و زندانی چند  
پہلوئے من بنشانید پریشانی چند  
مانده ایم از دہ غارت زدہ ویرانی چند  
فکر خورشید قیامت کن و غریبانی چند  
کہ نہ لعل تو براں رخت نمکدانی چند  
پشت دستے نگزیدیم بدندانی چند  
چیدہ ام از گل ایں باد یہ دامانی چند  
کاسہ در پیش گدا داشتہ سلطانی چند

شیخ را زنده دلی در شب تارا آخر شد  
 شاخ سرکش شد و دست همه کوتاه بماند  
 عندلیب از نسرید بقیس معذورست  
 خاموشی در میان حال اکنون نیست  
 همچو دنیا که دریائے کرمیاں افتد  
 کمتر از رنگ حنا بود بمالطفت جہاں  
 فکر ناآئندہ اینست کہ امسال گذشت  
 نقش زخماں تو بر صفحہ جہاں گشت رقم

شاہداں گوشہ چشمی بنظیری دارند

ہرچہ دل صید بھی کرد شکار آخر شد

ذوقے زمے نزا کہ صد شور و شر شد  
 این رسمہائے تازہ ز حماں عہد است  
 باز این جہ آفت است و رخست امید را  
 بیہودہ برگذریہ آفت نشسته ایم  
 رسوا نم و گرنہ تو صد بار در دم  
 دستار مار گنج گرہ در گلو شود  
 شب از نہ دار باش کہ تابہ بہت تراش  
 در صدد چو ل حضور نبود آستان گزید

پس ہمہا بگوشت نظیری ہوس کشید

دراز دروں بہست و بہ بیرون در نشد

قاصد ولے آئندہ ترازا آبلہ دارد  
 کس خیمہ نیفرخت بسر چشمہ حیواں  
 شاید کہ شود جلوہ گراز عیب جمالے  
 معشوق جمیل است و غیور ار نہ بگویم  
 ہوئے بفرغت نکند در ہمہ صحرا  
 در پاش ہے باید و در ظرف مگنجی  
 فارغ نشوم یک نفس از بندگی عشق

مے آید ازاں کوئے وز رفتن گلہ دارد  
 گاہے گذرے خضر بریں مرحلہ دارد  
 چشمے ہمہ کس بر رہ این قافلہ دارد  
 مجنوں نسب از لیلی این سلسلہ دارد  
 دیوانہ کہ آہوئے رماں در گلہ دارد  
 صد گونه اہم طبا تر کم جو صلدہ دارد  
 شکرا نہ فرستے کہ کنم نافلہ دارد

بے بادہ کغم مستی دے نغمہ زغم ذوق  
ایک مے دے ہر کہ سیر شغلہ دارد  
چوں گفتمہ و ناگفتمہ بسجیدن بخت است  
شعرے کہ نگفتمہ نظیری صلہ دارد

کمال عاشقی حیرانی دیدار مے آرد  
نہ رشک خود فروشان میکشے ناکم بنال  
تو درخواہ از قضا چندانکہ فیروز می شود و زنی  
بہند خط جمال یار سودائے عجب دارد  
مسلمان عاشق رخسار و ہندو والہ لطفش  
مبارک فال صبح دولت دیدار بیخواراں  
ز خود بینیاں چہ می گوئی بنرم بخود ان نشین  
نظیری از نواز شہائے درد دوست دزد و فتم  
کہ چوں چنگم بضریت بر سر اسرار مے آرد

چوں ابر بہاری بصرم سایہ فغن شد  
چوں شمع کہ شد رہبر پروانہ ز تابش  
میخو است شود قابل نظم ہلاعت  
بے جام ہمہ میکش و بے بادہ ہمہ مست  
شک نیست کہ از نیم نظر کار بر آید  
ہمسایگیش را اثر ابر بہار است  
از یار و دیار از کفم یاد عجب نیست  
بر خاک درش جائے شہیدان نہ کس

ہمان بہشتی مخور اندوہ نظیری

نزدیکہ حوراں چین بیت حزن شد

بگو شتم از پریدن ہائے چشم آواز مے آید  
مبارک بے ہوائے کزد یار دوستے خیزد  
بغل بکشاے چو کن از غنیمت ہائے ایمان  
بساط جادوئے برسم خود دجا و فگاہاں را  
محالست اینکہ بردام نگاہ من گذر افتد  
کہ از غربت درین ودی عزیمے باز مے آید  
کہ بے بال و پر آںجا مرغ در پڑ مے آید  
کہ از تاراج حرم مملکت پرواز مے آید  
کہ لب با حجت و رخسار با عجا مے آید  
غزلے را کہ از پے صد کند انداز مے آید

سپہ را روح در پرواز و شہ را بخت ز یاد دست  
بہ ترتیب صیوحہ صبیحہ دیدم کہ دولت را  
سعادت ہائے گوناگونست و راں را کہ حسن او  
نباشد محرم آہنگ دولت قدر ہر سمعی  
چو شد تسخیر دل مشتاق را در ماں نمیکشاید

نظیری دوستان را از دل ناگفتہ کے ماند  
تجمل کن کہ او خود بر سر این راز مے آید

بہوش بر چین کن کہ شاہاں مستند  
چمن پیالہ کش است و صبا فتح پیما  
بزیر خرقہ نہاں بادہ مے خور و صوفی  
جہاں و عیش جہاں حرف قاف و سیم غمت  
تو نخل خوش مثر کیستی کہ باغ و چین  
بضربت تو چنان تشنہ ام کہ صبرم نیست  
ز بیقراری انداک داغہا دارم  
نوا فروزون است ز اندازہ بریشم عود  
بر مژگنکے ادا مے کنم کہ خلوتیاں  
تو نخل سیوہ فشاں باش در حدیقہ دہر

ز کمالی تو نظیری خندان این چمنی  
کہ بے باغ شدی کہ نشاط دار ستند

اینجا نہ بہر سنگ سیہ نور فروشند  
فریاد کہ ہر کس با سیری فتد او را  
غیرت نگذار کہ بچشم و دل منکر  
زیندہ بود دعوی مستوری خوباں  
سر دست چنان خانقہ و دیر ز آتش  
آں درد کشائے کہ شناسائے عیارند  
اخراج مغل خواہم و تاراج قہر لباس  
در عشق تو با قدر و بہا ہم کہ عزیز است

ایں پایہ بنیش نہ بہر کور فروشند  
مشرط است کہ ادغیش و وطن فروشند  
یک ذرہ ز خاک ستر منصور فروشند  
ہر چند کہ جولاں لبر طور فروشند  
در وادی دوری شب بید بچور فروشند  
فردوس بیک خوشہ انگور فروشند  
کز ہند بزم بہ نشاط پور فروشند  
ویرانہ کہ در کشور معمر فروشند

قربان شدگان تو بقتاب سر کوئے  
 بارش دل و سینه ناسور نظیری  
 مایید بوستانیم مارا اثر نباشد  
 از لب برون نیاید آواز عفتبازان  
 تاراج دیدگان اندا و ارگان معشوق  
 صد در اگر کشانید بر خلق گاه دیدار  
 اول نشان مردی اخفائے کار خوبست  
 فیروزی ضعیفان در عجز و انکسار است  
 تا دل بجائے خویش است اردنمان میدہ  
 از تیغ کے ہر اسم دیدار مرز و قتل است  
 در گوشہ نقابت اسیر گلست و نسیم  
 ہر چار و دسافر حروف تواریفان است  
 قاصد کے فرستی رطل گرانش درودہ  
 از شاخ لہور گے حاصل نشد نظیری  
 لب تشنہ باد نکشے کز گریہ تر نباشد

ز گرد شہائے چشمش مستی پیمانہ می خیزد  
 چو در روز قیامت ہر کسے خیزد لب و دل لے  
 ہتیائے فنا یم جلوہ در کارے خواہم  
 چراغ امل عشق از کلبہ من میدشود روشن  
 ز بس محو تصور کردن یارم سنے دایم  
 سبق از یک در قیامی و مجنون را چہ حالتیں  
 ز شرح قصہ مارفتہ خواب از چشم خاصانرا  
 بردنیا و دیں خواہی سر نشکے بر جاحلت ریزد  
 مگر گاہے نظیری مے کند آرا مگاہ اینجا  
 جنوں از سایہ دیواریں ویرانہ میخیزد  
 دوش بر سوز دل و سینه بر اتم دادند  
 نالہ کردم بہاں عشوہ و ششم کردند

سرچشمہم سہریدند و حیاطم دادند  
 گرہ کردم نہ شش خندہ نہایم دادند

درو و صاف غم و شادی بمن ارزانی شد  
پاره پاره جگر طور ز غیرت خوں شد  
گر سینه دیده تراز مغلس کنعان بودم  
تا بمقصد سپرم کشتی مشتاقان را  
تا ختم و نمکده عشق بر اتم دادند  
که کعبه بودم و چون کوه ثباتم دادند  
خواجہ گشتم که از آن حسن زکاتم دادند  
از خضر بهمت و از نوح نجاتم دادند

اخترم ششتم بر چرخ نظیری زده است

کس چه داند که چه عالی در حاتم دادند

گلزار بشهر آمد و باز ارچمن شد  
تا جیب کشادم که از آن نامه بر آرم  
هر و محل که میخواست کند و ثمن حاسد  
از ظلمت شب مرغ خروشان نشد مشب  
پرزور تراز باده تلخ است محبت  
آفت ده هجران وصال است صوری  
تا من شنوم حن و وفا هر دو غویب اند  
تا هم سفر اشک خودم کا زهر آبست  
هر زخم که برداشت ز ایام نظیری  
بے چاک گریبان شد و بے چاک کفن شد

آ خر بمن آن مغیبه هم کیش بر آمد  
نیش سید هم که چه نمود از صفت مشرکان  
چشمش ز کمان خانه ابرو بمن انداخت  
اقبال دو گیتی بکلاه بندے بود  
کامی که بشمشیر و سنان دیر برآید  
بر خلق نگر دیدگراں هر که دریں بزم  
دیدیم ز سر تا قدمش حسن و شمائل  
و ادیم بجا مناصب هم از می جانان

سامان نشد از سعی خسر دکار نظیری

دیوانه شد و از خود و از خویش برآمد

یغمایم تو دوستی بکیم و بیش بر آورد  
تا راج تو دلق از بر و ریش بر آورد

عشق تو شکست از خست بنهاد و دولت  
 سن تو بقید دو جهان سلسلہ افراشت  
 از بیلک مژگان تو شد کشته جہانے  
 چوں از تور بد صید کہ کعبین غزالست  
 خط نیست کہ بر عکس رخت پایہ فلک نیست  
 در صاحت کس نرغم چنگ کہ عشقم  
 عشق از خردم خوب رہانید نظیری  
 خوں گرمی بیگانہ ام از خویش بر آورد

درد و غمت کہ بچو ہما استخوان خوردند  
 بزنا ملام مخند کہ آشفته خاطر اں  
 مست آئیم بصلح اگر نگتے بری  
 نیشک آنجناں خورد کس دوست دوست  
 جانے و صد کرمہ مژگان چہ مے کفم  
 چشم ناز تشنہ جگر در کمین تست  
 آزادگان بجائے رسیدند ماہماں

ہر جا گلست بہر نظیری طرب گہیست  
 کے بلبلان مست غم آشیان خوردند

مجلس چو بر شکست تماشا بہا رسید  
 دلال عشق بود و خریدار دستاں  
 دی خندہ بر بضاعت درویش ز دلش  
 بال و پر از دانی منزل بستو ختم  
 نہ موصفت ہر چہ عشوہ ز گبر بہا فروخت  
 گر گمراہ تیرہ شب از خواب جستہ ایم  
 بعد از ہزار سعی ثواب و مجاہدت  
 مار کجاست از دیش زخم التفات تو  
 رنجے نہا و مستی مار از یادہ کن  
 شکل عنان نالہ نظیری تو اں گرفت

در نرم چوں نہاند کس بہا بہا رسید  
 خود را فروختیم چو سودا بہا رسید  
 صد کارواں فکر بہ نے بویا رسید  
 پیغام بے نیاز می عنقا بہا رسید  
 اندوخت ہر چہ غمرہ ز نیجا بہا رسید  
 حُسن تو شور کہ د کہ غوغا بہا رسید  
 دتا را مہب و بہت تر بہا رسید  
 شد عام آسچناں کہ تما بہا رسید  
 زان غم کہ یک پیالہ بہا بہا رسید  
 باد بہا و گہت صحرای بہا رسید

ہر سلسلہ از پائے صبا بکشایند  
 درد نایافتنم سوخت ندامت ز کجا  
 کارم از لعل گره گیر تو پیچیدہ راست  
 آئینے گل گزے کن بجالتاں تا کے  
 بر ہم افتادہ دل و دیدہ برا نذا نقاب  
 ہر کجا فتنہ آن چشم سیدہ در کار راست  
 سیریں دائرہ بدنیت سے ہے بر ہم  
 گویانہ نظیری بر ہم این زمزمہ را

مطربانم گرہ از بند قبا بکشایند  
 کہ دایہ زہر بطفلی مرا یکام کشید  
 بہر کہ داد مرا داز من انتقام کشید  
 قلم گرفت و خط سہو بر تمام کشید  
 عنان خاص گرفت و کند عام کشید  
 کہ کارم از منے و مطرب با تمام کشید  
 کہ گر حلال رسید و اگر حرام کشید  
 فرشتہ را از فلک میدوایم کشید  
 کہ سایہ از سیر کویم بر پیام کشید  
 بساط عافیت اسے عقل و ہوش بر چید  
 و گر نظیری بے طرف یک دو جام کشید

رشتہ بین گہے زادائے سخن رسد  
 من بردار بجائی این نور سوختم  
 در راہ تو شمال و صبا در تردد  
 گریز بر گلبنے قسم را نے نہی  
 گفتی کہ تھا سست سمن عند لب گفت  
 جیب کہ پارہ شد بدلا امت رفون شد  
 زائد ز ستر کشتہ صوفی چہ آگہست  
 باز چہ تو مجھ عیسیٰ بسا دوا د

صد جانگہ مقام کند تا بن رسد  
 پروانہ چوں بعرضہ آل انجمن رسد  
 تابو کرادی کہ بہ بیت الحزن رسد  
 جائے نہ کہ نالہ بگوش چین رسد  
 لے کاشن عمر گل بحیات سخن رسد  
 دست جنوں مباد باس پیرین رسد  
 و شہوہ پائے چشم صنم ہر تہن رسد  
 در زگرین تو کس کچھ کنوں و فن رسد



اے جاں بسجی درد نظیری نے رود  
مرگے مگر بداد دل ز سینت رسد

خونم از بر خاک ریزی لقص ہماں کے شود  
گرمی اہل محبت از دم گرم من است  
شو بختی را چہ سازم چارہ نتوان ساختن  
بازوے ماد نخر اشال را کندے لازم است  
پشت پا زن بر ہوس انگہ ہولے عشق گلن  
ہیچکس بر روی بستر کسب جمعیت نکرد  
داروے غم گریہ متانہ بیند پیش ازین  
بندہ نتوان کرد ما آزادگان را جز بہر  
تنگدستے چو متو کے یا بد نظیری قرب دوست  
آنچنان نو بادہ ہرگز فراواں کے شود

ہولے کوئے او آوارہ ام از خانہ میساز  
صلاح عشق شد کفرم یقیں انکار ایمانم  
قلم در اختیار دوست من چو لقیں موہوم  
بناخن رشیدہ جاں می گم از ہم خوشا دستے  
دل از رد و قبول مجلسم خوں شد خوشا رنہے  
چو کج شک از پے بازی عزیزم در کف طفلے  
مکن از بزم چوں بیگانگان بیرون نظیری را  
اگر نیست بالائے تہ پیمانہ می سازد

چو مرغیاں شد چمن مرغ از ضرورت خانہ میسازد  
چو بر بام و در مردم نشیند جغد نا سازد  
ز دقمن خیل و دخیل از محبت گوشہ چشمتے  
محبت جز و جزو ہم را نہ ہم بے تاب تر وارد  
پیام نو بہاری لالہ گوئم ابر نوروزی  
بچشم کم نباید دید قدر از یردستان را  
بجز زلف پریشاں رخیا لم نذر دچیزے

چو قحط گل بود بلبل بآب و دانہ می سازد  
مبارک پے بود آندم کہ باویرانہ می سازد  
فیون جادواں را معجزم افسانہ می سازد  
تجلی ذرہ ذرہ کوہ را بر و انہ می سازد  
کلید باغ را کے شلخ نکل دندانہ می سازد  
فلک صد جاسوگل میکند پیمانہ می سازد  
پری را گوشہ ویرانہ ام دیوانہ می سازد

مبادا بزرگ و باریکم اگر افشاندۀ ام تلخی  
که نشسته آنرا نقل صد کاشانه می سازد  
نظیری لازم شوق و جنون جنگست و ناسازی  
تو معذوری ب مردم مردم فرزانه می سازد

امشب چن از گریه ماتازه و تر بود  
مے دست رگ و ریشۀ جان از بن ناخن  
در زیر لبم گاه طرب زمزمه می شفقت  
تا روز بخلوت که مقصود ا جا بت  
از کثرت آمدن دزد خیالی  
وز بهر شارقد می چشم ترم را  
گنتم بدعای سحری وصل تو خواهم  
قاصد جگم سوخت چه پیغام و چه نامه  
بر هر سیر خار مره لخته ز جگر بود  
صد لاله ستان کاشته در سینه و بر بود  
بدور زخمش گاه هوس حلقه مشرب بود  
در پیر ستم ناله هم آغوش اثر بود  
پیرایه خواهم همه شب زیروز بر بود  
تا گوش گریاں نظری ز کهر بود  
بیهوش شدم بوی تو با باد سحر بود  
دل بود بهماں خوش که بامید خبر بود

نگذشت گریاں نزد چاک نظیری

پیشش چه بلا دست و عانی تو سیر بود

با آنکه ز مهرش بدلم خور نگنجید  
پروانه بهت تاب کند بال فشانی  
از گریه من عشرت او تلخ مسازید  
سلطان و گدا بر در میخانه خرابند  
مارا چه محل یک عزیزاں نیستند  
نومیدی و آنکه ز تو این تیرگی بخت  
ما و روش دیر که دریائے خطا شوست  
از صدره ویرانه پری جلوه کنانست  
در دیده او نقش من از دور نگنجید  
کز عیش بخلوت گیه او نو تر نگنجید  
در بزم که خوش بکای شور نگنجید  
در حلقه ماشوکت فغفور نگنجید  
هر دل که درونالده رنجور نگنجید  
در روز سیاه و شب دیگور نگنجید  
در شرح غلط گونه و منظور نگنجید  
زالست که دیوانه مجبور نگنجید

گر مست نه دم مزن از عشق نظیری

کین فوج و هوس در سیر مجبور نگنجید

در آشیان مایه و بالی همار رسید  
بلبل نمی شود که مثالده بوستان  
کس ماجرای بلبل و پروانه حل نکرد  
باغچه ایس معانی پیش از است بود  
هر جا رسید سایه دولت ز ما رسید  
گلبن ز صوت و نغمه بنش و نمار رسید  
سرگشته ماند هر که بایں ماجر رسید  
حرف ملی نبود که ز خم بلار رسید

ہر کس بقدر طاقت خود مے کشد غمش  
شب خندہ بر بضاعتی روش ز دلش  
کرد تلخ عیش حریفان ز حسرت  
آزار از جراحت بیگانگان رسد  
مے وہ کہ رفت نوبت مستوری و صلاح

کس در جفا طریق رضا را بسر نبرد  
در حیرت کہ کار نظیری بجای رسد

یا مالک فتنہ را بہر کہ در شور آورد  
تخت غم در آب و خاک من مگو بر میدہ  
آنکہ نکام زندگانی شمع بالینم نشد  
عشق و تشریف ہم آغوشی محاسن انگس  
نہ ہمیں ہنگامہ رسوائی من شد بلند  
حسن گل بر قے بیتاں زد کہ کنوں شاخ گل  
مجلس عشق از فروغ من نظیری روشن است  
مولیٰ از بہر چراغم آتشیں طور آورد

ہوں پروانہ است اما بگرد و دمی گردد  
ز کاوشہائے مزرگان تو بر خون بدہ دارم  
دلہ را کردہ ذوق خوش و زنگارم از پیش  
تو گر بر ہم زنی سوداے دل بانیہ زاری  
دریں مدت غم ہجران عبت بر خود پسندیدم  
کس ایں بے اعتدالیہاے حسرت را کجا گوید

بکشفقت گاہ گاہ تے سوئے خود میخوای نظیری را  
جدائی دیدہ از وصلت تسلی زود مے گردد

گہ کہ وقت علاج دماغ من باشد  
مقدم بہت خود چنانکہ مے خواہم  
ز طور عشق ہمہ کار عقل دیگر شد  
مشو بخویش مقید کہ مرغ زیر کس را  
نیم درمین و نافہ درختن باشد  
بہت پرست نہ بہت گریہ بت شکن باشد  
چو آصفی کہ سلائیانش اسیر من باشد  
خطر بہت کہ مشوئل خویشین باشد

سفر گزین که نهال اول از ملول شود  
چو زده ام بهوائی در تو باز ارسیت  
ز بسکه جامه ز شوق تو پاره پاره شدم  
توان ز نامه من یافت اشتیاق مرا  
ز ناله بس بگفتم ز آنکه کم رسد آسب  
بر این درخت که مرغ صغیر زن باشد

چو شلخ گل همه مرغان سوز که گوش شوند  
که بلبلی چو نظیری درین چین باشد

آنرا که قبول تو خریدار نباشد  
از قیمت یوسف نشود یک نمر مؤکم  
گویا تو بروی روی از سینه و گریه  
از گیس منخور تو در بستر و بالین  
از جادو سخن تو که در پیش جمالت  
غم یار من و بخت سراسیمه که اس غم  
آن شعله که افتد بجن و خار و عفتقت

باد رو تو از کس نکند یاد نظیری  
پروانه که سوزد بجکش کار نباشد

دوشینه سروی دل افکار بر آورد  
امسال و گراشک صلاح و دم زهم  
من تو به نیامورده ام از کعبه که کافر  
تنهانه مرا راه زده از لبو العجبی عشق  
هر خار که اندر ره ما بر کف پا خورد  
بد کرد بهما هر که در خلوت ما زد  
چون کبک خرامنده به ره که گذشتی

بس سر که نزد برد را فلاک نظیری  
کین صبح طرب را از شب تار بر آورد

بخاطرم کله گشت دوست دشمن شد  
چو خانه سر کشتت عهد را بنیاد  
دو دل چو شیر و شکر بود و شک آهین شد  
زهر طرف که شیشه وزید رو زن شد

مرنج اگر نشدم مضطرب ز آمدنت  
چراغ دیدہ نمی داشت دیر روشن شد  
در اشتیاق تو چنداں صنم صنم گفتم  
که شمس از خود زاهد و برہمن شد  
سراز غبار تو گفتم بروں تو اتم برد  
کمند پا و سرم طرف جیب دامن شد  
کشید بر سر دیوار بوستان دامن  
که گل طول ازین بلبلاں بشیون شد  
مساز خندہ دگر رنجہ پاکہ نکشاید

لب طول نظیری کہ وقت بشیون شد

ایں کعبہ را بنانہ بباطل نہادہ اند  
لبس معنی جمال دریں گل نہادہ اند  
در ماندہ گشتہ است باں کار و بار عشق  
ہر سکوہنہ از عقدہ مشکل نہادہ اند  
زین گل چہ دیدہ اند مگر قاطلان عرش  
کز رنج راہ پایہ محمل نہادہ اند  
قلزم بشور رفتہ و عقال نشستہ تلخ  
زین آب زندگی کہ بسا جل نہادہ اند  
آہ ایں چہ دوستیت کہ سر ہائے یکدگر  
خوادم مکن کہ ریختن آب روی را  
بر بر کہ ہوشیار بود اعتراض نیست  
خوشامالی و رخ تمام کہ شالانہ چیدہ اند  
در بزم خلد نعمت ہرگونہ چیدہ شد  
گردن بنہ بہ تیغ نظیری کہ عاشقے

بر سر کلاہ مردم عاقل نہادہ اند

بدل ز شوق تو چوں نالہ در سماع آید  
اجابت از در و با ہم با ستماع آید  
مینست در خم شوقم کہ گر بخوش رود  
ہزار ذرۃ پروانہ در سماع آید  
چنان بنا لش من روزگار خوش دارد  
کہ گر خموش شوم بر سر زراع آید  
بز سبغ عشوہ بر ہم جاں کہ مست ناز مرا  
الانتہاست کہ خود بر سر متاع آید  
بجاست نالہ مرغ چین کہ گل بشتاب  
چنان رود کہ مگر از بے وداع آید  
چسار فسا بلبل بر ہم بد و سرکش  
سر لاطاعت فرماں کشم و کے را  
نمونه ز وصال تو و نمائش ماست  
کہ بندہ کہ مطیع تو شد مطاع آید  
کہ ذرۃ در نظر از ہستی شعل آید

بصبر و اد نظیری قرار و فرماں دہ

کہ غم بیدعت و ہجرال با خترع آید

کس چو من نیست که پیش نظر از دل برود  
دو لخت بود که مردمی بهنگام و داریغ  
راو بیگانگی پیش نداری که کسی  
صبر داریم که این بهجت عشق از سر غیر  
قصه مابین زبان و وطن خواهد گفت  
نیکی دوستی آرد بدل دشمن دوست  
مرد عاشق ندید دل بتماشای جهان  
سیر چشماں تو گردم که ز بس خوشخواری

من و آزار نظیری ز کسم عار بباد  
بزباں آید از آغوشم گدازد دل برود

بزم غم بار ما ندارد  
ما چهره بخون آئینم کلکوں  
چون شعله ز سوز سینه رویم  
بس بوئے سیر و گل که دستش  
ما عریده من کنیم بسیار  
آئینه بعیب ماست گویا  
هر نامه که دل نمی کند خوں  
خوشحالی روز وصل دیدیم  
این غم که طلال آرد از کیست  
بے نام و نشان خوشتر مرغی  
گردول مهر دارد اما

خونابه کشیم ما نظیری

مے عشرت کار ما ندارد

من آن صیدم که هر کس انظر به حال من افتد  
شکارت خوش بر آید که خود از منزل و آبی  
نیم مرغی که بس شوار باشد صید من کردن  
ازال برجم که هر که عقده و پیش چرخ آید  
ز بس زخم و طم کاست در دنبال من افتد  
نگاهت جانم مرغ مبارک فال من افتد  
ز بس ستم گره از بال من ز بال من افتد  
زد و زان ماه من ناز گردش سال من افتد

بزین و ز نامہ ام لے ابر محشر از کرم برے  
 بقا تلخ و خون خود پیش از سوال حشر بے ختم  
 مرا گشتار گوئہا هست در مجلس نخواہد شد  
 مراں از گوشتہ چشمتے کہ از عالم ہمیں دارم  
 کہ مے ترسم ملک رحیم بر اعمال من افتد  
 کہ میت ترسم کہ در در ماندگی ز انہمال من افتد  
 کہ دائم بند حسرت بر زبان لال من افتد  
 کہ در ہر شادی و غم قبلہ آمال من افتد  
 بے پر شوق مے آید نظیری کعبہ مے ترسم  
 بنے نامہ ز طاق از شوق ہتقبال من افتد

فلک مزدور ایما مے تو باشد  
 بدل تنگی کفم دل خوش ہمیشہ  
 نیا ز لہم ز خود ہرگز دے را  
 شود مجروح مغز استخوانم  
 مے کا خفتگی در شور آمد  
 حریفے کز خرد بازیچہ سازد  
 نہایت نیست طومار دے را  
 کدورت نیست کا رخ سینہ را  
 گل صد رنگ میر وید از ان خاک  
 سحر گر ہر پیش از خواب خیزد  
 دو عالم نقد جاں بردست دارند

نظیری زندگی در درد دل جو  
 کہ درد تو مسیحا مے تو باشد

پس از نہ مہ جہان زاد من عیشہ بچنگ افتد  
 تختیں جامہ بر اندازہ حسن تو بسریدند  
 بعشق رویت از دل از غوان لالہ مے چمنم  
 فگندہ دل خراشید مے سخن خستہ و زانم  
 پس از وارستگی در قید زلفش تازہ افتادم  
 ز حسرت منوتم و ز شرم دوفے بر نیاوردم  
 ترقی در توجہ کہ شود عیاق مجازی را  
 متناسے گہر گشتہ ام دارد بد ریاسے  
 مرقع تاکد میں خار و خار را برنگ افتد  
 قبا بر قد سر و از بہر آن کوتاہ و تنگ افتد  
 شرا مے نعل گرد مہر خورشید رنگ افتد  
 مباد آئینہ راقسمت کہ در چنگال رنگ افتد  
 بتر از نو مسلمانی کہ در قید فرنگ افتد  
 انہی آتشے در خانہ ساموس و تنگ افتد  
 بمنزل کے سامند در اہمت چو لنگ افتد  
 کہ در ہر گام صد جاراہ بر کام نہنگ افتد

جنیبت دارانند ذوق جہاں ہم را  
نہ سوئے بے عز آید نہ شہدے بے غم نگانند  
ہمیشہ بچو جزائے خط پر کار در کارم  
کجا در دو رخ و گردش انجم درنگ افتد

نظیری بہر خط تن طبع نفس گردیدی  
چہ نصرت در گزہ گاہیکہ ہو یا ہنگام افتد

آمد گر بصلح و در جنگ باز کرد  
شد غم و سرگرائی او بر طرف نشد  
خود را بکام دشمن خود دید آنکے و  
عقلم نظر با بینہ دوستاں فکند  
چشم طمع بدوزد کہ قیمت کساں  
صنہجہ از کرامت لعل تو دیدہ ام  
بہ جائے بنیم از تو مہر ایسے پرستیشے  
صوت تو از ترانہ ناہیدہ برگزشت  
طلبل جو دیش نظیری بہم نیرد  
یکے فلسفہم ہوس ہر روز در سیمایم اندازد  
زرمائی بدم از زب ز رنگ طبع بیگانہ  
ز سطلانے بجج کلخن افکنده تقدیرم  
ندارم مستی طاؤس اگر سمرنگ طاؤسم  
بجوں سرکشہ تر دارم لے از چرخ دولابے  
حیات و مرگ خود جوں حال افسانہ می بینم  
چو مرغان سخن خوانست از بسوق فریادم  
اوانا کردہ فرض صبحم ناچند محو ری  
بعیش و ناز تو اں سکیہ بر اسیان گردوں کہ د  
عزیزاں از تعلق سخت در رفتن گرانبارم

ندارم شورش و ذوقے نظیری آشکیا بی تو

کہ چوں شکر در آتش چوں نمک در آبم اندازد

دل باہوش دم بروں نہ بد  
در کشد بجز با - لے غم عاشق  
چشم بادوست ہم بروں نہ بد  
رنج از قلم بروں نہ بد



دل اسرار میں حدیث قدیم  
چپ پوشند نامہ حاضر باش  
منکر آں نگاہ وحشی را  
نگہ از چشمش از بروں آید  
ایں خم از بہر مرگ نشو رجاں  
بدہ آب فخر کہ در دروشت  
مرد باید کہ فکر یار از دل  
بکفم جام شاد ماں گوں ده  
نتوان کم ز پیر تر سا بود  
جز حکم و عتد م بروں ندہد  
نشو کاغذ رقم بروں ندہد  
راہ از دیدہ رقم بروں ندہد  
ز لعلش از پیچ و خم بروں ندہد  
غیر نیل از بقم بروں ندہد  
خاک جز جام خم بروں ندہد  
تا زینیم دم بروں ندہد  
تا زخم رنگ غم بروں ندہد  
میر داؤد کف صنم بروں ندہد  
گزگیر د قلم نظیری را  
ابریار بکفم بروں ندہد

جہاں جواں شدہ عقد بہار مے بندد  
ز صنم نشو و نما آب خاک الوان شد  
نکاح باغ و بہار است دایہ لبستان  
چمن ز صوت بلند ہزار پسندارد  
ازیں حدیقہ چو گل زود باید فتن رفتن  
مسافر اں چمن نارسیدہ در کو چند  
ز بے شباقی گل برد رخت بنداری  
گہے کہ دامن صحرا از لالہ رنگین است  
چہ عیش و سوز میسر نشود ز دورائے  
وصال شمع چہ مہلت دہد بہ پروانہ  
زدور چرخ چو ماہیت ناں بگردا بم  
متارح بخت نظیری نیافت در غربت  
امید بار بعزم دیار مے بندد

باز نرگس را گلستاں صاحب افسر کند  
غنجہ گرد و سنبل مغفر سنبلہ نگار ی قبا  
از گلستاں بروید تاک مے شویدہ وار  
شاخ گل منبر نہد بلبل حکایت سر کند  
روز عرض آید کہ نرگس بر خود در بر کند  
لالہ غنچہ ز خاک گشتگان سر بر کند

حُسن گل بر تنه بر بیتاں افکند کز تاب آں  
شلیخ گل شد بخیه آذر که بر غم خلیل  
جلوه شورا انگیز باشد هر که آید در سماع  
ترسم از مخمور می ساقی که منگام صبح  
بر تن رنجور سودا می وزد یا دی بهار  
صبی دم دامن کشاید حله عطر آگین شود  
سنبیل اسرار میروید که از راز سپهر  
بکبل شوریده را همزنگ خاکستر کند  
باد آزار می بهر صو لعلت آذر کند  
باده عطر آمیز گردد و سیر که در ساغر کند  
صبح را کم از فروغ لاله احمر کند  
استخوان را امویا فی مغز را عنبر کند  
از گل اخگر برفروزد و غنچه را مجمر کند  
هر چه گوید ابر در گوش زبیں باور کند

در روانی گویند طبع نظیری شد چنان

کاخچه آید در ضمیرش ثبت در دفتر کند

در یخ نقش آلهما بر آب جو بستند  
چو موج روی هوا بر سر آب میرانند  
میرس حال که این مطربان چایکدست  
بخت جهان زدم این مغنیان گوی  
نه عاقبت که تن در دو به خلعت خاک  
یکشت وز رخ بر احسان رسید آسب  
موز ناموران غیر نام کین خانان  
بغم بساز که از بے نشا طبع ایام  
درین جزیره جتال میسر ایم شعر  
ازین جهان دلم آماده گر بختن است

نه از نقش درین کارخانه در کار بست

مگر خورده نظیری همه نگو بستند

افسانه شیرین مرا گوشش نکردند  
یک خرده گرفتند پس از نکته بسیار  
مار و زهره او پس مانده بر چنگ کشادیم  
معلوم شد از مستی ما حوصله ما  
باید بعصار رفت چو موسیقی که درین راه  
در حلقه شدم زان خط رخسار قرینم  
صد تلخ چشیدند شکوه نوش نکردند  
گشتیم فراموشش و فراموشش نکردند  
در کاسه ما جرعه سر جوشش نکردند  
دادند حکمت می و بهوشش نکردند  
یک چاه نمکند که خس نوشش نکردند  
تا گوشت آن صبح بنا گوشش نکردند

اشجار چمن دست بهم داده و یاراں  
سیر بزم غمزه همدوش نکرند  
جانم بره پرو گیان سحری سوخت  
سومک ننگی از ده لبش یوش نکرند  
خون تابہ ہو آمدہ برجیب و کنارم  
زال تنبیل خوش بوم در آغوش نکرند  
امروز نہ حسرت کہ لب تشنه گز ازند  
آنرا کہ لے تر ز لے دوش نکرند

فریاد ازین شوق کہ در جان نظیری

تا مردنش از زمرہ خاموش نکرند

ہوں چو دیر کشد شعلہ در نہاد افتد  
بجہ عشق رسد میل چوں زیاد افتد  
نشاط صحبت فرہاد رشک خسرو شد  
خوشست عشق اگر کار بر مراد افتد  
بشہر وادیہ فرسودم و کسے خرید  
بلاست جنس گر انما یہ در کساد افتد  
چو قیمتی نہم روزگار بفروشد  
نہ یوسفم کہ خریدار بر مراد افتد  
مرا بدست تہی گوشہ نقاب سپرد  
کمست آدم مفلس با اعتماد افتد  
خدا نگ غمزه گرہ بر کمان ابرو چند  
کشادہ دہ کہ ہمہ کار ہا کشاد افتد  
عنان دل ز ملالت بتاب و دہم گیر  
کہ ہر کرا تو بگوئی زیاد افتد  
ضمیر روشن تو لوح محو و اثبات است  
کہ تا زیاد بر آید کہ تا بیا افتد  
چو ذرہ خلق جہاں در ہوا نمی کردند  
بشر ندیدہ کسے کا فتاب زاد افتد  
تتم ز سنبل بند زمانہ کا ستہ شد  
چو طفل شہوخ کہ در قید استاد افتد

حذر ز آہ نظیری کہ خانماں سوز است

مباد این خس ہوزاں بدست باد افتد

ہنوز راہ نگاہ ہم بہال و پیر نہ ہند  
کبو ترے کہ نیاموختند سسر نہ ہند  
خواب ز گیس شکس دلاں سر مستم  
کہ بر طوق نظر مہر را گذر نہ ہند  
ز غم بگوئے ز زین شدیم چہ چارہ کنم  
قبول صحبت صاحب دلاں بزر نہ ہند  
ازین کشادہ جبیناں ثبات عیش مجو  
کہ گل دہند سحر وار و یک شمر نہ ہند  
بزیہریاس بساز و موج حلاوت کام  
دوا چو داروئے تلخت کند شکند نہ ہند  
ز خواں بہ نصبت دوراں رضا بقسمت وہ  
کہ طعمہ ز غمت خوشگوار تر نہ ہند  
بدر دسوز کہ بر لب تر آب عشا بہت  
بغیر تپ زدگی و لغت جگر نہ ہند  
چہ یاد جو رہیقاں کنم نصیبم بود  
کہ تشنہ بر لب جو میرم نہ ہند  
مثال مالک دریا و حال مستقی است  
دہند شوق رے ز خصمت نظر نہ ہند

سزد که مقتعه بر سر کنند آل مردان  
که تلج عشق بنجواهند و ترک سر نهند  
ظفر تراست نظیری که مجذوق شدی  
بهر که غوطه بدیا نزد گهر نهند

وقت شد سبزه فرش در پیچید  
آفتاب از کمین بر آرد سر  
مسند سبزه نخل بگذازد  
همدرازات خاک بت گرازد  
حسن رنگی جهان نموده بونهم  
ذاع کز نه بجد کند پرواز  
اصل بهتر که ترک فرغ کند  
دیده نیل بهار شد که جهان  
ترو خنکی که کوه و صحراست  
ز حمت خار و درخ خار ارا  
ارغوان را که خول کند سیلا

ابر خور که بیک دگر پیچید  
بنجبه ابر باد بر جسد  
ز انفسر غنچه شاخ ستر پیچید  
تار ز تار بر کمر پیچید  
سیمار ابر باد در پیچید  
بهش چرخ بال و پر پیچید  
پای در دامن اثر پیچید  
نهم اوراق خشک و تر پیچید  
خوردۀ لاله در نشر پیچید  
لاله در پاره جگر پیچید  
ساعدا ز نوک نیشتر پیچید

بس فریب چمن نظیری دید  
از بهشتش عنان نظری پیچید

عشق است طلسم که در و بام ندارد  
بس حله الوان بقدر عشق بریدند  
بادیکه وزد و جگر کند مست و محبت  
بس زاویه حال مراد و لطیف است  
آغاز جنونم شده پایان محبت  
از غولش تسلی نشوم تلذذ مقی هست  
کوته نظران در طلب توشه راهند  
زال دانه مشکین و خط سبزند یدم  
جان زیر لب زبیا و سرش بوسه بچیند  
سرخوش ز لبش بیش شدم کز لب ساغر  
عریانی مارا شرف کعبه بنوشد

آنکس که از ویافت نشان نام ندارد  
یک جامه بر اندازد اندام ندارد  
عاشق سر و سودا می و جام ندارد  
تاب نفس صبح و دم شام ندارد  
کار نیست با انجام که انجام ندارد  
پروانه بجان باختن آرام ندارد  
عرض دو جهان وسعت یک گام ندارد  
مریخ که دله در گردام ندارد  
کال نخل بهشتی شمر خام ندارد  
مے جاشنی تلخی دشنام ندارد  
در ویش حرم جامه احرام ندارد

جز طبع نظیری کہ حق عشق ادا کرد  
کس نیست کہ در گردن از و دام ندارد

بیزاد دل و ز دست نشود	ند دل آزاده پائے نسبت شود
کے بعلت بلند و پست نشود	ہمتے کاں با اعتدال افتد
مومن از عشق بُت پرست نشود	عشق را پایہ معتین نیست
ناقہ در زیر بار مست نشود	بہوائے کہ درد ماغ افتد
عشق را فتح از شکست نشود	کار از انکسار بکشاید
خط کہ بر روی خوش نشست نشود	شرم از چشم پارسا ببرد
سرخوش از نشاء است نشود	ہر کہ بیند طلوع حسن ترا
ہر چہ نابود گشتہ بہت نشود	چون نقاب از جمال برداری

بجز در آستین نظیری راست  
کے گرم پیشہ تنگ دست شود

پیکل از اضطراب چشم بسمل کردہ اند	اینکہ دل نامند چوں حرم جہائل کردہ اند
چرخ را پر روانہ فافوس محفل کردہ اند	از کدایں دود ماں با این دلیل افروختند
تخم یکجا آشتہ صد جا آب در گل کردہ اند	این گل از ہر شاخ خود روئی نئے آید بیار
فکد و آشکر کن کہ ہل عقدہ مشکل کردہ اند	در خیال قید زلف مقال ہر کس ماندہ ماند
خوان دعوت چیدہ اند و فن سال کردہ اند	از قلم تا فرق ناز و نوش و برابر و گرہ
ہر نفس لفتشہ پدید آوردہ باطل کردہ اند	از پئے دنیا مشغول ویاں دریں موج سرب
در زلال زندگی ز سبز بلاہل کردہ اند	خلق را در ہر نفس موت و حیات مضمومت
پائے کوباں سبز تار راہ قاتل کردہ اند	روئے از میدان سربازان بگردان کافوق
عشق دریا نیست گشت زید رسال کردہ اند	ما بچین زلف شستی بر کنار آوردہ ایم
ذرتہ ام آتا بخور شیدم متقابل کردہ اند	گرد خود گردم چو بہیم و رہائے کیستم

عشق را سنگ کابلہ روز از نظیری روشنست  
ہر طرف از گفتگویش گرم محفل کردہ اند

بغیرہ روز استم ہمیں معاملہ بود	بغیرہ روز استم ہمیں معاملہ بود
نصیب من ز اول درد بے دو اگر دید	نصیب من ز اول درد بے دو اگر دید
قصود از رنگام تمام حسن شکست	قصود از رنگام تمام حسن شکست

ابدر رسید و نیا سورم اینچہ مشغلہ بود  
کہ برد باری ہر کس بقدر حوصلہ بود  
کہ از میانہ ہمیں باننش مجادلہ بود

ہوئے من سبب اجتماع د لہا گشت  
بصنہ نقش خط و خال غولشتن نقاش  
دلہ ز سیر دہائش بقیل و قال افتاد  
لبش بدادن کام نمود جہد ا تا  
فریب قول بداندیش اگر گ فاسد گشت  
بنکتہ گفت مجل می کنم نظیری را  
ز قول خویش فراموش کرد ای صلب بود

کے ملک حدوث از قدم نئے افتد  
بروشنائی دل رو کہ رفتگاں رفتند  
من این مرقع ایواں بیگم روزے  
زبان دعوت و تسخیر بہ کہ بر بندم  
مسافرے کہ بنا بود و بود خود بیند  
دلیل عشق ز سید کسے کہ در سہر گام  
چناں ز شوق تو گردیدہ اندر گرداں  
چناں پرستش روئے تو جذب لہا کرد  
بذکر من خط لسیاں کشیدہ ا تا  
ز سہو خاطر یاراں چناں سقیم شدم  
نویسی از نظیری دعا و گردش نام  
ز شوق نامہ ب فکر رستم نئے افتد

مشماس تیر باید تا نصیب از سیرین گیرد  
پسر گم کردہ چو لانس بابیت الحزن گیرد  
ز دل جوہر چہ بچوئی کہ فیض از خورشیدن گیرد  
فریب نقش شیریں دل ز دست کوکبن گیرد  
سخن شیریں بود و فتنہ اورنگ سخن گیرد  
عزیز خلق کردہ بہر کہ در غربت وطن گیرد  
کہ اول اہرمن بگرفت و آخر اہرمن گیرد  
گریبان ندانم تا کسے از دست من گیرد  
نہ بہر مغزے کہ بوید نگہت از مصر و مین گیرد  
شمیمے گر نہ تر دارد و ماغ یہ کنعاں را  
ورق از کس چہ می خواہی سبق او کس چہ میگیری  
دے نقاش او نہ میگی صورت نیا ساید  
نفس تلخست تا طعم حقیقت نیست با مغز  
ز خود گر بگذری شاہی کنی در ملک بخویشی  
درین بیکہن چوں امن گردد خاطر انسان  
ز غریانی ازین شادم کہ از تشویش آزادم

چہ راحت از وطن آنرا کہ یارش در سفر باشد  
بہد زندگانی چاک زدہ کس گر بیابے  
ز بس بوسے کمال شکر مے آید ز توحیدم  
سخن ہر روز عالمگیر تر گرد و نظیری را  
کہ مردم پیش جا در سایہ نخل کہن گیرد

دریں دیار عجیب مطربان یک رنگ اند  
ز صحن سینہ کشا ایند چشمہ چشمہ نور  
کلید شادی و شمشیر غم بکف دارند  
بدل ز نعمت شیریں حرارت انگیزند  
چو حدیروم نغمہ را مگہ دارند  
سبکد لاں چو بقر اک شاں در آویزند  
بفتح یک خلش این زاہدان چو نغمہ جنگ  
ز ستر عالم لاہوت مے دہند نشاں  
ہزار رنگ برآرند این فسول سازاں  
سواد صومعہ را شمع فسول سازند  
بگوش کر شدہ تحریر شاں زند آتش  
مشاطہ رخ مستند بامے و قدح اند  
اگر چہ قاطع نہ ہند مایہ ہوشند  
دلیل اہل فنا نیز در عروج و نزول

نظیری از پیے این جاوداں بدو بیا

کہ در بوداں اوراک چاک و شنگ اند

بقصد ہر کہ سوئے کعبہ ناقہ را ہی کرد  
کہودر سوئے ازاں شدہ بنفشہ در گلشن  
ز چین زلف نیلے نزد بھوج عذار  
ز روئے و زلف توام سایہ در خمیر انداخت  
نشان کو کہم اختر شناس بدے یافت  
کسے چو خال نہ حسن تو کامیاب نشد  
نشان پاشش بہر گام قبلہ گاہی کرد  
کہ با کلام جود تو گنج کلا ہی کرد  
سفینہ مردم چشمہ مرا تباہی کرد  
فلک مسخرم از ماہ تابماہی کرد  
مشاطہ خال ترا صرف در سیاہی کرد  
مقیم کج بستا گشت و پا دشاہی کرد

دلہ ملاطفہ از لب تو داشت امید  
من از ملاست مردم بعشق آزادم  
سجل بیایک حین تو صبح صادق داد  
دل از تو آب خورد کاروان مصری را  
تبارک الله از آئینہ شمائل تو

عبادت سحری را کن نظیری کم  
کہ ہر چہ کرد دعا گاہ صبح گاہی کرد

گردش چشم تباں مستی من حالی کرد  
قبض در کار ندیدم چو شد مست مدام  
پائے جبریل بکسی خیال نہ رسد  
نشو این باد یہ از باد یہ گردیست مدام  
ہر کہ برخواں طمع دست بیا زید رسید  
عجز در مجلس اصحاب بکارت کہ جنگ  
دلہ از خندہ نوشین حریفان بگردنت  
قصد عشق بوصف تو طو لیت طویل  
یوسف از خواری اخواں بکسادی افتاد  
بود نزدیک کہ کام از لب شیریں گیرم

کرد باز سیمہ معشوق نظیری خود را  
آنچہ خرداں نکلند او بچہن سالی کرد

خوشا کہ بس بجوم گریہ ام در دامن آویزد  
چنان در دوست آویزم بدل گرمی و ساری  
نسا ز لبوئے یوسف دیدہ یعقوب روشن  
مقیم کوئے توبے رفعت تو با بلبلے باند  
گزتم در پر پروانہ سوزم و رنمے گیرد  
دلہ دلہ بدست طعن ناصح جوں کہن دلقے  
چراغ ماخیزب و فرد ہر محفل ہر لے را  
بہ بینی گر جلا تے از مہ پرویں مشو امین

سر دست نگار نیم نگار از گردن آویزد  
کہ در ہنگام جان بازی شبنم دشمن آویزد  
اگر عشق ز لیلیش نہ در سیراہن آویزد  
کہ صتیادش بگاہ دے نفس بگلشن آویزد  
حذر کن ز آنکہ ناگہ آتشم در رخسار آویزد  
کہ در ہر خجیہ نختہ خرقة از سوزن آویزد  
کہ قندیل بہ و ہر ش فلک ز وزن آویزد  
بشکل خوشہ کہ صتیاد دامن از خرمن آویزد



ہے درد نظیری اس ہم گفت و شنود ارم  
گلے مے چلیم از گلشن کہ خالے درمن آویند

نگاہت چشم جادو برنتابد	فریبت خال ہندو برنتابد
چو گل از تپا آتش بریغ و زری	مزا جت گرمی خود برنتابد
تعالے اللہ ازاں لطف ناکوش	کہ برتا بیدن رو برنتابد
چنان در دوستی تو سن عنانے	کہ زحش طاقتت ہو برنتابد
صبا ترساں وز دسویت کہ ترسد	وماخت عطر گیسو برنتابد
مزارج وحشی داری کہ زدور	نگاہ چشم آہو برنتابد
زبس وحشی غزالانت رماند	دل شوریدہ ام ہو برنتابد
گلاہ نازنیک از سر نہادی	جبینت چین ابرو برنتابد
خداک چشم زودازہ قلندی	کمانت زور بازو برنتابد
چو عرم بدعتے خویت نماید	عناں ز آنسو بایں سو برنتابد
بقہر و ناز تو گردن نہادیم	کہ سر از صولجاں گو برنتابد

چو آید در بیاں کلک نظیری

لالی تار صد تو برنتابد

رشمہ از حُسن جاناں ریختند	بر جہاں عشق طوفاں ریختند
زاں ہم طوفاں کہ بزرگیت عشق	جرعہ در جام انساں ریختند
از قضا آں جبرم چوں آبد کوش	ہر طرف در قبالے جاں ریختند
درخ نورے شد ہویدا ہر مہجبا	پر توے بر شرط پیاں ریختند
از غمار و مستی آں نور پاک	دُرد کفر و صافِ ایماں ریختند
ہر طرف رنگے بگل سبزشہ شد	قالب گبر و مسلمان ریختند
شہوتے انگیختند از مغز نے	یکے از آب حیواں ریختند
وانکہ از الماس بہر جان ما	تیغ ابرو رخ مہر کاں ریختند
تیز کردند و ازاں آلودہ نہر	سونشے بر زخم نہاں ریختند
آب کردند از دل ما پیا رہ	دانہ یا قوت راتاں ریختند
لالہ حمراء و لعل آب دار	کوہ را در جیبے اماں ریختند
عکس از داغ دروں برداشتند	بر چین گلہائے الوان ریختند

اینہم گھلے سبز و زرد و سرخ  
 جو ہرے از قول شود را نگیزد  
 غنیمت را دل از آن نولے جانخواست  
 رنگ ہر نقشے کہ از آن بچخت طبع  
 داغ ہر سودا کہ از آن بچخت عشق  
 بچختہ بر خاست زیں سودا مبصر  
 اصل این فرع از مین شد عطر بنیر

مایے ماند باقی زیں عبیر  
 بر نظیری در خراساں ریختند

پیراں کہ وقع فیض بتا شیر بردہ اند  
 چون من بر آنکساں کہ نفس کردہ اند  
 سرگشتہ اند اگرچہ بتجسس سیر بہ  
 از سالخوردگان بنود خوش فضل از آنکہ  
 پیراں ز روز تیرہ سیرہ کاری شوند  
 بیباکی و غرور جوانی منانہ حیث  
 شادی بشیب گرمی وانیوں بود چہ حظ  
 گسٹ کچ شود ببادل نازک براں سزد  
 بامیے ہجوجہ کافور بچر وند  
 یوسف فریب گرگ مثل گچا خورد

وحشی جو تو شکاں نظیری کجا شود

شہباز را بدام گس گیر بردہ اند

چہ خواست کیں دل کافر نہاد من دارد  
 آب و آتش از سرکشی نئے سیا زد  
 ز تیرہ فلک را کیں برا نگیزد  
 ندیم غصہ کہ روفے زمین بگرداند  
 بچشم دل ز سویدائے دل عنیف ترم  
 مبارک دے کہ ہفت سدا نہیں سازد  
 نہ مذہب من و نہ اعتقاد من دارد  
 نہ از عہدہ با خاک و باد من دارد  
 کمان فتنہ بزہ از عناد من دارد  
 عدوئے رحم کہ رہے بداد من دارد  
 اگرچہ قوت دید از سواد من دارد  
 گجاہف ز کین و کشاد من دارد

چہ اعتماد کم برد و رونی غما ز  
بصد علاقه دل بایدیم مقتد بود  
من آن عزیز زماغم کہ بخت ہر ساعت  
رساست دست تجر کہ نزل من گیرد  
بمصرعے کہ ندیاں ز نظم من خوانند  
ز مگر چرخ نظیری عجب ہر اسانم  
کہ کار ہائے مرا بر مراد من دارد

دریں سپید رقم قسمت و حوالہ نماند  
ہزار قرن بریں قلم مردماں بگذشت  
ز باب رحم و مروت نشان چہ میخو اہی  
ز بس مرور زمان منفعت را شیا رفت  
ہر آنچہ صاف قدح بود مخرماں خوردند  
مجوئے رحم ازیں گرگ ماہ کنعاں در  
شکوہ حشمت پر ویز چون شیریں رفت  
ز جنس خویش ہمہ صید می کند ایام  
ز بس گداخته آتش عذار است

نوالہ حصہ تن پروراں نظیری شد  
بیا کہ قسمت ما تو غیر نالہ نماند

عالم از عشق در وجود آمد  
در بشر کبریا لے عشق نمود  
دشدا از صدر بارگاہ شہود  
عشق بر تخت از ز بر مگر لیت  
ہر چہ اہلیت نمودن داشت  
نیست جز عشق و عاشق و عاشوق  
عقل بر کار عشق سوخت سپند  
عشق صنعت نمود بے اہلت  
جامہ مخبول درد کہ خلعت عشق  
عشق معمار بہت و بود آمد  
ملک از عجز در سجد آمد  
آنکہ بر کار ما جسود آمد  
عقل و لوح و قلم فرود آمد  
ہملہ ز عشق در نمود آمد  
ہر چہ در معرض شہود آمد  
شکل این گنبد کبود آمد  
بود ہر چیز از بنود آمد  
کاری از جنس تار و پود آمد

عشق را عشق دی و فردا نیست      دیریم زودتر زود آمد  
شد جوانی و عشق و حرص و هوا      شعله نبشت و خس بد و آمد

ز دخن برب لب نظیری جوش

عشق در گفت و در شنود آمد

اشک در دیده نیارم که حجام نبرد      حایل گر به کنم شرم که آکم نبرد  
تیش و تابش من گرم سوا نش سازد      صدا داد هست که کس بی بجا بزم نبرد  
گشته ام بی سیر حاد که چون گنج یتیم      جز خضر راه بد یوار خرا بزم نبرد  
خوار از عجز و تنزل شده ام میخواستیم      که بصلاحتش نروم تا بعتا بزم نبرد  
بسکه عطر گل و مل راه مشامش بگرفت      بوئے از سونگیکه بگفت که بجا بزم نبرد  
سرخوش از گردش چشم و لب میگویند      زودستم لبوئے بزم شراب بزم نبرد  
قطعه بسیر خطش دیده ام از چشمه نوش      هوس از راه بهر نقش شراب بزم نبرد  
نکنم یاد لب باده فروزشش بنماز      که ز مسجد سحر ابات خرا بزم نبرد  
نبرد مرغ که واله نکند امیدم      نه و ز باد که از بایشتنا بزم نبرد  
هر شب از زنگس فتال بکین نظر م      صد فسون ساز نشاندست که خوابم نبرد

نیست از باده بجز با نظیری در دست

نگذر دآب رز از کام که آکم نبرد

دیده ام نیم نگا به که بدیدن نرسد      صفت آهوش بد نباله کشیدن نرسد  
سوئے و شست زوگان لب بیاست بگرد      کار لبیل ز فکاشش بطیبیدن نرسد  
همکه ذوق کلامش برگشت جاں نخلد      که ز رنگ تابو گرم شهید کشیدن نرسد  
طرقه باد فشان عشوه گلزار فروش      در چین سرو چمانش بچمیدن نرسد  
رام خاطر شود اما با اشارت برسد      دست صیتا و بفسیدش بریدن نرسد  
بارخ هوش شکارش چه کین و چه نکند      فکر خنجر ز شوقش بر میدان نرسد  
ندید جلوه عارض که تماشا فانی را      کار از حسرت با دست بریدن نرسد  
کرد خنجر جگر شور گزک متاں را      که لبیب ذقن آسید گزیدن نرسد  
خضر تو فنیق با و راه نما شد ورنه      کس بسیر چشمه حیواں بدویدن نرسد  
جذب اقبال عروجم بقای انداخت      که ببال ویر جبریل پریدن نرسد  
اگر از چاه بایں جابه بر آید یوسف      مالک از گدائی سودا بخریدن نرسد

هوش از گوش نشود و محو نظیری ترسم  
گوش کس لذت دیدن بشنیدن نرسد

عنان دل ز خود رانی بفریادم نگهدارد  
دل دیوانه اسم را گنج درویرانه افتاده است  
چه گوید کفر مجذوبی با سلف غار حاجت نیست  
مرا اگر هست کبر در دماغ از کبریا لی اوست  
تجلی بهالی هست در هر جا که ذوقی هست  
فقیر را که شبها بکیم گاه از خشت نذر شد  
حکایتهاست عهد دوستی را کرده ام از بر  
همان بهتر نکشائی سر از دل مارا  
بخاک پائے گلبن می نویسد که از غریب

خسین غم از جادو رنجه آرد نظیری را

زافک آه شب سلطان با خیل و سپه دارد

ناوک غم جان شکار دسینه گر جوشن شود  
سینه پر جبر است دارم که از اندوه او  
پیش نشد گشتگی حیدر آنکه یامیم پیش شد  
یک توجان تو در کار است و صد عالم مراد  
تعب ترغم باست غم بیدار دار و خلق را  
من هم از فریاد خود آزارده میگردم لیک  
یسکه بے توجانه جان بر بر من تنگ شد

وصل گرخواهی نظیری شوق را سه پای ساز

نور عشق است این چراغ وادی ایمین شود

دل از ناله خوش گردید امید اثر باشد  
اگر ز دیده دید نهان باشد بهر پارس دل  
ز جلال روزگار و غبار عالمی دارد  
نگویم جیم او را گشت شرم غمزه را نازم  
مکن دورم که بس شوا را باشد بال افتادن

بسی آسود شستم اس غم که رگه باشد  
محبت از تغافلهاست سجاد و خط باشد  
نباشد در شب مار و شمشیر گریه باشد  
که صد ره مرده ام دید و ز حالم بجز باشد  
اسیرم را که گریه دین حرم بر بال و پر باشد

دلہ تاغہ با سائش نگیر در زرخسندی بخاطر شیوہ آید کلاں جانسوز تر باشد

نظیری شاد ہم باشی کہ خدشگار دیرینی  
کدائیں قدر و قیمت پیش او خاکت بسر باشد

ہر گو بسیر گل دل محزون نے رود  
عشق از جہاں بریدنی از خود گذشتن بہت  
مرداں بجا بعزم و توکل رسیدہ اند  
از زخم عشق درین ہر سنگ کشتہ ایست  
لذت بجز آب بردہ و شادی بغافل  
در حرف تلخ نوش لبان صد قیقہ است  
مہرغان دشت را ز غم دل جرات است  
از بسکہ روشد از در تقصود حاجتم  
آزنا کہ گوش دل شنود نالہ بس است  
راہ و فاز تفرقہ عشق بستہ شد

بوئے نسیم فقیر نظیری شنیدہ است

از رہ بتاج و تخت فریدون نے رود

سازم آل مے نمک لود کہ بے غم باشد  
بہت راحت الم کلہ احزان بر امن  
بہر ہم عشق بانسون نوے بند و خواب  
شرح سودائے دلم را سر و سامان طلب  
دعوی ذرہ در و غمت کہ عاشق باید  
ہر کس از تو نشاے بنگماں می گوید  
ہرگز از نخل بدی کس ثمر انس نچید  
غیر اخلاص و محبت نبود شیوہ ما  
بکنند بندہ مجبور گناہے اما  
گر طالع ز سر سدرہ بجا جنت آیند

از تنگ وصلگی ہائے نظیری در وصل

عشق حرامان ابد گرد ہدش گم باشد

افکتم مشک در اں حقہ کہ مرہم باشد  
غم از اں خانہ کف وام کہ ماتم باشد  
کا کہے بیش شود بند جو محکم باشد  
کا را نیت کہ چون زلف تو در کم باشد  
کم بقا تر بر خور شید ز شبنم باشد  
کس ندید ہم کہ در بزم تو محرم باشد  
تخم این تہر گیا در گل آدہم باشد  
جو رو پیدا در اں غمرہ مستکم باشد  
ادب آشت کہ در پیش تو لزم باشد  
زلف از کف ند ہرگز ہمہ جا تم باشد

کسے کو تشنہ وصل است با کثر نمی سازد  
ککلی و سربازی شراب عشق می آرد  
بشیدائی مزین طعم که هست از آب خاک دل  
عجب گر آسماں سماں تواند داد کام را  
که دامن شعله روشن می کند مشب چراغ را  
اگر بنگار که محرم دلش می سوزد از درد دم  
ز روز وصل در رشتگان ز شام بجز در افغان  
ره غیرت خطرناکست به نالیش تماشا کن  
برائے امتحان آرد چه مانی را چه آذر را  
همان عشق است بر خود حیدر چندین بار رفته  
ندانم حال بهما کسے نظیری اینقدر دانهم  
که جز بایس نمی گرداند و بستر نمی سازد

بیا که بدیتو غم از خاطرم بدر نرود  
دراں بساط که من خوان عشق را کم  
ز شهر خویش مرا شہر تو دور انداخت  
چه میشود جو که میاں ره غریب زنند  
بطبع شوق تو نازیم و آن پذیریش  
دل زار و تن برد بار خواہد عشق  
چو خون مرده سیه کوی باد در تپوت  
دلہ سیاد تو دریا نمود چشم و ہنوز

بر آستانہ رہے مے نما نظیری نما

کہ قدر مجلس خاصاں با نیکد رنرود

آمد سحر کرد و خرم رفت و رو کنند  
ما قابل نشاط و شکر خندہ نیستیم  
آنانکہ تنگ نظری ما را شنیدہ اند  
آلودگی بجز یہ ز داماں نمی رود  
تصدیق کم کشند گل و بادہ تا بکے  
تا باز علم از نصیب چرخوں در سبکوزند  
تا شہد خوشت گوار شراد و رنگو کشند  
مے بہر آزمائش ما در سبک کنند  
دلوق مرا شعلہ مگر شست و شو کنند  
در کار بے دماغی ما آبرو کنند

کوزخم عاشقانه که در جلوه گاه حُسن  
تو کار دل بغضه معشوقی و اگزار  
حق عطائے عشق سازند هیچ ادا  
صدیحا که دل بتار بجاکه رفو کنند  
بے طاقتی ممکن که نکویاں نکو کنند  
کز خلق عمر در سرائیں گفتگو کنند

دیگر آب دیدہ نظیری بخوں نشست

چند ادا نماند دل که غم و غصه نو کنند  
عیشم خوش از آن شعله فروخته باشد  
از محنت لب بستیم آنکس شود آگاه  
نقل دل ریشم جگر سوخته باشد  
کز تیغ جفا خاک دے دوخته باشد  
مرغی که بجای قفس آموخته باشد  
عیش شمع نیست که بغر و خسته باشد  
غارت خور و هر کینند و خسته باشد  
شمع که نه از سو ز خود افروخته باشد

از صدق نفس چند زنی لای نظیری

مشاکست همه سرب و جگر سوخته باشد

زنا نغم که ز اداں بقدر آب جو کنند  
یا نیند جمله مهر سلیمان و جام جم  
در خشت و سنگ میکره کردم معانته  
شوریدگان صومعه می در سو کنند  
زوقی که سالکان بخیاں آرزو کنند  
در چشمه که خضر و سکندر ره جو کنند  
منصور را کند بلا در رگلو کنند  
تاریجگر کشند و گریباں رفو کنند

با کابلان گذار نظیری شراب را

نشاید سحله ز گلشن این دشت بو کنند

شب فغاں را بدر خلوت ما بارے بود  
شورش و عریبه در شب آن زلف نداشت  
خوشین را بدیم سحر بد و بے بستم  
نالہ بر جید اگر در دلش آزارے بود  
بخت من بود اگر فتنه بیدارے بود  
بهر سر موئے ما بار خورده کایے بود  
نه غم ندیمیاں بود نه آستوب ندیم  
گل پیچا رنگو گلشن بے خارے بود  
یوسف بر سر هر کوچه و بازارے بود  
یوسف بر سر هر کوچه و بازارے بود  
هر طرف جاں بکفت اشاده خریدارے بود  
بر دل خسته من بود و نگاهش هر چند



حسن و حیرت بہم افشائے غرض می کردند  
 نہ غم پریش و نہ دھمیت گفتاے بود  
 دروصالش بنظیری نفسے اتاقتی بود  
 دیدش بر سر آں کوئے عجب خوارے بود

میروم جائیکہ غم آنجا زد لہامی رود  
 نالہ از ہر جا کہ می خیزد با انجامی رود  
 وقت جاں دادن بدنبال اجل بنیم چنانکہ  
 گوئی اصدیوسف از پیش زلیخا می رود  
 تحفہ رضواں اگر بکف ندارم دوز نیست  
 تا بمرغل ز طفلیہم ایماں بہ نیما می رود  
 شاید از درے بختا جاں فروشد میفرودش  
 ہر کرایک در ہم است آنجا بسودامی رود  
 من نخواہم رفت اتا بہر شکنین و لشس  
 ہر کجا بیند گویند شش کہ فروامی رود  
 برین اندوہے ہجوم آورده از ہجران او  
 میروم نوے ز کوئے او کہ پنداری بخشم  
 گرد لوح چہرہ یلی ہی آرد سبق  
 خاطر شوریدہ مجنوں بصرامی رود

شہر و صحرا نظیری سوخت از آہ وداع

میرود نوعیکہ پنداری زد نیامے رود

بجش بسوزد نام اماں نخواہم برد  
 دعا بدر دسر آسمان نخواہم برد  
 مکن ملاحظہ از کشتنم کہ روز جزا  
 ز رشک نام ترا بر زباں نخواہم برد  
 ز دل طہیدن آغاز عشق مے گفتنم  
 کزین معاملہ غیر از زیاں نخواہم برد  
 ز اضطراب دلم روز وصل معلوم است  
 کہ از بلائے شب ہجر جاں نخواہم برد  
 بس است چند کئی لے فراق بے رجمی  
 و گزینش تحمل نگماں نخواہم برد  
 اگر زدا من یوسف کنند بالینم  
 سرے کہ وقت تو شد ز آستان نخواہم برد  
 بایں طال کہ من میروم بسوئے چمن  
 چہ جائے غم کہ برگ خراں نخواہم برد

نظیری اینچہ بلندی و تیرہ پروانہ است

ز شوق رہ بسوئے آشیان نخواہم برد

حسن چندے سر بدل شوقی و خود رانی دہد  
 شہر چو گیرد مملکت اول بنیمائی دہد  
 دیدہ عاشق نیابد ذوق از دیدار دوست  
 گر نہ اول ترک دید نہائے ہرجائی دہد  
 لذت دشنامش از من برس کاب تلخ و شور  
 ذوق کوثر و مذاق مر و صحرائی دہد  
 گرد و از جاں داد غم معلوم شوق روئے دوست  
 زان نغمہ کہ ترسم مرگ رسوائی دہد  
 دریا بانہائے غنم اگر طغیان شوق  
 بند بکشاید چو سیل سرشیدائی دہد

گریه مالتخ و طبع میزبان رخسار بند بر  
صوت مطرب بادش بگذر گیسوئی دهد  
شکوه کمتر کن نظیری اگر کسی یاری نکرده  
زنت ماسوز و چلقصان تماشا نشانی دهد

گل آمد و لحلم ز دل سنگ بر آورد  
مینواست ز مرغان چین شور بر آید  
عشق آمد و در شهر خود آتین خرد دید  
مطرب ز برم خرقه سالوس بدر کرد  
شب نیست که از شادی بسیار نگریم  
یکبار عیب و مهر خویش ندیدم  
در راه وفات تو نه طولیت نه عرض  
ایس غول شده دل بسکه خرابست نظیری

دیش تو نتوانش از ننگ بر آورد

نال را نیست اثر که تو شکایت دارد  
مرد را زنده نماید مابو العجبال  
ذوق هر مرغ باندا ز پر از خود دست  
عمل صالح و طالح بجوئے نستانند  
کس چه داند بهمه مایه بنا بود درود  
دفتر ناله مار انگشایند ز بهم

کفر و ایمان نبود شرط نظیری در عشق  
تو کا فر بنمایم که ولایت دارد

باعث راندیم از بزم سحر عار نبود  
تا شدم از توجده تفرقه یا مالم کرد  
همه آسان جدائی تو مشکل گردید  
بهی در همه جا نام بر آرم که مباد  
نال را ز بهر مائی بخند مرغ اسیر  
عشق از سود و زیان و وجهان فارغ کرد  
خوشدلی کرد نظیری برش هشب خالی  
در تنگسایم و بودن من کار نبود  
دولت آں بود که اس فرقت دیدار نبود  
هیچ دشوار بدیدار تو دشوار نبود  
خون من زیزی و گویند سزاوار نبود  
خورد افسوس زمانی که گرفتار نبود  
از به کارم بهمه عمر همیس کار نبود  
صد سخن گفت که شایسته اظهار نبود

محبت بادلِ حمدیدہ الفت بیشتر گیرد  
پس از وارستگیها بیشتر گشتم گرفتار ش  
محبت بیشتر قائم شود چون بشکند سہماں  
اگر باوے دزد مشتاق را شور و سماع آرد  
مشو از حال من غافل کہ زخم کارئی دارم  
مرا ایں مے کہ برد از ہوش دل مجروح خواہد کرد  
چراغے را کہ دوئے سہت در نبرد تر گیرد  
چو صید کجبت صیادش اول سخت تر گیرد  
شکوہ اول افشاں درخت انگہ تر گیرد  
و گر بے رسد مجبور راستی ز سر گیرد  
مبادا دیگرے صید ترا از خاک برگردد  
حریفے آنگہی یا بد کہ از عالم خبر گیرد  
نظیری کوئے عشق است این شاید بازی نندی  
اگر یائے رود از دست کس یا رے دگر گیرد

بہر وصل تو جاں الفت و نزار ندارد  
بشہر مافروشدید جز رضا و محبت  
برایں فراز کہ من میکنم عروج مقامیست  
چنان حقارتم از چشم اعتبار نگندہ است  
برطل خون جگر می خورم ز بخت بشکر م  
ز تیرگی لب انتظار قطع امیدم  
عبث بود عہدہ لطفش و لذت خوشست نظیری  
کہ ام لطف کہ با بخت تو نزار ندارد

کنند و دام ما غیر از تسک را غم نمی گیرد  
نصیب دیگران ہر لحظہ رطل خندہ لبریزست  
بیشتر بی محبت در دل دیگر زیادت کن  
مر لیضان دیا عشق خوش بیماری دارند  
حسابا مشب و فردا بزلف در ہی دارم  
سرے از خاک کو گم گشتہ ما بر کند شاید  
بآہ و ناله میجوید نظیری بر درت تراست  
سکندر صفت نمی آراید و عالم نمی گیرد

ز بیداد تو حرف مہر را نام و نشان گم شد  
ز مہر بواہوس گرد و لذت عاشق نمی گردد  
سحر بیتے معنی می سرواز تو بیا د آرد  
کتاب حسن اجز و محبت از میاں گم شد  
طفیلے جمع شد چند آنکہ جائے بیہماں گم شد  
چنان شوے بر او دم و وقت و شان گم شد

بنالشیخو استقامت جاد دولت افتادہ از چشمت  
پس از عمرے شدم عرضے کھنڈان بپیش آمد  
متارے دیر اگر داریم بر مارو ممکن ز آہر  
ہوس تیا فنت رواز من مزاج کار با برگشت  
ہوس زاد فراق مرحمت خواب گراں بگفت

اگر برسد کسے حال نظیری را بگوئید  
کہ در دست آں مرغے کہ شب از ہشتیاں گم شد

ز نگہت بھری شوقی یارے خیزد  
بروئے یار نگہ رنجمے بیزے افتد  
سحاب دل شدہ در کوہ سارے گردو  
بہ دستگیری عشاق نا تو اں احوال  
تنے کہ رفت ز پا بر عذارے غلطہ  
ناز وصال ملولان طلالے گیرد  
سملع رندی و گلگشت لذتے دارد  
ہمیں کہ طائر فرصت رسید صیدش کن  
ہمیں کہ قسمت خود یافتی غنیمت داں  
دریں ہوادر خلوت حکیم نکشاید

جہاں بھوشست نظیری قلم بجلوہ در آں  
کہ شکار ز سیر نوک خارے خیزد

چہ شور بود کہ عشقت بمن کرامت کرد  
حدیث من کہ ز مجموعہ وفاے تو خواند  
بکعبہ دل من عاشقان نماز آ رند  
بہ نماز گنم صمد ہزار سجدہ شکر  
فضائے کفر آدمی گنم کہ بر من عشق  
نثار دیدہ تصدق دہم کہ بخت جوان

مزاج عشق نظیری حریص سودا ہست  
دریں معاملہ نتواں ترا ملاست کرد

بے تو بر بال و پر مرغال گلستان تنگ بود  
حال آن گل گشت صحرائی که من کردم پیر  
بے تو بر چشم نمک بے سخت باد صبحدم  
سایه مخنوں میشد از دایه که من کردم گذر  
نامہ دشمن طالت بے تو بے برد از دلم  
گر مردم از غلط دیدنت از من مرنج  
پیش ازین چیزیں نظیری شویش و مستی تدرست  
تا نبودی جام بے ساقی و بے رنگ بود

تذییرانی و جام با تو ذوق گفتگو دارد  
تو شمع بزم کس گشته صحبت غنیمت داں  
حرارت از برای من گرم بسیار بے باید  
کدام مجلس و سلمان که میخوردن بیاد آرم  
بیدستی من و دیگر متهم دارد مرا ساقی  
سز و گربا غماں در بای بے باغ از ناز بکشايد  
کدام پس بود جام لطف کے دادی نظیری را  
هنوز آن تشنه لب آب غریبی در سبزه داد

روز آن آید که با صد خواریم برد رکشد  
بر سر پروانه شمع از بهر آن سوزد که هست  
پیش جانم داشت کز کف فتنه باقی نماند  
از درش قصد بچ کم کردم خود انتم که او  
غم که هر شب مجلس افسرده رویش داشت رفت  
چاره کز بقراری تشنه وصل ترا  
از فراق اشب نظیری مجلسم مانم بکشد  
بوسه خون آید چو خودم شعله در مجمر کشد

منم مرغ اسیر مضطرب زیم جان خود  
دل از امید وصل بیم بجز آن کرده ام فداغ  
ز قوت خویش یا بکم طعم نه هر و شکر یا گویم  
نه ذوق دانه دارم نه امید آتش جان خود  
نشسته گوشه وارسته از سود و زیان خود  
کزین نیت انتم پرورده خیر استخوان خود

صوت بلبل در حیم باغ بے آهنگ بود  
لاهارا در تیر هر رنگ پرغش چنگ بود  
گر چه مروارید بے سائید هر جانگ بود  
کز خیالت خیل صد لیلی بقدر فرنگ بود  
آنچه بر بے حید رنگ سینه ام رازنگ بود  
بانشاطم خصمی با جان سختم جنگ بود

بباغ روزگار آن خود مشامخ کهن سالم  
 بنزد محمد و بیگانه غیب خویش می گویم  
 درم ز کوه بر لب می کشاید یاد نویدی  
 که خود می سنجم و خود میسر انجم داستان خود  
 بشمن می دم از سادگی تیر و کمان خود  
 کسی کو تا زنده قفل خموشی بردمان خود  
 نظیری صبر کن کس بند ز دل بگسلد روزی

هنوز امید وارم می کند ضبط زبان خود

تبسم لب از خرم خشم و کس گردد  
 کند بدیده شکر ریز اشک تلخ را  
 از ولایت آسایش ابد بخرم  
 چو یاد از سر عالم بجهد بر خیزم  
 نه قبله دافتم و نه کعبه کا فر عشقم  
 گفتم که جا مده تقوی و رند گویندم  
 کرمه اش گره از ناز بر جبین گردد  
 بخنده که از وزهر انگبین گردد  
 جراحه که دلم یک نفس غمیں گردد  
 اگر دمی بن از مهر پندش گردد  
 چو سجده پیش بت ارم قبول دس گردد  
 که دست کسیت که پنهان فراتش گردد  
 سخن طرازی و دانش هنر نظیری نیست

قبول دوست مگر ناله حزیں گردد

دل را نور رحمت از دایع جان فرو گیرد  
 دل پر حسرت دارم که هر جو چشم بختایم  
 ز بس مایه بیم و کیش طاقت نا و یک آهیم  
 ز غور سندی مدان کن بیتی بر بستر نیم بپایم  
 در آن ساعت که آهیم گرو را از چهره افشاند  
 بحسرت می سپارم جان به بند از گریه خیم را  
 شهادت خانه نام را بر تو ایماں فرو گیرد  
 سر شک گریه از دیده تا دلاں فرو گیرد  
 خاش سینہ ام را سونش پیکان فرو گیرد  
 سرم را اضطراب زانوے حواں فرو گیرد  
 جراحتهای اهل درد را جریاں فرو گیرد  
 که در اشک بیفتد و هر را طوفاں فرو گیرد  
 اگر آید بجز یاد تو در خاطر نظیری را

ز دل تا بگذراند صد ریش نیاں فرو گیرد

نمان آنکه کردم قطع امید از یاد خود  
 بر تن از حرم برگشت حاجی از حرم آمد  
 تو ز این کافری دال طاعنم خواهی تلفانی  
 غفلت کرد در نیاسی وین ایمان شود ملت  
 ز کمال عیارم در وقت دوستی خالص  
 لب تید واری لبه ام از حرف نیایابی  
 نهادم در حرم کسے او رنگ هزار خود  
 من و اخلاص عرض بندگی و کسے یار خود  
 مرا کارست با صدق دل امید وار خود  
 ندانم نقص در بنیاد عهد استوار خود  
 گرم صد بار بگذاری بخودم از عیار خود  
 محبت می کند نوعی که باید کرد کار خود

نظیری از تو در غول زینت هر دم از صیدے  
تو هم فتراک را آراشته ده اند شکار خود

در بروئے عیش تا بستیم دیگر وان شد  
در گریبانے که غم آویخت کمتر شد درست  
تا غم از ویرانه ما راه آمد شد کشتود  
همچنان مکتوب ناکامی بهم پیچیده ماند  
سعی کردم تا مگر از عشق بردارم دے  
اضطراب از بهر حال بردن بے پروانه کرد  
صد کلید آور دخت و قفل این درو ان شد  
خوشدے کم و خفت داماسے که بحیر وان شد  
دیدہ شمع امید ما ز صرصر وان شد  
ناله سر بسته مایه جاسر وان شد  
قطره خون ناله از رفسے افکار وان شد  
پیچ و تاب شعله اش از بال و از پروان شد

آنکه شب خواب نظیری را بقول بست بست  
پیچ کار بسته او زان فسول گرو ان شد

دل منیدانم کجایں آستانه مے کشد  
بهر موتیم دار و خروشه از و داغ  
دانشتم در سینه پیکان خدنگ کارے  
میکند که سودگی سیرے بگر و خاطر م  
قصه دارشکی امروز پیش دل گذشت  
بر سر باز از جان بازی کجاں آ وینخم  
مرگ مے بنم که با بجر اں عنانم مے کشد  
بهر پیوند تو از رگهای جانم مے کشد  
دست غیبت این زمان از ستونم مے کشد  
گریمیم پائے زخم خون فشانم مے کشد  
طرفه حرف نا امیدی از زبانم مے کشد  
دست خیرت بشکنم هر کس کانم مے کشد

میکشم سر از کمند او نظیری بعد ازین  
گر بعد از بخیر آن نا مهر با نم مے کشد

بر قفا چه هست نمی افتد چو این در و ان شود  
آنکه او در کلبه احزان پسرم کرده یانست  
دوست دارد از غریبان ناله بیچارگی  
هر که میخواند که منشور خراباتش دهند  
زوهه خوبی زمانه غنچه همانا لائق است  
شد بهار عمر نایبخت است انگور م سنوز  
غمزه آن کو به آرام یا هم آید بکار  
آن زمان درگاه باشناسی که صدرت جانشود  
تو که چهرے گم نه کردی از کجا پیداشود  
عشق تیغ ابد که کشتی غرقه درد ریاشود  
باید اول خانماں بر هم زن در و ان شود  
پرده مابسته ماند پرده او و ان شود  
نیست معلوم که آتش سر که با صبا شود  
حلقه آن در بگیسم وستم از کجاشود

نظم نظیری راست بر جانے نظر انگارده ام  
وای که کرد و ز جزا چشم و دلم گویاشود

ہر گلے رنگے و ہر مرغ نوائے دارد  
 یک شکر کام امیدم ہمیشہ کج دہشت  
 نرد خود ہر گسے فرہمائے دارد  
 برہن ہم دریت کدہ نو میداشد  
 درہر خانہ زنی خانہ خداے دارد  
 حسن ہر جلوہ کز جالے دولت را برود  
 از پیش گر بروی راہ بجائے دارد  
 نیست در حلقہ مستان زمین آلودہ ترے  
 اہل ہر سلسلہ انگشت نمائے دارد  
 تازہ خورشید وصالش بفراق افتادہ  
 ہر کہ برین گذر و طعن خطائے دارد  
 بفسون و ہنیش با راقامت مکنش  
 کان سرچشمہ عجب برگ گیائے دارد  
 تا نامہ غلط مہرہ فلک سے بازو  
 گرچہ خصلے بہند ذوق وفائے دارد  
 حذر از شہرت خونریز کسے باید کرد  
 کہ اگر کشتہ شود نوحہ سرائے دارد  
 بمن آں کن کہ سزاوار جمال تو بود  
 شمع در سوزش پروانہ سرائے دارد  
 غم مخور الفیت معشوق نظیری با تست  
 بود ہر ذرہ بخورشید بقائے دارد

گر تشنہ بر غم میرم عجب نباشد  
 با صدامید خواندند کہ انشطار سوزند  
 رحمتی نمای تا جاں بلب نباشد  
 صہبائے بازو اندر مست شوق کردند  
 چوں در غمے کشا ینکاش این طلب نباشد  
 من یک بہیب ندارم دیگر بر در بخت  
 گوئید لب کشودن شرط ادب نباشد  
 جوں و کتے بہ بینند آ مرز شے نمایند  
 یک مدعا سازند تا صد سبب نباشد  
 یائے اگر نغزو جائے طرب نباشد  
 ہر تزلزل تو انگر لذت نیا بد از عشق  
 غم نیست عاشقان اگر قوت تب نباشد  
 از عقد ہائے دوران دل بد ممکن نظیری  
 آنرا کہ وا گذارند جز از غضب نباشد

آں بخت فتنہ جو کہ تو دیدی بخواب شد  
 گلاوہ ہوا و ہوس رنگ وا گذاشت  
 وال کہ حوت سوختگان داغ کردہ بود  
 در بحر شوق کشتی دل ریسماں برید  
 خال و خط عروس طبیعت خراب شد  
 ایں نور سنبل و گل ہر کشور سے نجاست  
 میرفت تا بر آتش ایشاں کباب شد  
 و احم کسے بقافلہ بودہ است یا ساں  
 در کوئے یار خمیہ تن بے طناں شد  
 تامل و خطا کلام گیا مشک ناب شد  
 بیدار شو کہ چشم رفیقان بخواب شد  
 تا مستعد شدیم دعا مستجاب شد  
 تا مستعد شدیم دعا مستجاب شد



مستی چہ خوب کرد کہ اس پر دہ برگرفت  
 رخسارہ حقیقت مابے نقاب شد  
 تاریخ واقعات شہاں نانوشتہ ماند  
 افسانہ گفت نظیری کتاب شد

دوراں میں حسرت ہمہ در ساغر ما کرد  
 نکشود قضا شست کہ آب نکشیدم  
 بازوئے ہندوارم و اقبال ندارم  
 فریاد بر آرم ازاں یا رشید  
 خود طلعت خود دیدہ دگر پردہ برزند  
 با آنکہ لبش داد منادی محبت  
 ناوک گلے بر سر ہر راہ نشاند  
 دشمن بارم افکند و دوست با آتش  
 چندین سخن عشق کہ گفتند و شنیدند  
 بزند بجائے پرو بالش سرو منقار  
 بر سر چہ نہادیم دل از دیدہ جدا کرد  
 بروست ترم خورد خدنگے کہ رہا کرد  
 می کوشم و کارے نتوانم بسرا کرد  
 کو از ازل اس شعبدہ چرخ رہا کرد  
 خود دقتہ خود گشت دگر فتنہ بیا کرد  
 نہ بر سر ہر آمد و نہ عہد وفا کرد  
 در عشق گندم بگل و بست و رہا کرد  
 باینہم حدیث کہ گویم کہ جفا کرد  
 کس حق محبت نتوانست ادا کرد  
 مرغی کہ بلن از سیر این شاخ نوا کرد

خو سندن بتلیم و رجا گشت نظیری  
 مسکین نتوانست خصوصت بقضا کرد

نہ زہدم بکف بخت عنال مے آید  
 نہ مرا بازوئے قائم نہ مرادیدہ راست  
 تو کہ آسودہ دلی از نفسم سود مخواہ  
 سخن مردیم دیوانہ حقیقت دارد  
 عشق در مملکت عقل چو سلطان گردد  
 میکنم شور و آواز خانہ غلامی برود  
 ہمہ بر خویش ز بیم دم آخر لرزند  
 مرد در گاہ و سیرا پردہ عزت باشد  
 وصل جویان تو بر بونے کیسے گرد  
 طاقت جو رو جفا نیست تنک حوصلہ را  
 نہ بزور مہ دولت بجاں مے آید  
 ہمہ بے قصد خدنگہ بنشاں مے آید  
 منکہ شوریدہ ام آتش زباں مے آید  
 در عبارت بہ اشارات نہاں مے آید  
 روش و عادت دیگر بیاں مے آید  
 میدہم خیر و آزار راہ زیاں مے آید  
 جائے خوفت کہ کشتی بکراں مے آید  
 ہر کہ دامن بسرا بے کشاں مے آید  
 کہ از بونے تلف کاری جاں مے آید  
 گریہ چوں نکند دل بفاں مے آید

اینکہ با طبع شبابست نظیری چہ عجب  
 میرود پیر بیجانہ جواں مے آید

بیگانه رود شود بدر آشنای رود  
 از خاکبوس کوته تو تار کاشیده ام  
 احرام عهد روزان زل کعبه کوته تست  
 صهبای زانیش زاندا زهی دهند  
 عشاق ناز حسن نه از زان خریده اند  
 شادی که غنیمت می کشی و دم نمی زنی  
 عشق آمد و تمام بگو شمع در وں دمید  
 این حاجیاں ز دور صدای شنیده اند  
 زان بحر خون زن چه کم آید اگر شب  
 عریاں تنی عارف معنی جلال اوست  
 پیرهن نسادگی از بر فلک ده ایم  
 غمگین مباحش زود نظیری فرح دهند

چون بنده مطیع همه بر رضا رود

دل که تو شد بریده کم از سنگ و زون بود  
 قهر تو ناگهان بسرا مسبب نداشت  
 ناسازی فراکت طالع بسو شکست  
 چشم و دماغ مردم عاقل گرفت بود  
 عقلم که امتیاز گهر استخوان نکود  
 گر میل براه نامه و قاصد نمی شکست  
 معجز فرو گذاشت ز سر کان گل غدار  
 گفتم که عهد بستن و تنها گذشتن  
 حسن تو در تران زوای ابرو بل فرقت  
 گفت آنزماں که غمزه ام این ماجرا نوشت

اے طائرے کہ نامہ سونے دوست میسری

گر برسدت کہ بود نظیری بگو نبود

ساقی قدر نداد و سفال سپید نبود  
 چندانکہ جرعه چشم آبرو نبود  
 میخاست بوسه فرشتہ اقامت بخشود  
 از فرشتہ چہمہ راہ برال خاک کو نبود

دندان زد و نهر از رنگاه گرسنه بود  
در باخت دل بعشق مقمهر آنچه داشت  
از میقلاری دلم ابر و ترشش نکرد  
تا جرعه نداد که اسرار دوستی  
تا صبحدم عنم عنم بود بر زبان  
تا زان حسرتی که در دل من میفروش کرد  
بس آرزو که داشت نظیری سخته گو  
امروز گنج یافت که در آرزو نبود

صبح بنال راه فلک بر بسته اند  
حرمان تو ز بهمت کوتاه بین تست  
سرمایه شناخت چراغیت داده اند  
بر تشنگان باز بجلی برائے چیت  
ما می رسم رخسار ترای فکری ده اند  
عالم ز ظلمت شب حرمان سیاه شد  
مکتوب دوست دار می مارا جواب نیست  
هر مرغ بر هوای گلک آشیان نهی  
تا چند نمود خام نظیری سر و فتن

دود بر آرزو زین محرم بسته اند

حسن جنبید ز خواب و مثره بر هم زد  
هر چه در پرده نهان بود هویدا کردند  
بے محبت نمودند اجابت هر چند  
مطلب جمله ذرات زجا بر بستند  
خواست آینه تحقیق بمابا بر د  
غرض آن داشت که از عشوه اش آنگه باشم  
عقل چو دید که عشق آمد و خو خوا آمد  
روح آزاد گزین مهر که جان بیرون برد  
سراسر فتنه نظیری نه بیار و بیرون

فتنه بر باشد و شیشه برگ عالم زد  
چه شے بود که اس قبح سعادت دم زد  
با ننگ بتیج ملک بر فلک اعظم زد  
مایه عیش چو بر خاک بنی آدم زد  
قفل کورے بدل دبدۂ نا محرم زد  
بر دروں زخم زد اندیشه ننگ زغم زد  
لب فرو بست و دم از سلطنت خود کم زد  
دست در حلقه فقر اک خم اند زخم زد  
اگر عمرے بسن گشت و ورق بر هم زد

شادی عشق تو منگامہ غم برہم زد  
شب ز دیدار تو گردید بہر آبتن  
شہد بہائے تو دکان مسیحا در بست  
کعبہ آمد حجر الاسود خالت بوسید  
تا قضا خال ہستی جمال تو بدید  
بسخندان تو طفل ندیدست کسے  
عشق و دو شاب دل آرزو کہ سوداے یخت  
دوش میخواست قدم بر من افتاده نہد  
دولت از فیض دم صبح نظیری دریافت

در ندانند بخت و احوال کہ بے جا دم زد

نہ فوت صحبت اس دوستان غمے دارد  
میان اس ہلہ جاب تعیب پوشی نیست  
بخوش بیانی ہم صحبتاں زجائے مرو  
بہرہ دفتر امید ہر کجا نکشا  
ہزار صربہ زہر خار بایں خور و ن  
ز طعن گرسنہ چشماں و لیر نہماید  
بکاوش مژہ رگہائے جانش بشکاقد  
ز خویش و اہل گذر کن کہ ملک بخویشی  
بجاہ و حشمت دنیا چرا قفا نکند

کسے کہ ہنچو نظیری مسئلے دارد

بادۂ خاص محبت کے بنا محرم رسد  
وقت عارف شب نگو گرد و کز خوبت عام  
یافت گردیوانہ بجائے تعجب بہر چیت  
زاد مسکیناں برہ بر دار کاب ز ندگی  
برگیل ما براگر ہرگز نہ بار و خور میسم  
شکر لبت کز خوش و ناخوش بیادش میرسم  
ہر کجا تن چاک گردید از نمک لپا شیتیم  
محرماں را دوستگاہے از قفائے ہم رسد  
یکدل بیدار در فیض ہمہ عالم رسد  
از عجا بہائے دوران یور اقام رسد  
تا سفاں خضر باشد کے بجام جم رسد  
مزرع نمناک مارا خوشہ از شبنم رسد  
بس ہمیں شادی کہ مارا از ضیبت غم رسد  
زخم مابے باک جاناں را کجا ہر ہم رسد

عشرت ساغر پرستان زنده دارد مرد و را  
سورگرد و در سراسے ما اگر ماتم رسد  
سودے از طاعت فروشیا نظیری بر بندشت  
هرگز اسراییه رد باشد کفایت کم رسد

## رویت الدال

برخوان من نمک بلاحت نشد لذیند  
صد بار تا شوخت جراحت نشد لذیند  
هر کس بے نداد و اے تکلف  
در کام او شراب اباحت نشد لذیند  
در بحر و بر بحر الم تلخ و شور نیست  
جز بر امید سود سیاحت نشد لذیند  
تا جبر عشق خانه بدریا شناور است  
نحنت جز از تصور راحت نشد ازیند  
رخسار خوب را بوفاق قدر و قیمت است  
تا صبح دم نزدیکی بر جبر احتم  
لذت ورق زکاک نظیری گرفته است  
در نامها سخن بفصاحت نشد لذیند

## رویت الرائ

بزم خاص است در و نکته بدستو بیار  
معنی و در طلب کن سخن دور بیار  
تلخ روئی مکن و توبه شیرین بشکن  
رخ چون حورنداری سخن حور بیار  
چشم وایافته داری خبر وصل بگو  
دل افروخته داری دم پر نور بیار  
رازدل فاش مکن پرده آن غمزه مدر  
محرم سترشده نکته دستور بیار  
مطرب بزم جگر سوز سرودے دارد  
شکر این مشت نمک سینہ رخور بیار  
قصه وصل بگلبانگ غزل انشا کن  
راز دیرینه بیار وے و ظنور بیار  
بکر هر لعمه که در پرده نے مستور است  
مست و مجنون کن و آشفته و پر شور بیار  
این غزل در صفت ایوان شهیدال برخواں  
زال محک گاه افاضل خطا منشور بیار  
گل و زنگ قهوج و شیشه نظیری دادند  
خبر از خواب دماغ و دل مخور بیار  
لے صبا از گل عطار نشانے بمن آر  
وز گلستان نیا پور خزانے بمن آر  
خط رخائی جا وید بعالم ندهند  
بگذر از عالم و منشور اما نے بمن آر

فرستم نیست که ز سنگ قضا سرخارم  
تیر بار آن ستم از پے ہم چند رسد  
ہر نشانی کہ بسو داشت دہی سود و دہد  
کشت زار طرب ہم تشنه آتش شدہ است  
چوں شرور دل شکست جانان سخم  
ملک گیران سخن سکتہ بیاطل زدہ اند

دلم از صنعت الفاظ نظیری بگرفت

از دم پرہیزی سادہ بیائے بمن آر

فارغ ترازد دل تو ندیدم دل دگر  
گو مرغ سدرہ را بجستی مانے کہ باز  
ہر مشکے کہ عاجزی مابیاں کست  
از آب و گل غرض شجر قامت تو بود  
از نور محفل تو جہاں در گرفتہ است  
خاطر بہتہائے جمالت نے رسد  
از مانتاب روتے کہ غیز جمال و ست  
مستان اساس میکدہ زیبا نہادہ اند

ساقی قدح بکفت تو نظیری نظر بغیر

دوریاں ندیدہ است چو تو غافل دگر

طلوع بادہ ز شام و سحر در بے مدار  
اگر گنج سربیل باغبان آید  
حیات تلخ مدہ عیش خوشگوار بگیر  
بشکر آنکہ حدیثے چو انگبیس داری  
ترا بہ پیش کوتاہ خویش نتوان دید  
درون جانی و در پردہ ز مردم چشم  
ہمیشہ چشم باحسان آشنا دارد  
جراحت دل شوریدہ خشک می گردد  
بیان شوق نظیری دراز نشانیست

ز خاک جرعه خود چوں قہر در بے مدار  
بگو کہ آب رزا ز جام زرد در بے مدار  
چو عشق تیغ کشد جان و سر در بے مدار  
ز سائلان ترش و مشکور در بے مدار  
مگر ترا بتو بہیم نظر در بے مدار  
جمال اگر نہائی خبر در بے مدار  
ز خاک کشتہ غربت گردد در بے مدار  
از دل دوزخ سید مشک تر در بے مدار  
بیاض چہرہ ز خون جگر در بے مدار

دام دے زطائر وحشی رسیدہ تر  
 تا آل خدنگ قامت از آغوش من برفت  
 خوئے که حکم بود بریزد خطا نشد  
 آنجا که شخند آتو بدر گاهے رود  
 خورشید از کمان تو یک تیر مے کشد  
 دندان زده ہزار امیدم بدر گہمت  
 خار کے کہ در رہ تو بخاطر شکستہ بود  
 در کام ناروائی عشق پری و شے

نازاں مرو کہ بار علائق گذاشتی

ہستی تعلقست نظیری جریدہ تر

ہر دم از زلف تو دارم کافرستانے دگر  
 با قولی با حسن رخسار ترا ز دیدہ است  
 چاشنی میخ آں لب از مذاقم تے رود  
 نیت ہم دعویٰ حریفے حسن تنہا ہر ماں  
 چاہے بالویش طرح ترکتا ز اقلندہ است  
 تا برول آرد سرے از لوح پیشانی او  
 حسن ہر سود لباس صورتے پنہاں نشود  
 پیش چشم گروم از عذر خطائے خود زند

درد نایابی و نادانی نظیری مشکل است

غیر خاموشی ندیدم ہیج در مانے دگر

درد دل را مے کنم با صبر پیوندے دگر  
 اعتمادے نیست بر غیبے کہ تقصیرے ندید  
 گر چہ میدانم قسم خوردن بکانت خوب نیست  
 یائے تا سر دیدہ ام از شوقی خسارت کہ هست  
 پیر کنعاں با کہ گیر دانش در بیت الحزن  
 چوں بشرم بخششم کشتی حلاوت ساختم  
 تاب مے آری کہ از کف مے نہی آئینہ را

ہر چند دور تر ز کساں آسیدہ تر  
 پشتم شکستہ تر شد و قدم خمیدہ تر  
 چند آنکہ و پشت دامن عصمت کشیدہ تر  
 شاہد ز عاشق است گریبان ریدہ تر  
 ماہ از تو کس ندیدہ تمام آفریدہ تر  
 از سگ گزیدہ سر کویم گزیدہ تر  
 ہر چند بیش کا قمش شد خلیدہ تر  
 از سحر کردہ ایم با فسوں رسیدہ تر

دہمدم نوئے کنم از رویت ایمانے دگر  
 خون توئی گر سر بردار از گریبانے دگر  
 گدہ بگردانم زبان را در نمک دانے دگر  
 رخ می تازد ز میدانے بمیدانے دگر  
 گوئے دیگر میزند ہر دم بچو گانے دگر  
 طفل گر دو عقل ہر دم در دبتانے دگر  
 عشق ہر ساعت در آویزد بدمانے دگر  
 مے نہد بر رے آدم خال عصیانے دگر

بر طبیب خود تغافل می زخم چندے دگر  
 ہست در میان کستن ہر بوی مے دگر  
 ہم بجان تو کہ یادم نیست سو گندے دگر  
 ہر سر شکمے تو چہ ہم از زو سندے دگر  
 بوسے یو کھارا انے یاد ز فرزندے دگر  
 کیس مروت نیست با طبع خداوندے دگر  
 از جمال تو ندیدم جز تو خرسندے دگر

شکوہ و شکریہ نظیری عکس کین و مہر تست  
آئینہ منما کہ طوطی نشکند قندے و گدگر

بر بیر جمی دلی داری دل صیتا دازاں خوشتر  
بجو قیدے نداری باوجود حسن و زیبائی  
نہرب خوبی کہ داری دایم و آزا دازاں خوشتر  
ز خوبان خوش بود مہر و وفا بیل دازاں خوشتر  
کہ خاموشی خوشتر می آید و فریاد دازاں خوشتر  
بنائے کوکبیراں نہ دنیا دازاں خوشتر  
برو جائے گزافشا ندیم صد حال دازاں خوشتر

نظیری جذبے باعث نصیحت میکند خاصیت  
اگر فیض نداری عشق مادر زاد دازاں خوشتر

اے مطرب جان سوخت دلم پر وہ دگر گیر  
راہے بنوا زن کہ غم عشق داز آید  
تا سر برو دپائے ازیں مرحلہ بر گیر  
ہاں لے بٹائے بلبہ پرداختہ تر گیر  
یار دم گرے شو و چوں سوختہ دگر گیر  
تا خون جگر سیر شو و خون جگر گیر  
کاسے کہ از و ساختہ تر گشت بر گیر  
بگذر زمراد خود و مقصود بر گیر

دل را دل شب طالب فیض است نظیری

لب با زکین و ساغر لبر نہ سحر گیر  
چشمیں بر لہے میر و مہر گان ثنا کش نگر  
دائے کہ زلف انداختہ در گردن سیمینش ہیں  
شرم از میاں بر خاستہ مہر دماں بروقتہ  
تصد فریبے می کند دے غزلے می حمد  
از کوی معشوق آمدہ شوریدگان رطلقہ آتش  
دل برودہ در دل باختن معشوق پیشہ ہیں  
و جشی غزلے کہ حیارم در سیاہاں می خورد

در سینہ دارد آتشے پیرہن چاکش مگر  
خوسے کہ مہر گان ریختہ بر دامن یا کش مگر  
گفتار بے ترش ہیبت ختابیا کش مگر  
آں چشم آہو گیر را با زلف سیا کش مگر  
از صید آہو میرسد شیراں بقتہ آتش مگر  
بگرفتہ در انداختن بازوے چالا کش مگر  
رام نظیری میدشو در مہوش واد کش مگر



آئینہ صفا بدم لے صفا مہر  
دلہائے پاک معتقداں راز جا مہر  
بیگانہ رادروں مگذا آشنا مہر  
گر سایہ ہمرہ تو شود از قفا مہر  
سیمائے حسن متکین و رنگ حیا مہر  
خارست سمن شود بگذا رصبا مہر  
گریاں مباح و آب رخ کار مہر  
نازک دلی بسر نرسائی غنا مہر

حرز جمال خود ز نظیری طلب نمائی

جز سوئے حفظ خاطر و التجا مہر

بر کردہ سر پلا ز گریبان روزگار  
زلفش ر بود از خم جوگان روزگار  
عشقش ہم زدہ سرو کسا مان روزگار  
خود را فلندہ بر سر طوفان روزگار  
بشکستہ خامہ در کف دیوان روزگار  
صد بار گفت جان تو و جان روزگار  
خود را نکرده جمع پریشان روزگار  
درو محبتش شدہ در مان روزگار  
زخم نشسته بر سر پیکان روزگار  
دستم نئے رسد بگریبان روزگار  
در حسرت فروغ شبستان روزگار  
سرگشتہ ام میان بیا بان روزگار  
زخم گذشتہ از سر جولان روزگار

گوئی کہ کام کو دک ویتان مادرست

زخم نظیری و سر پیکان روزگار

یہ روز با مے تلخست قند را چہ نخبہ  
ز شیوہا مے سمند و سپند را چہ نخبہ

نشیں بشاہد آب رخ پار سامیر  
دور از طریق تہمت اگر حبیب مریم است  
از کوئے چوں بجانب خلوت و انشوی  
تا زخم طعن زن بخوری در سرائے خویش  
آئینہ ات ز ہمنفاں تیرہ مے شود  
تلخت شکر شود بلب انجکیں مدہ  
نالال مگر دو قیمت مار اسک مساز  
بودن بطبع خوش منشاں کار شکل است

افلاک فتنہ زادہ بدامان روزگار  
سیب ذقن گوئے بگوئے آفتاب  
گاہے کہ عقل بر سر جمعیت آمدہ  
دل چوں شناور سکے عزیزش زلف و د  
از سر نوشت ساتی دوران ماقضا  
ایزد چو کر و عامل چشمانش فتنہ را  
نا بود تا نگشتہ بسووائے زلف او  
شور ملاحتش شدہ داروئے زخمہا  
انفال کہ جائے بودن و جنید خم نمائد  
از قہر حبیب و سینہ خود پارہ مے کنم  
صبح اجل رسید و پر و بال مے زخم  
راہے بسوئے قبلہ حاجت مے برم  
جولان افتخار از اں سو مگر کنم

مے است چارہ غم ہر شمن را چہ خیر

سماع درو کشاں صوفیاں چہ میدانند

نیزیر شاخ گل افنی گزیده بلبل را  
ز دست که کشائیم ماتی دستاں  
ہزار دام تصور نہیم و برداریم  
بخاخص و عام نہدایغ بندگی عشقت  
ہزار شیخ و برہمن ز کیش و دین برگشت  
بے علاج نمایندنا شنواں  
نہد عشق نظیری خجستگان افکنند

ستارہ بد و سخت نشزند را چہ خبر  
چشم زخم خلق را با حسن و زافزون چکار  
از عتاب و لطف می بالند شقایق عشق  
در عجبانہائے طور عشق حکمت ہاگم است  
کار ما اگر دش طاس است نقش کعبین  
دولت و اسگی ہرگز نماید رونوشت  
در بیابانے کہ خوبانند ہزن رہبر است

سادگیہائے نظیری دست حد تدبیر است  
عشق چون کمال فرجند با قلا طوں چکار  
ہر روز ہست نالہ مرغان دراز تر  
پیدا است عشق مجلیاں را در چہیت  
داند زیر کال ہمہ زاری کہ در چین  
چند انکہ روز نرگس جادو بخواب رفت  
قانون شکست مطرب مارا و ہچنان  
کے دست مابد امن آزادے رسد  
گلزار بے وفاتر دگل بے نیاز تر  
مے جانگداز و مطرباں جانگداز تر  
شد بے بقا تر آ مکہ برآمد بناز تر  
شب شد سہر شوختر و دیدہ باز تر  
ضربت ز ضربت دگر شش و لواز تر  
ہر روز ہست سرور و اس سفر از تر

برصوت خود مناز نظیری کہ ہر کہ رفت

دستاں بدوق تر شد و بستاں بساز تر

یکبارہ در و فنا بر آورد  
یا محرم کعبہ صفا سکن  
گر نقش بدیم خامہ سر کن  
اس مہر قدیم را سر آورد  
یا بر سر کوسے بت گرا آورد  
ورس طر بجیم مسطر آورد

پیرا ہن گل ہزار رنگ است  
طوفان چہار موجد داری  
گرمست بدیم بادہ کم دہ  
ور از ستر و شور ما بہ تنگی  
اے ہادی کعبہ نظیری

امروز برنگ دیگرش بر  
فرداش برنگ دیگر آور

تعلیم پیام دل آگاہ نگہدار  
تا دامن گل پر دہ گلزار وریدہ است  
بر من کہ حریفان صبحی سحر و شند  
شد عشق کہ از منزل جانان خبر آورد  
مجلس ہمداد است و محبت بتقا ضا  
عاشق ز کجا و سخن صبر و جدائی  
با خجستگی جرم از در عجز و زاری  
زند ان وطن بہ کہ گلستان غریبی

خواہی کہ ہمیش شود شوق نظیری

از پیش خودش گاہ براں گاہ نگہدار

امروز کار و بار جہاں را خراب گیر  
دریاب سرخوشان چمن را بہر صبوح  
از سر و سر فرختہ صوتِ حزین شنو  
جز مہر دلبری کہ قوامِ حیات از دست  
ہر وقت بد کہ دے دہد آبِ سیل داں  
اشعار خوش بگو و جلی بر ورق نگار  
خواہی ز کشف خلوتیاں با خیر نشوی  
خواہ از طریق میکدہ خواہ از رہِ حرم  
ہر ذرہ را بقدر طلب نور دادہ اند  
فردا اگر بدوست نظیری حساب نیست

فرو کہ شنبہ است شگون از شراب گیر  
شب نیم بروے بستر و نرس خواب گیر  
وز شاخ بر فروختہ مرغ کتاب گیر  
تن را نمود داں و رواں را سراب گیر  
ہر نقش خوش کہ جلوہ کند موج آب گیر  
الفاظ تر بیار و شکر در کلام گیر  
جام شراب در کش و ظرف نقاب گیر  
از ہر جہت کہ شاد شوی فتح باب گیر  
در کار خویش شیرہ را آفتاب گیر  
امروز ہر سوال کہ داری جواب گیر

غم کرد فراق دید از دور  
از عشرت ناقص زمانه  
رخساره خوشدل نه بنیم  
تقصیر نشد بگریه پنهان  
زخم جگر کم که میزخم جوش  
کوته نشود سخامستی حرف  
آنجا که شراب شوق دادند  
بے زلناط ماندارد  
مشکل حال و طرفه کار  
کار تو همه بدل موافق  
از نیکوئی تو چشم بد دور

زود از تو شود غنی نظیری  
درویش یک و شهر معور

دو چاره هر که شوی جز سماع یار بگیر  
چو وعده در رسد او خود بیا دخواهد داد  
ز آب و دانه به وحشیاں برآمده اند  
تو آن درخت نه کز تو بر تو او خوردن  
حقوق صحبت او مکتب الیت کم شمار  
چو لاله سوخته دل یا چو سرو فارغ باش  
سپند بر سر آتش شود قرار بگیر  
بذوق خویش سر راه انتظار بگیر  
سرش کار نداری بے شکار بگیر  
بے نظاره خوشی گل نشان بار بگیر  
و فائے دوست متاع خوشی منجمد بگیر  
نهار رنگ مشروطه نو بهار بگیر  
شراب غیر نظیری خمار می آرد  
قدح ز ساقی بیگانه زینهار بگیر

### روایت الزاع

از طور صلح و عریه بیگانه ام همنوز  
صد پیش تلخ خوردم و صد نوش ناگوار  
فریاد مطربان بسیر خم فرو نشست  
بس قلبها بدل شد و بس کیشها دگر  
تا هست پیر و یرده فیض بسته نیست  
بر آتش تاخته پروانه ام همنوز  
دردنهار مست به پیما نه ام همنوز  
خوفائے عام بر سر دیوانه ام همنوز  
روئے نیاز خلق یویرانه ام همنوز  
از کعبه می برند میخانه ام همنوز

اختر دلیل و صدق سبیل و قضا و کیل  
 ہر چند کہ بگوئے بر ندم بجا ریت  
 تصنیف عشق و معنی ترکین بیکر است  
 ہر شفتی و عقل بستی بروں بزم  
 در بند فال و سنجہ صد و اندام ہنوز  
 آئین شہر و زینت کاشانہ ام ہنوز  
 من شرج حکمت ز صد افسانہ ام ہنوز  
 مردم گماں بر ند کہ فرزانہ ام ہنوز  
 بازم بزم وصل نظیری چہ لے بری  
 در انفعال گر یہ مستانہ ام ہنوز

شوریدہ است آب و گل قابلم ہنوز  
 گہ چہ میخراشم و گہ جامہ میدرم  
 صد بار عید آمد و آدینہ ما گذشت  
 صبح نشور دم زد و من دم نمی زخم  
 ہر صبح در سرانغم و ہر شام در رہم  
 با ہر چہ احتمال قبولست مے کنم  
 با آنکہ دعوت دو جہاں میکنم چو توح  
 صدرہ مسافر ہمہ کس از سفر رسید  
 دیوانہ ہمے برد از مشرب ہم ہنوز  
 سودا ز قلمت است بروں از تخم ہنوز  
 شنبہ بروں نمی رود از بخت ہم ہنوز  
 ترسم بہر نیامدہ با شد شہم ہنوز  
 اندیشہ بے خبر دہ سوئے مطلب ہم ہنوز  
 قعیس نہ کردہ پیر مغاں منصب ہم ہنوز  
 در خانہ بے رواج بود مذہب ہم ہنوز  
 پیدائے نشو و اثر یا رہم ہنوز

عشق بلہو و لعب نظیری ز سر نرفت

افسانہ خندہ تلخ کند بر لبم ہنوز

خمش ز لایہ کہ طبعش مشوش است ہنوز  
 تجملہ کہ مزاجش با اعتدال آید  
 بر آشنائی طفل من اعتماد نیست  
 شبہ بمیکدہ اش برقع از جمال افتاد  
 مگو براستہ جہاں عشق بسیار است  
 بمیکد وز خم کہ خوردی ز حسن ہن مباحش  
 شکر بخور ممکن شعلہ کش است ہنوز  
 میان عقو و غضب در کشاکش است ہنوز  
 فرشتہ خوست علی آسمان و ش است ہنوز  
 قرا بہ آب نشان جام و غش است ہنوز  
 کہ اس شکستہ ز رنگ و نورش است ہنوز  
 کہ در کھیں کہ ابر و ککاش است ہنوز

نجات نیست نظیری زد ہر بو قلموں

اگر چہ ریخت گل ایوان نقش است ہنوز

چرخ پردہ نیریت تم تش بیز  
 شفقش خون مردم دانا  
 ہر طرتے برد ہر اسانم  
 نہ مگرے در و نہ جائے گرینہ  
 نقش ساغرے ز خوں لہرینہ  
 قہر مرغ با پلار کس تیز

خبر نیست تا کجاکش م  
در خاک خانهای هندم سوخت  
بسلامت کس نبرد ایمان  
از دلائل مستناس و اثبات  
ظاهر از بستان منور نشود  
از اقامت شدم گرانجاں کو  
بر دقصب السبق زمین پیرے

نتوان کرد از قضا پر هیز  
یاد صفا و مکه و تبریز  
زین زمین سیاه و کافرخیز  
حسن شیریں و عشرت پرویز  
شور فرهاد و سیب شهیدیز  
طبل شب گیر و ناله بشنیز  
دیر بر رخسار منم همیز

کار در دست مانظیری نیست  
باقضایست هم مجال گریز

ذوق و جلال نظر خالص شد و خامم هنوز  
گوش و لب پرموده دیدار و قاصد در سفر  
بر آید پهلای عیدم از ابر امید  
روز مولودم فلک محضر بفرزندی نوشت  
سیر مشاد و دولت کرده ام در طور عشق  
مکر ابلیس و فریب دانه ام آمد بیاد  
از درون دوزخ زبانی بر دل اندازدم  
گرچه از محبت ز بدستی بروغم کرده اند

صاف شدی بهای من در دایه آشامم هنوز  
خانه پر شادی و در راه است پیغامم هنوز  
عمر رفت و بچو طفلان بر درو با هم هنوز  
بسکه خوارم از پدر نشنیده کس نامم هنوز  
کس نمیداند چه خواهد بود انجامم هنوز  
بارها گشتم ز قید آزاد و در دامم هنوز  
عده از خامی با آتش رفتم و خامم هنوز  
جرعه از رحم میریزند در جامم هنوز

شکر اگر کردم نظیری تلخ بر طبعش نیم  
می کند گاهی بے شیریں بهشتا هم هنوز

دلها هم بوی گل آویخت است باز  
شوق شرب و شادم افتاد در دماغ  
یادم ز خنده لب معشوق سے و هر  
در یاب کین عبیر چه خوشبوئے کرده اند  
از یکدگر گشت پنهان در ه نشاط  
شیخان خرقه پوش خراب اند زین هوا

عین بطف هرچین آویخت است باز  
سود امتناع بر سر هم ریخت است باز  
گل بر حرا حتم نمک ریخت است باز  
در باغ عطرها بهم آویخت است باز  
غم از چین بمدرسه بگریخت است باز  
در دست ابر سیمه ریخت است باز

دامان کوه گیر نظیری که از کمر  
فرداست تیغ قهر بر آویخت است باز

سر برآور بر کله داراں قباها تنگ ساز  
شاه و درویش از دل جان آرزو مند تواند  
خوبست این دزدان دل سخت تو بنماید مثل  
ما بکلی بر تو ملک دل مستم داشتیم  
با تو گشت خست گفتن ترک بد خوئی نما  
موج حمال بین و کشتی آزادی نشین  
یا اگر جورے کند بر جبهه طالع نگار  
یک نظر انگن بر آن رخ از غزل یوان برآر  
صوفی و مطرب با نکت بر خلاف افتاده اند  
با ناختن تار و پود جسم از هم کنده ایم

نیت با آسودگی چنداں نظیری لذت  
بالب بر خنده و با چشم پر نیرنگ ساز

جام گیر اختر افتاده بر افلاک انداز  
دعوی عقل جز از عشق مشخص نشود  
ما چنین دیده آلود تر ا نتوال دید  
نقش موهوم مراد دل من پاک بر لب  
همه جادام ز کیوسے تواند آخته اند  
هرگز ابد رقه این لشکر مشرکان باشد  
دیده آنکه نظر جز بجمالی تو کند  
حسن شوخ از در و دیوار نماید ناچار  
آنکه در پیرهن پاره یوسف بیند  
دوستگانی بجز نیلای سحر خیز دهند

همت از ساغر لب بریز نظیری خیر و  
مے غر و نقب بچینه امساک انداز

آں را که بر دم بند ناز  
بے رخ فرج نیابد از عشق  
پروانه نمن رسد بمطلب  
اول در زار نشین کند باز  
بے سوز طرب نیابد در سنا  
تا بال نیفتند ز پروانه

روئے بنما عاقل و دیوانه را کینک ساز  
گر سازی با لباس فقر با و رنگ ساز  
با خلیل خویش گفتا کعبه را از سنگ ساز  
حسن را بر تخت بنشان غمزه را از رنگ ساز  
با دل خود گفته ایم آئینه ربه رنگ ساز  
قهر و دران بین عریانی سلاح جنگ ساز  
سخت اگر رخم کند نه ستام و رنگ ساز  
یک سخن بشنوا زان لب زلفت و رنگ ساز  
یا صد آتش کس مدهیا ناله را آهنگ ساز  
خواه تا رنج گردان خواه زلف چنگ ساز

تا شیفہ غنڈائے غمیشی  
خامش کن اگر بچا رسیدی  
از پردگیاں غم تو او شد  
خواہی بمراد دوست باشی  
باز بگوئے عشق گفتیم  
تا کہ بسودا متاع بر ریز  
از چله شستنت چه خیزد  
عشقت حریف و ریاضت ناز

رخت از ما ببر نظیری

در عشق درست نیست انبار

نشست اختر بروں ز پرنیاں بر خیز  
زمطربار مخلص گوش ابرواں بر تاب  
مبارک است سحر روزه دوستاں دیدن  
چو شاخ گل پیوسته پیا لہ بر کف گیر  
فروغ مل نبود چاک پیرہن بکشا  
چو خال در خم زلف نگار مستکن کن  
بدل در آئی بکار و تن از بروں بگذار  
چو حال خوش شود از کائنات مستان

گراں مبراش نظیری بزم رعنا یاں

ہا ستیں بنشین و ز آستان بر خیز

سخن محو بیبا من کست امروز  
چناں سودا منرا جم رہا بودہ  
چناں اشکم بختک و تر رسیدہ  
ز بس طوفان درو با ہم گرفتہ  
سمندر عشق را زین ہر گھر فتم  
بکفر این صفتہ گردیں نہا ز م  
دو یک می باقیم عمرے دوستش را  
در بر عشرت کہ من جاں می سپارم

کہ دارم دل بجائے دیگر امروز  
کہ تلخم مے نماید شکر امروز  
کہ چو ہم مے ننوزد آذرا امروز  
فراز با ہم مے یا ہم در امروز  
مرد را مے نہم جل بر خرامروز  
نویں دم ملائک کا فخر امروز  
نگندم ہرہ را در شمشاد امروز  
نمے گرید بھر گم ما در امروز



بظاہر دیدہ گر صورت پرستست  
منم جاں را بمعنی رہبر امروز  
اگر دوراں خسرو نظم نظیری  
کشد حسرتش قلم در کشور امروز

پے تدارک تدبیر صمدی بر خیز  
گر از خمار سحر گاہ سرگراں باشی  
جماعتے گہر شب چراغ مے طلبند  
قبول زخم طلب خامہ مطیعا نست  
حقیقت ہمہ کس ثبت در جریۃ اوست  
بسوئے او چوری گوش کن گراں در تاز  
قبح ز دوست بلا ہا مدام مے نوشیم  
مینک شراب ہوئی بکوائے عشق مگرد

گرہ چونا فہ نظیری ز نیم ما بر کار  
تو ہیچو نہ گھت از آن زلف غم، غم بر خیز

ہر کہ از در گہ تو گرد دبانہ  
امین از بیم بے نیازی تو  
چشم شاہد پرست چوں بندم  
دریں پردہ حسن رازے داشت  
ہیچو طفلی کہ باز داز آغوش  
گر تو خواہی کہ پردہ برداری  
ما بیا و تو ایم در خلوت  
بچہ آسودہ دل شود محمود  
ساہا شد قفائے پردہ دل  
کس نداند کجاست این مطرب

نست پروئے خود نظیری را  
تو ز رحمت بکار او پردان

فتادہ ام بمیان غم از کراں بر خیز  
ز نام خاطر من بستہ ز کسرت تست  
بہ تیر غم تو ابروئے چوں کماں بر خیز  
اگر قبول نداری باستحساں بر خیز

ترانہ بسرو دیم بلبلا نہ کہ زانغ  
پیالہ می دہم و دور عمر می گوید  
بسیم ما تو گو تو بہسار عالم را  
تو آفریدہ ز روحی ز جنس خاک نہ  
شکار سخت بینم داد از زمین بر گیر  
دمنی سخن صد خطا بر انگیزی  
صغیر زد کہ چمن گشت از گراں بر خیز  
کہ پیش از آنکہ نگردد دیدہ گراں بر خیز  
گل از چمن برو در مرغ آشیان بر خیز  
بصدر جاتے تو شاید از آستان بر خیز  
خدنک چونکہ برون فت از کماں بر خیز  
نیم صرلعت تو بر خیز بد کماں بر خیز  
شدت در از نظیری یاد دے بگذشت

ز روز رفتہ بیابی نگہ نشاں بر خیز  
بخت ماست و عشق تو فیروز  
عشق تو رقعہ ساز کسو تھا  
بر مرغ گل فنا و وزیم  
لن ترانی جواب بواہوست  
صوفی آنکہ شہنچ در ابرو  
شادمانی کہ نیست قسمت ما  
روئے آسودگی نئے بیند  
ہست از دولت محبت تو  
در غمت داغ ہائے سینہ ماست  
سجوی و منطقی فقیہہ و حکیم

تو بصیرت بسین نظیری را  
کہ حقیقت بیاں شود بر مونہ

بند دست و نئے از شیشہ در گلویم ریز  
غبار برستے ہچوں زلال نشیند  
ز ہول صور سہرا فیل بے خیر ما نیم  
بخش جاذبہ تاز خود بروں آیم  
بدام و قید تو آیم در تو نیست شویم  
ترا بکشتن ما خجالت و محابا نیست  
کنوں نیاز ریائی ما بر آتش نہ  
کہ من بقول دہن و جنگ بشکنم پرہیز  
قضا ز بام بغربال گو بلائے بیز  
چو دامن تو بگیریم روز رستاخیز  
نہ نیست غیر گریباں چاک دست آویز  
کہ از کند توجہ در تو نیست روئے گریز  
کہ ہست گردن ما نرم و تیغ قہر تیز  
کہ سوئے روضہ نیار کہ کاہ دود انگیز

چگونه ساعد شیریں بگردن اندازد جفا کشته که بگردن همه کشد شب دین

نظیری از قدح پر بنیذ تنگ شده

تو در کنار نغمه گنجی از میاں بر خیز

تو در نیافتہ لذت وفا هرگز  
همه فرایض جور و جفا بجا آری  
بهر ملا که کنی مبتلا قبول دست  
خلل پذیر نگردد و هیچ عصیان عشق  
به بے نیازی بهمت چنین غنی شوم  
سراں فروخته ما جان دل بجلوه تو  
دلت بمهر نگر دیده آشنا هرگز  
نمے شود ز تو بد عهدی قضا هرگز  
که چاشنی نذر بد عشق بے بلا هرگز  
که اس چرخ غم میرواز هوا هرگز  
که التفات ندارم بیکمیا هرگز  
تو چوں کریم نگر دیده بر قفا هرگز

نظیری از پیر حرص مراد کمتر رود

نغمه رسد غم عالم با آشنا هرگز

گر بدل خلوت نداری از جهان بینی گریز  
فتنه دیو و پری را سر بجا نمت داده اند  
بر نصیب دیگران باید نشستن بے نصیب  
نعم خواه شد نهی و راج خواه شد حمیم  
تا غریز مصر گردی قبله اخوان شوی  
لا و بالی حکما را ندن چرا بر زیر دست  
مستغنی کردن خطر دارد و بهیمل اتر ارکن  
مصلحت از عقل بر نا جو نه از نفس موصول  
تا بخوبی مامن جمعیت د لها شوی  
بر فلک خواهی بر آئی از غنا کس امرال  
تا نشان حسن و قبح صورت خویش دهند

از مسلمانان نظیری شد مسلمان خراب

زین مسلمانان بر آرد در مسلمان گریز

غمم بعیش در آمیخت عشق رنگ آمیز  
دلهم بهام و در یار می بر دهر دم  
دلهم بهمتر بلا و شقی در افتاد است  
کنوں نہ ہست غم کند و نہ نشاط طمیز  
نواے تن بزم ماندہ در دلہم دیز  
کہ با جہانش رفتہ بہت و رستاخیز

بذوق آنکه دلش مایل و فا گردد  
عروس تالشب آمد بچشمه داماد  
نوسیم بوسه نامیده و دلقه  
اگر چه شعله مرزخ نند خور زیباست  
بسیار زهره خورده نظیری بخیز

## روایت السین

شورش عشق از دل شیدا می پرس  
عشق بازی چیست بهید بے مراد  
اهل حیرت را خبر از وصل نیست  
عشق از آداب تعلیمی کسند  
چشم بینایاں پریشاں بین بود  
گفتی از بهر چه سلطانت کشد  
میکشد پنهان و می پوشد کبود  
نعره خونبار صد یقال از دست  
بر زبان خود نظیری عاشقت

خواجه از و س حیلہ سودا می پرس

بامید تو ام خورند ازین پس  
به بهتان گناهم سوخت دشمن  
اگر در دل ملاکے یا جم از تو  
دل از خانمان بر کنده عشقت  
به بند نیستی دیدم دمانت  
بر از آغوش شمشادست گزتم  
کنون خوش وقت باید بود باهم  
بتعلیم خرد منداں نبو دم

شکر در مصر از اں شد نظیری  
بکنعان میفرستم قند ازین پس

بگو بدیر خرابات السلام و مترس  
 حضور وقت در آمیزش محبتان است  
 رسیدگی حریف از حجاب پیشا رست  
 بدست دامن توفیق دیرے آید  
 طرب که رو بکس آورد بر کنے گردد  
 ورت هو است که بانگ نام ز عیش کنی  
 بیکد و چله که تسخیر ابلهال کردی  
 بهر مقام که خواهند خامشت یا بند  
 ہمیں کہ خرقة تزویر و شید پوشیدی  
 شود که در من حالیت ہم بدست افتد  
 بهر بخت که دولت بکین جم انداخت  
 بجام مغیبه در باز ننگ و نام و مترس  
 کمر کشائے لبالب بنوش جام و مترس  
 بستی اُفت و در انداز حرف کام و مترس  
 گه که دست دہکار کن تمام و مترس  
 نقاب زہر بخش از فراز بام و مترس  
 بجوع و صمت ریائی تمایم و مترس  
 دگر ز گوشہ غلوت بیرون خرام و مترس  
 ہوائے اوج دگر کن ازاں مقام و مترس  
 جوال شعبده پر ساز از عوام و مترس  
 بزلف چنگ بزن چنگ اعتصام و مترس  
 بگستران بامید بہائے دام و مترس  
 سر و غیب نظیری ز راه عشاق است

روان سیرے گوش کن پیام و مترس

دست کسے نہ بے و افسول نکرده کس  
 ملخی بجنده گفته و باطل نہ کردہ خیر  
 رنجور آں نگاہم و محتاج آں بزم  
 حسد تلافی بید ایام مے کند  
 در جلوه گاہ وصل تو از بس هجوم شک  
 احیائے قبر ما کہ بکولے تو مے کند  
 جام شراب عیش حریفان لبالب است  
 صد قرن بر محبت لیلی گذشتہ است  
 ہستی تمام بردہ و مخروں نکرده کس  
 نوشے بقرادہ و مجنوں نہ کردہ کس  
 مارم بجاں گزیدہ و افسول نہ کردہ کس  
 در عہد تو شکایت گردوں نہ کردہ کس  
 بسفنجہ فتادہ و بیرون نہ کردہ کس  
 عیسیٰ بدار ماندہ و مدفون نہ کردہ کس  
 بے غصہ در پیالہ ماخوں نہ کردہ کس  
 بیداد بر قبیلہ مجنوں نہ کردہ کس

اعراض از کلام نظیری چہ مے کنی

انکار نخل قامت موزوں نکرده کس

تو عیش و ناز مرا از امیدواری پرس  
 بذوق من نرمی زین جراتے کہ تراست  
 ز فکر دوست سیر پر غرور را چہ خبر  
 نگاہداری خود مشرک ہو تمندان است  
 ذیل دوست شود قدر من ز خواری پرس  
 نشان لذتم از زخم ہائے کلامی پرس  
 ز نردبے سرو یا ذوق و متلای پرس  
 بیا زمرہ متان و رسم یاری پرس

امید وار عطا در بهشت مغفرت است  
 چو مہ بنیستی از دوست هست می گردم  
 شمع راغ راه ضعیفان درست تر گویند  
 بکام من نرسد چاشنی عزت او  
 زلاؤ بالی اجسیر گناہکاری پرس  
 زمن سعادت بیماری و نزاری پرس  
 زدن پیرس بسلی زینہ زاری پرس  
 زمن عیار فقیری و خاکساری پرس  
 رموز مل ز نظیری شنو کہ مست شدہ

کرشمہاے گل از بلبل بہاری پرس

فصل چہنیں گذشت و سحابے ندید کس  
 باران گر یہ نفشا نہ ابر دیدہ  
 چند انکہ وحش و طیر فکند کم در کند  
 روئے نہیں کم آب ترا زرقے مفلس است  
 آب رے گز اختر برگشتہ ماندہ بود  
 آفت چناں رسید کہ آہے نزد دے  
 بس عاقلانہ فرق بزا نوفر و ختم  
 احرار را بقدر ہنر زخم می زنند  
 گویا بخت خوش نظیری تو عاشقی  
 دست ترا بطرف نقابے ندید کس

با حکمت ایستادہ ام انیم پناہ بس  
 حسنت کہ خط نوشتہ بخونم در نگاہیت  
 ہر چند از دلم غم دیرینہ پرکش است  
 تویند چشم زخم وصال تو ہجرت است  
 گو گو کب براق سواراں در ابر باش  
 بادم کہ نور دیدہ یعقوبے برم  
 صد خاندان ز آہ ضعیفہ تباہ شود  
 دیوانگاں ز ماہ نو آشفقہ می شوند  
 حیف آیدم کہ آن خیم ابر و ترش شود  
 امید بہت سود و ریای سر بسر شود  
 آوردن غفیر نظیری خیانتے است  
 با غفوت ایں گنتہ کہ ندارم گناہ بس  
 یک یون و دو کا فر ہند و گواہ بس  
 مکتوب تو فراق ترا عذر خواہ بس  
 نقصان ماہ حسرت تمامی ہ بس  
 در تیرہ شب دلیل رہم برق آہ بس  
 از مصر بویے پیر ہنم ز اوراہ بس  
 روز سفید را دم شام سیاہ بس  
 شورم است جلوہ پرتکاہ بس  
 بہر نظرارگی تو ضبط لنگاہ بس  
 سرمایہ ام خجالت تقصیر گاہ بس  
 امید بندہ بر کرم بادشاہ بس

نامہ گر مینو بیسی سو کے من فرماں نویں  
دوشتاں تانا نامہ واکردن پریشاں می شونند  
چند عرض آرزو مندے بنام کشورے  
گرد جو رخویش و پیمان درست ما بگرد  
گرد آئینہ بنی خواہی کہ بنی مثل خویش  
گر مئے سودائے ماماہستاس باز اہست

کھلک روح افروئے را در پرستش دل رنج ساز

پیش ازین بہر نظیری نسخہ در ماں نویں

تو کو دکی بہ بزرگاں زباں درازی بس  
برائے قبلہ اسلام کعبہ ساختہ اند  
دشہر گردیک تا فتن بر آوردی  
تو خود برو بہر آلائی قبول ولی  
بروئے معجزہ خال محمدی کہ تراست  
چناں برد دل محمود چشم ہند ویت  
قدوچ جنگ مگویم کہ در کنار ت گیر  
نیاز نشیوہ ما عاجزان محتاج است  
نقاب طلعت خورشید چند خواہی بود  
چو صبح بر مہ و اسجھ خلافت مے گیرم

ز کج قمار نظیری برستی نبری

بکم زنان و غاباز پاکبازی بس

کشودا بر بغل بہ چین سپاس سپاس  
کنار دشت و چین شد پراز کرامت ابر  
کنوں چو مہر طاس است پرنگازیں  
سحاب غوطہ بدیا ہی زند ہر دم  
کے بسا قی بدست مانے گوید  
بیا کہ دامن سرو و گلے بدست آرمیم  
بجودا بر برقصیم وزیر پائے کنیم

ز زینہ پردہ برآمد عروس خوش انفاس  
ہزار شکر کہ عالم بر آداز افلاس  
پری را گرچہ چین بود سادہ چوں تہ طاس  
تفرج جلیست کہ ز اہد فتادہ در و سواس  
کہ مے ہمہ زمیں رنجیت کج مگو ایں کاس  
ہمیں کہ فرش گیاہست گوہباش پلاس  
سناوے کہ بود بستہ شمار و قیاس

نمال و مملکتش پاس دامن بر خیزد شہے کہ خاطر درویش را اندازد پاس

سوال فیض نظیری زکوه و صحر اکن

کہ بوسے خیر نمی آید از رواق و اساس

سُوئے صحرای حقیقت بر دشتی از ہوس  
چوں بفرماں سحر شمس غالب آمد شوق دوست  
تا بدشمن در نزاعی کار تو با خشم تست  
چشم ز گس در کین و تیغ سوکن برکت است  
بابا بس کا سد دیار آورده بودیم انجبین  
آب سیما بے جوانی رفت و جسم زار ماند  
اینقدر دم را کہ میزان حسابے در پے است

مست می گشتم بقصد صید و میراندم فرس  
از خیالش رفته رفته عشق شد میل و ہوس  
چوں شوی عاجز بفریاد است در یاد رس  
میگدیزم از چمن چوں دزد از کوئے عس  
دست و پائے مود بردیم و پروبال مگس  
سیل نوروزی گذشت مانند باقی خار خس  
یک زماں کار است اگر غم ہی کہ بشمار نفس

عشق آمد کرد بیرون ہر کرا در خسانہ دید

خو پرستار نظیری ماند و دیگر بیچ کس

خستہ را فاتحہ از لب خندان تو بس  
بہر در شور و خرافت از دکان سودا و دکان  
ماننا لیم کہ حُسن تو بما کام نہ داد  
شاہد دولت مابے سرو سامانی چند  
تقصہ بسیار شد از بہر قبول سخفم  
عطش و جوع وصال تو فراوان دارم  
جام پر نوش شکوہ تو قیب تو بس است  
خواب ماطاعت شب بستان سجادہ است

تشنہ را اثر دہ از چشمہ حیوان تو بس  
ہر سحر شورے از زلف پریشان تو بس  
دست محسن تو ازین ظلم بدمان تو بس  
اینکہ فیروز نر فقیم نہ میدان تو بس  
اثر چاشنی از نمک خوان تو بس  
جرعہ زمزمی از چاہ زندان تو بس  
پردہ بردار حیا سے تو گمبان تو بس  
صبح دم قبلہ ما چاک گیر بیان تو بس

بر تو حسن سخن امروز نظیری ختم است

ہر کہ بر بیان طلبد قول تو بر مان تو بس

کے بیشک نگفتت کم کن از انفاس  
خدا بلفظ کنے کائنات سے سازد  
تقریرے کہ نماید نہکتہ ہائے حکیم  
و گزرنہ معنی و لفظیش وحشت افزاید  
نہ اجرا و است کہ بر دل بغاش خیرہ کند  
کہ از دم خوش تو خستہ مے شود کتاس  
نخے تو از زتایش قصور کرد قیاس  
خیال کو تہ جاہل نخے کند احساس  
باصطلاح حقیقت ندارد استیناس  
کریم خاطر محتاج را چہ دارد پاس



اگر بصلحت کسر نفس باید کرد  
مرا بستی دائم قصاص نتوان کرد  
محیط اگر ہم گوهر کند بدامن ابر  
مباشش رنجہ نظیری ز طعن تلخ حود  
که بہت خشکی و تیزی خار از افلاس

نالہ اصحاب مسجد نیست بے فریاد رس  
ساجدال راتن ز نقصان طائف کا ستہ  
گر سنہ چشمال براجم چشم حیرت دوختہ  
بر خروش سینہ لرزان بچو برسلا بسوج  
دامت نداری کنال خوانند گیرند از اوہ  
بر امید آب و دانہ تابکداری اسیر  
تو بخت مصر پیر این فشانی بر صبا  
پردہ این شور و این شیون بہم زدینیت

چارہ خوابد نظیری بہر این بیچارگان  
دارد از احسان مرزا شادمان این ملتس

از نیاز و طاعت عم مقصود دیدار است و بس  
بس کمر در خدمت گیر و برہن بستہ ام  
نیکو از دوست بر خاطر گراں آورده ام  
دیدہ بہر ابتلا صد جا فتریم مے دہد  
تا بگردن شمع در قرص نماز و روزہ است  
جذبہ خاص عنایت کے دلیل ما شود  
ندیم صوفی صفا بخشندہ را ز خلوتے

یوسف از بیج نظیری رفتہ بیرون بارہا  
در ہمہ بازار قلایے خریدار است و بس

مابدل شادیم از باغ و بہار ما مپرس  
دوش در یک بزم با و تا سحر میخوردہ ایم  
ہر شکایت بود از فرقت جلوت گفتہ شد  
در جہان عشق را دیکم از دیار ما مپرس  
نرگس مخمورا و بین و خمار ما مپرس  
از تلافیہائے وقت حق گزار ما مپرس

وقت ما آئینه رخساره معشوق ماست  
چشم گریاں آوریم و جان پر حسرت بریم  
در خلاص امتحال صد بار آتش دیده ایم  
ما ضعیفان قصد منزل گاه عنقا کرده ایم  
فضل او چوں بلبه بلبه سبب بخشیده است  
ققتہ مارا نظیری نیست ہرگز انتہا

بھر بے پایاں عشقیم از کنار ما میرس  
اکسیر حُسن در نظر یار سا شناس  
گر عکس رُفتے خویش در آئینہ دیدہ  
اسرار عشق گل بس در رمی کند  
خصمت باغ دیدہ معنی شناس را  
سلطان مال خواہ گدائے رعیت است  
کاہے خود کش از در دلبا طلب کنند  
سراز قدم عاجز و درویش بر مدار  
از میکہ ہمینکہ برونت بخنے کنند

دانی نعیم و حور نظیری بنقد خدیت

وجہ معاش و خامہ مد عاشناس

صبح شہد راہ شہر و بوزن پرس  
گردن شیشہ گیر و غضب جام  
حورے از لولیان شہر بخواہ  
نہ ادب را مجال و یار اداہ  
عمل عاصیاں کن و پس ازاں  
حشر اموات خاک تحقیق است  
در چین حشر نیتاں کردند  
اجر مستی عملے زنگس داں  
باده بتان و مصرف از من پرس  
از حریفان سراغ گلشن پرس  
نرخش از شاہدان ہم فن پرس  
نہ حیارا مقام و مسکن پرس  
نقض میعاد از برہمن پرس  
ایں خبر از بہار و بہمن پرس  
راز خاک از زبان سوسن پرس  
جرم تیزی ز خارا لکن پرس  
وصف خود ساعی نشون پرس  
گر نظیری نگوید از من پرس  
سخن راست صادقان گویند

## رویف الشّین

افغان که بعد صد طلب و جستجوئے خویش  
آزاده تر ز آبله خسار دیده ام  
از بسکه گشته بر زغم و غصه هر رگم  
آبم نماند در جگر از بس گریستم  
میوخت کلک دفتر اگر داشتی دلم  
در حیرت جمال تو گم بودم لے دریغ  
دست طبع که پیش کمال کرده دراز  
پرخون برم ز چشمه حیواں سبویئے خویش  
خون ناب در یعم از بن بر ناز سبویئے خویش  
چون خوشه کرده دانه کرد و رگله سبویئے خویش  
دیگر بکار گریه کنم آبرویئے خویش  
از گفتگوئے خویش سیر گفتگوئے خویش  
فرصت نشد که از تو کنم جستجوئے خویش  
مل بسته که بگذری از آبرویئے خویش

عشق است و صد امید نظیری گناه نیست  
با او بگوئی یک سخن از آرزویئے خویش

ساقی بیار جام من خوشگوار پیش  
را هم قضا بطرفه فضا ئے گلنده است  
من در میاں لجه خویش فتاده ام  
بعد از نهر ارسعی که بر در رهم دهند  
گیرم که باغبان قضم لب کند چه شود  
ساقی دل از تاسف و ورم ملول شد  
از گفتگوئے موعظه گویاں دلم گرفت  
ز دماغ و دُر دُسر احوی سر و دُشعر  
دیگر چه اجر طاعت ازین خود بتر دهند  
ما از قضا بقسمت امروز راضی ایم

گرچون نیست معجزه در آستین نهند  
دست از سوال خویش نظیری مدار پیش

خاماں آمد از مے در سر آتش  
بنفشه کرده خنداں بر بنا گوش  
ز رنگ آمیزی آل زلفش زسار  
لبش افروخته از خنده مھر  
چو آمد در آمد از در آتش  
چو بر طرف گلک نیلو فر آتش  
سمندر کرده از خاکستر آتش  
لبشش سوخته عود تر آتش

زهر سوهند و کس آتش پرسته  
بگرد عارضش قصاص بر آتش  
پروانه جان افشان از اشک  
فشاند شمع هر دم بر سر آتش  
گراں بت را خلیل الله بسوزد  
بر دهر خوشامد آذر آتش  
ورا نکارتا ورد آں لب عجب نیت  
که روح الله ز نذر مادر آتش  
اگر دوزخ باں لب بر فروزند  
گل در بجان شود بر کافر آتش  
بجنت سوز عشقش نگر نباشد  
شود بر مومن آب کوثر آتش  
نظیری کام دل از سوختن جو

شود پروانه را بال و پر آتش  
بر کس نمائنده سنگم زد و چشم شوخ و تنگش  
نظم در و معطل خبرم از و ماول  
سخنم گراں بطبعش خردم بیک لبنگش  
بکرشمهائے ابرو خبرم دهر و گره  
نه تصورش بشکاش نه حکایتش بر تنگش  
چو بجانه دیوانه به اهل شهر کوشش  
سخنش بخیله یابد اثر از دیان تنگش  
نشود که خصم باشد دل مهربان مومن  
چو بکویچه زد و آید همه خلق گوئی تنگش  
مژه چو صفت مهاجر همه معجز و کرمت  
به بت که دوست دارد دل کافر تنگش  
بمصاف چو ننازم بمیان سینه تیغش  
چو نور مفتی را که شکسته است چنگش  
بکدام قدر گیری سیر ره بر و نظیری

ز نیاز تست عارش ز سلام تست تنگش  
اول از میخانه بودی آخر از میخانه باش  
طاعت پیرمغان کن و ز همه بیگانه باش  
چونکه سر از خاک خوابد خورد گویمانه باش  
کشتگان عشق می از ساغر سر می خورند  
پا چو در میدان سربازان نمی خواند باش  
کاذبی در عشق اگر خاکسترت گردد خموش  
عند لبیت گریختن خوانند و پروانه باش  
آنچه در رخسار گل آبست شمع آتش است  
گره پیری می بایدت آسوسا کن ویرانه باش  
تا مقیم خانه و تسخیر و انصوت کنند  
اندک اندک مشتق این سودا کن و دیوانه باش  
شکر الله در سرت که عشق هست اندیشه  
تا از و غافل شدی خوردی نظیری زخم تیر  
صد نظر بر صیدگاه یک نظر بر دانه باش  
شرم دارم از دل بی صبر بی آرام خویش  
خود بیار از بیقراری می برم پیغام خویش

در جهان درد و غم فرمانروا نیستیست ام  
خود ز خود ساغرستانم خود بخود ساقی شوم  
عود مطرب نزد من نه سر و حیران نه ایم  
گنج درویرانه دارم با پیری در خلوتم

نشاند نظیری عاقبت فرخنده از لطیف ازل

فال نیکبختی هم داشت نزد شام خویش

هرگز نگفتم نشاند از نسیم خویش  
نشاندم کسی که ندارم قرینه  
در هم ترا از حساب تو کار نیست چو کنم  
من موشکافم او گر هم برگرداند  
مجموع از تقید خود مستی کجاست  
گر پاکشتم سرم بخراباتی برد  
دل را بگوئی عشق بتکلیف خوانده اند  
گر بر فراز مسند شاهی نشسته ام

مسته بگو بریز نظیری گرفت نیست

نظار کن سلامت طبع سلیم خویش

هر جا که بود عیش خوش و روزگار خوش  
هر جنس خوش که از روزی صفر کرده بود  
دارم دیس دیار مغال نشیوه دلبری  
چون بانگ نو بهار در آید بوستان  
دستار افکند خم کا کل بر انگشت  
شاد و شگفته مطرب و ساغر طلب کند  
هرگز کند ختاب بر رفتن که دیر شد  
تا دم زند که روز چه رفت و ز هفته چند  
او در و دایع و من بجنس کز می و بهار  
ساغر کنم لبالب و گویم سبک بنوش  
چند آنکه گویش گذار نیست عمر باش

آند باین دیار که باد این دیار خوش  
خدا صفت این بهار که باد این بهار خوش  
بیخود خوش و میانه خوش و هوشیار خوش  
از در در آید و شغفش در کنار خوش  
کاین است وضع صحبت زینان خوش  
یک سونهد حجاب و در آید بکار خوش  
تسکین و بهم دانش بسکون قرار خوش  
نگذارش شمار که نبود شمار خوش  
در طلب بهار ماند در روزی بهار خوش  
در موسم بهار بهار بهار خوش  
گوید صبار وانه بهار خوش

## کارے بلا بہ پیش نظیری نے رود باشد با و گزشتن اختیار خوش

با اختیار تو در با ختم ارادت خویش  
کنوں بلطف تو مستغنیم من درویش  
منی تو ان دل یک ذرہ بے جرات یافت  
زابر صئے تو کہ میرے خطائے درد کش  
ز صدر ہزار سیکے باتو ما بسر نسیریم  
تولا و بالی و خود را فی ماصلاح اندیش  
پغزہ کو بتائل قباست انگیزد  
ہنوز می چندش خون خلقے ابرسیریش  
کہ شمع است کہ بجزد داغ بر جگہ تنہد  
غیبت است کہ گلے بخار دم دل ریش  
خیال گردش چشمت نمی رود از پیش  
ز چاشنی و حلالت نمی کند سیرم  
نمست کہ بہت کم او فزوں ترا نہریش  
ہمیشہ را تر دیدم پئے تو گردیدم  
ز شوق عشق تو غافل شدم زندہ بہ خویش  
دگر نماند سر خانان نظیری را  
کہ کشتائے تو بیگانہ می شود از خویش

دہر پر فتنہ و شور است ز چشم سہش  
دار از چشم بد ہر خدا یا نگہش  
ہر کہ با عشق عصیان و خطا عشق شود  
ملک از رشک بسوزد کہ تو سید نگہش  
پر گو خواجہ کہ عشرت نگہ مار و شن ازوست  
ہم جاہست و لے در ہر دل نیست ریش  
دل ہر کس کہ دریں عنکبہ سحر اگر دود  
ناگہاں یوسف کثعاں بدر آید ز چہش  
رفک بر کو دیک شکر شکن مادر د  
با و شہزادہ کہ ہستند فاصل سہش  
لک چہیں رابت و بتخانہ بیغما بسر د  
گر سکہ گوشہ بیغما شکنند یاد غہش  
اجر بیدار ہی چل سالہ خار است قلیل  
روز گردیدہ شب ما ز مہ چار دہش  
ماہ نو کردہ ز افلاس تہی پہلو را  
باز براونچ ہوا سودہ چو پیر کلہش

## عجب ارد در دل ویران نظیری گنج کہہ ملا تاب نباشد کہ شود جلوہ گہش

یارب آں سرو کہ پروردہ از اشک گہش  
آفت صرصر بیگانہ بسرائہ چہش  
خاتم اعلیٰ سلیمانی او یا را آور  
پیش ازاں دم کہ برد آفت صفا ہر ہش  
عشق شورید گیم مے طلبد مے ترسم  
کہ بریشاں کند این خواب پریشان ہش  
شہر بر ہم خوردار یا و بزلفش گذرد  
کہ کہیں نگاہ صد آشوب بود ہر شکش  
رسن زلف چو در چاہ ذقن آو یرد  
ابلہ آنست کہ در چہ نزد از ذقش

پار سائے کہ بسوداش دل از دست دهد  
 دہرا ز فسانہ و افسوں لبش پر شدہ است  
 چوں سحر بردہ اغیار بد زم تا چند  
 عشق بے آتش بے دود ہمہ سوختن است  
 تندرستیم وز زنجوری خود در تابیم  
 بامیدے کہ غزلہائے نظیری خوانی  
 بالہ از شوق تو چوں غچہ زباں در دہنش

در بغل مصحف و سجادہ تقوی بردوش  
 در نماز از صف اصحاب برو ہم آورد  
 ہم از احرام زدوداش بسرماندہ دودست  
 ہر دو از مہرہ اسلام رواں گردیدیم  
 گاہ دادی بسریں تکیہ کہ ہاں تیز بدو  
 مست رواں بہ بحر ابات مخاکم آورد  
 صنم آ رہستہ کردند و قرح در دادند  
 ردا سلام و دوع بر ہم تلخیص کرد  
 آنچہ آیات و حکم بود برداد یا دم  
 عمر تا مطرب و میخانہ پرستی کردم  
 کیں چہ مستی و غرورست بطاعت بگرائی  
 زیں صدارتم از آہنگ مقامات بدر  
 بردم از کونے حریفان بسوئے زاویریت  
 تا بروں آدم از عالم فردا نیست

قصہ عاشق دیوانہ نظیری دگرست

عاقلاں رازچنیں را نہ پسندند جموش

کے بود شفقت بل سوئے اسیران کشش  
 سایہ بر حق گل و سیرچہاں نشد ازد  
 چشم ماخت سیمہ خانہ سوئے صحر ازد  
 مئے مادید و مسلمانی ما پسندید  
 نالہ کار بی ماتا در زندان کشدش  
 ناکہ نامیدین مرغال بکشت کشدش  
 سخت سازد کہ غزا لے بریایاں کشدش  
 زیں مئے از گبر جہل کشایاں کشدش

مست از خانه مارفت بروں می ترسم  
 کو کجے را که ره مقصد پاکم سازد  
 کسرے از منزل مادر پیراں در گذرد  
 دل ما از لب آب نور دے شاید  
 بس کواں روئے بحسرت نظر مبر گردد  
 بے رخت در ظلمات تنظیری خواہم  
 خضر خط آسوسے چشمہ حیواں کشدش

رید طائر جانم ز آشیانہ خویش  
 دل از قفائے نظر کو بکوسے می گردد  
 ز باغ رفت گل و بلبلان خوش شدند  
 کسے کہ واقف دوتے شود نے بیتم  
 بشب کہ در دے دے بکام دل ریزند  
 عروستے دگر از دیگوسے نیے یا بکم  
 ز بسکہ دور دماں را ز خضراں ننگست  
 بگنج خانہ محمود مدح نفرو ششم  
 ترا کہ نقد جہاں باید از طلب منشی  
 اگر نہ بر بہناں سر کشی نیاز مند

دے بشرط نظیری نہادہ بر سر راہ  
 بہر کہ تیر زند می دہد نشانہ خویش

ببینہ گریہ گرہ شد نقاب بر ترکش  
 تو شتم آنچه ز دل بر زبان مادادی  
 بروں خرام دہر الائی بزم خوشنیش  
 بہ نیم عشقہ مسج از فلک جریر آور  
 منے محمد ادبہ پیدا رو میدہد دوراں  
 ترانہ گوہن و گریہ حقیقیں میں  
 ستارہ کس بشرط باعدیشاں بہیاں  
 بہر دہار کی من بین و داد بر ہم زن

دل کباب مرا تراش در دوش  
 بسہواگر سقمے کردہ ام قلم در کش  
 منزل سمر می گریبان کشا و ساغر کش  
 بیک کرشمہ غلیل از کنار آذر کش  
 تو باش ساتی و جام از کفن بکن کش  
 پیانہ دہ بن و کیسیائے احر کش  
 خنک بریزد ترا ز و بیار و گوہر کش  
 بتش طالع من بین خط برا خضر کش



چو غم حوالہ کنی آسمان قضا گوید  
رقم بنام نظیری دل تو مگر کش

یا در درون قبتہ این آسمان مباحش  
کس را خط و وام فراغت نداده اند  
تا میہمان میکده نقل و جام ہست  
دغل بقا بخرج فنا سر بسر نماز  
بے مایگان بواہوست قدر بشکنند  
سایل کہ دلنشین ست گرہ برجیں مزن  
سیمرغ قاف نشو کہ خردمند بایست  
عالم سبیل رست سبیل جہاں مگرد  
آزار تو ز رست نظیری ز خود گرد  
خشمی تو بہ رست ز خود در اماں مباحش

از خوئے کریم تو گنہ گشت فراموش  
دل راہ تو پوئیدہ نہد بر سر جاں پائے  
جز بر تو نخواہم کہ نذر دور رقم بخت  
گو یا سخن عشق تو شد فوت خرد ما  
من خود شوم از ہر سخن غیش پریشان  
بختیم رگ و ریشہ ولذت نگر فہیم  
گرد و دو جہاں ہیچ چو با ہم ننشینند  
از رفتن دوراں ہنر دوست یتیم  
ہر چہ بدبخت گذر در غمت پیری  
اندرہ ترا نہ صبح خماری شب دیم

بنشین بخودار خوش شودت وقت نظیری  
پوست کہ خوی مفت بقلب دوسہ مفروش

لطف مے خون رگ اندرہ می آرد بجوش  
ز سش ہر کہ کہ می بین یوئے سنباش  
شب ہستی چوں برش مطرب لہہ حرم کشود  
قول نے و چنگ طبع مردہ می آرد بجوش  
مجمع دلہا بہم بر خوردہ می آرد بجوش  
ربیع دامنکتہ پروردہ می آرد بجوش

نیمت مارا و صلح کار مایع اختیار  
قول ماضی در میخانه ماقوم نیست  
پند بیدردان دل آزرده می آرد بخش  
سیر مادر خم عینا فشرده می آرد بخش  
نفل ناز خاک خنجر خورده می آرد بخش  
یار چوں گرم غضب گردد نظیری لب بند  
شکوه خوئے در عتاب آزرده می آرد بخش

جیاسته در گذرد ام چه پرسی بود و نابود بخش  
سرم شوریدگی دارد ندانم چیت سودا بخش  
ز اظہار محبت در زبان خلق افتادم  
نگار تند خود ارد قمر بیکل فلک شیوہ  
مزاج نازکی دارد کہ بہر میج می رنجد  
عیار صدق من گردد بخوردن بر و ظاہر  
در اقول باہمہ بیگانگی خواند و قبولم کرد  
دل آزرده امل ز خندہ اش آزرده تر گردد

نظیری را بجلس بردم امروز و غلط کردم  
مرا سوائے عالم کرد چشم گرہ آلود بخش

ہر مغرورہ خندہ زدم گفت حزیں باش  
گفتم شدہ دل منکدین گفت غم نیست  
کافیست اگر عشق بود عرض شہادت  
از دور فلک مشک کن و سیر کو اکب  
در فکر ہما بودن سیاد ہما یونسست  
کس راہ بخولانگہ سیر سحر و ہ  
افلاک و زین بار امانت نکشیدند  
تا بہت نزاع بدلت دشمن خویشی  
از تلخ سخن ہائے تو ما پسند گد فہیم  
تا خط سیہ کار تو در فکر شبی خوشست

آزرده نگردد ز ابرام نظیری  
ہر چند کہ بہتر شدہ بہتر ازین باش

آنکھ غائب از نظر گردید در می یا بمش  
جلوہ نزد فریب ز گم دل می برد  
گوئی شرط وفاداری بسر خواہد رساند  
چوں تو انہم غافل از مژگان خورشید شدن  
ہینچ تو انہم اسرار فرمان او بر تافتن  
ہیببت شام فراق او ز رفتست از دلم  
در جانی معشوق گشتم بہ پیری کوچہ گرد  
انگوشہ طول اہلہائے نظیری گم شدہ  
اندکے در حیم مردم مختصر می یا بمش

گر جہاں کشتہ بیداد خود برگزیدش  
بقفار و نکند بہر تسلے دلے  
ہر کافتنہ او برد بیک بار بر برد  
بسرو مال اسیرانش اماں میخواستند  
بسکہ از جنگ و شیمانی او میترسند  
لوگوئے دیدہ مردم بخیرت نشمارد  
ہر کراشہرت سودائے ز کینا باشد  
مژدہ کام باداد ہانش ز اول  
بخت مارا کہ مہ چارہ در ابر بود  
آں ہما کو نظیر بہت ما بر میخواست  
آں تدرے کہ دم از فرط محبت میزد

ہرچہ نیکوست نو کہنہ نظیری نیکوست

خشک سازیم رطب چوں نفرو شیم برش

مطرب بگو شمعند فوا از گریہ محروم کدوش  
شد ہر کہ گامے ہمر ہم بخانہاں شد بخوم  
شد شورش سوئے من در ہر ہر مہ بیشتر  
باز آ کہ در شرم گنہ سرتا قدم بگدا ختم  
زاشتک آو نیم شب یروز بر کردم جہاں  
ساقی بد شمع دادے سمانہ ریخوں کدوش  
باہر کہ بہ شتم دے چوں خوش بخوں کدوش  
راجم نگر دید آں پری خد نکلاہوں کدوش  
کوئے کہ در رہ دہنم آگر ہا موں کدوش  
گردوں بد بیکر کہ بود آخر تر گول کدوش

قربان آں مژگاں شوم کو حق اونیام برون  
سروچمن راراستی دہنقاں بہار آموختہ  
از دل غہجوری تو بردل نشانے ماندہ بود  
صدنغم ہردم و م ازو یک سینہ مرسل دوش  
گر در نظر آمد کجی بر طبع موزوں کردش  
ہنچوں مہ نو دمبدم از ہل فزوں کردش

از بس تلخی در جگر بے یار و زدیدم نظر  
خون نظیری یختم وز خویش ممنوں کردش

افسر بقبادے وہ و خاتمہ کجے بخش  
زین کعبہ نشیناں گرہ دل بخشاید  
عفو تو پسندیدہ ام و کیش برہمن  
تا سجدہ کنم نقش کے راست رواں را  
واسو خنکال را بجگر آب نباشد  
آں شیشہ کہ بر طاق بلند ستا فرو آں  
بر خوان تو اساک نباشد جگرے وہ  
غمہائے تو اسودہ کند عالم و گوید  
گردیدہ ام از فکر تو محبوب نظر ما

از دام ہمایے و از زلف خمے بخش  
توفیق نکاسے ز غزال حرے بخش  
یا کھو رلقائے برساں یا صنمے بخش  
زین قوم سراسے نشان و قدے بخش  
کائناتے بسر شے وہ و بحرے بنمے بخش  
زاں بادہ کہ دستے زیر و است دے بخش  
مرسوم تو نقصان پذیرد کرے بخش  
گر غم یکسے می دہی آنکو نہ غمے بخش  
با عشق کہ گفتت کہ رائے نہ غمے بخش

تنہائی و خلوت طلبید عشق نظیری  
این خیل و خدیم را با میر حسنے بخش

بزم خالی میشود مطرب خوش  
تعلی از میگوں لبست در جام برینہ  
در دم آخر گراں تر وہ قدرح  
دل بد غمی نمے آید بد سرت  
گر گرہ بکشاںی از بند قبا  
غمزہ صد جا پردہ دل می درد  
تو درم بکشاںی ہر کس خوب نیست  
ہیچ میدانی کہ در صحرا و بارغ  
خار و گل در جوش و مابش خفتہ ایم  
صد جو بلبل مست دستان نشود  
در غم گفتی نظیری را چہ رفت

ساقیا جامے بدہ جامے بنوش  
نیم ستہ از شراب نیم جوش  
تا بر ندیم بخود از مجلس بدوش  
لطف و صفت بہت ز خوبی بکوش  
خارگر دگل بحیب گل فروش  
تو خوشی می گوی و بندہ می بنوش  
پردہ گو بر وے نازیبابوش  
تا سحر از غیب مے آید سروش  
نا طقال خاموش و گنگان در خروش  
سر بر آری پنبہ ہچوں گل ز گوش  
عقل نہ ہوش و عقل و ہوش و عقل و ہوش

از نفل و بادہ گوشہ دل گشتہ روشنش  
 ز حمت کشد ز شمع مستخر کنم سپهر  
 غائب شوم ز خلوت و حاضر شوم بآ و  
 نگذارش بجز آن کہ گوید کدام و کیست  
 از دست من بچیلہ بروں رفتہ بارہا  
 سبب فن بیازیش از کف نمی دہم  
 زں سیمگون حصار نظیری نے رود  
 تا نفل سیم او نشود نفل تو سنش

میتونے غم خوش و غم خانہ خوش  
 مرغ آزاد دم نخواہد آمدن  
 من خود از فرزند دل برکنده ام  
 دیدہ را از گریہ نیاں مے کنم  
 مرد کو چکے دل نہا و چوں کند  
 صبر باید تا جگر خالی کنم  
 دعویٰ چایک سواری می کنم  
 می دہم شکرا نہ دیگر سخت  
 سہل نبود بر صفت آتش زدن  
 مرز باطل میں چرا کارے کند  
 بانگ کار خانگی ویرانہ خوش  
 خویش را دارم بدم دانہ خوش  
 کو دکان دارند با دیوانہ خوش  
 شاہاں را بہت با در دانہ خوش  
 خواب شیریں آید و افسانہ خوش  
 در کشیدم نہ ہر ایں پیمانہ خوش  
 گرچہ رو بر تافتم دانہ خوش  
 ہم مصافحہ بہت ہم شکرانہ خوش  
 می نماید گرچہ از پروانہ خوش  
 کاشنا خوش نشود دیگرانہ خوش

در خراباتی نظیری عیب نیست

ہست دیوانہ خوش و فرزانہ خوش

بلاست خط نگارین و زلف غم نجمش  
 باین جمال و نکوئی کہ اوست می ترسم  
 اگر فریب ملائک و بدعجب نبود  
 بشے بنالہ دلش را اگر بدست آری  
 دلے کہ راہ باں چشمہ ز نخلان برد  
 شعور نیست کہ یکدم بخویش پردازم  
 اگر زنی بر گم نیش با خبر نشوم  
 دگر ز فتنہ چہ بر سر نوشتہ تا قلمش  
 موحداں بخدائی کنند منتقش  
 کہ یا صمد بنویسند جائے یمنش  
 بہر امید تو ال کرد تمکیر بر کوش  
 مسیح آب خضر می دہد بجام تیش  
 خرابم از قبح التفات د مبدنش  
 زپائے تاب سرم محو لذت المش

بتیغ دل گر بگیر او گر فستارم  
در بلخ جان نتوانم فشانم در قدمش  
پرید دل بھوائے کسے نظیری را  
کہ گرد کعبہ مگر دد کبوتر حرمش

بزم میاں دیم سامان گر نباشد گو مباحش  
جرعہ درد و حیات تلخ قسمت کردہ اند  
غمرہ را فرسنگ دانش ترجمانی مے کند  
دلفین بدل در آغوش از کجود گو مگرد  
چشم مالک آب وئے او گلے خواہد شکفت  
زخم ترکان غرب بہر قبول کعبہ بس  
صد خطا در کار داریم ابرائے عفو او  
گر بزاری گر بخواری مایا دیش خوریم

راہ بے وادی و بے منزل نظیری میریم

عشق رہبر گشتہ ایماں گر نباشد گو مباحش

دشتم از درد جدائی خروش  
غم غورم غائب من حاضر است  
گزسد بوائے تو ہر صبح دم  
ہر کہ بھوائے تو بخت برد  
گر بقدر زہر ہلاہل کنند  
لعل نوا فکند دلم را از چشم  
از اثر گریہ چوں لعل ما  
بر نگہ غیر پسندے بسوز

عشق زیندار و گماں برتر است

سار مقے بہت نظیری بکوش

از فراق یار ناخوش شود خویش  
بسکہ در سودا بشوق افتادہ ام  
خوبی او شد پدید از چشم من  
گر بر آید از مند آئینہ ام  
روئے در نابود نیم بود خویش  
از زیان خود ندانم سود خویش  
سو ختم بر آتش خود نمود خویش  
زشتی خود می کند مرود خویش

از خطایم مغر جا نم سوخت  
 خاک معبد ما رسانیدم بآب  
 در گنہ گاری ندیدم هیچ گہ  
 دند زان باخم کہ یا بم خجے وصل  
 روز فیروزی نظیری از پی ست  
 غیر تم با نگ زد کہ در او باش  
 غمزد و تاخت خوش قریں نا اہل  
 انیس پردہ سر بروں آورد  
 غنچ و بازش ز راہ چشم داو  
 عقل و فہم و خرد بہ یغما برد  
 مفلسم کرد و در عتاب آمد  
 شاہ شہ شناس شخنہ فریب  
 آہ و احسرتا بر آوردم  
 مے ہی لب بعیش بر لب ما  
 گفتش این رنگ مہلت چیست  
 گفت رو بہر چہ آر زوداری

وہ بر شتم نظیری نیست  
 بجایم و م بد اعم کاش

## ردیف الصاد

ہر کہ چوں یوسف شود از محنت زنداں خلاص  
 زود از دنبال ہر کام و تمنا می روند  
 بادشاہاں رادل مارا م کردن دولتست  
 ما نظر بازیم و عاشق پیشہ گو معنی مباحش  
 زاید خلوت انیس رادل بصد جا میرود  
 خوش نظیری دامن وقتہ بچنگ آوردہ  
 قحطیاں را می کند از قحط در کنعاں خلاص  
 این تہی ظرفاں نمی گردند از حماں خلاص  
 ما بدام آئیم و شوار و شویم آساں خلاص  
 نیست زاید از یاد عاشق از ہتال خلاص  
 کس نیابد از فریب اصل صفت ترگاں خلاص  
 دیر باز آید گر از دستت کند داماں خلاص

دم دم شادیت وے مئے خاص  
مئے بغیش برآمدہ ز سبوتے  
گوئیادرمزاج نافع او  
گہر اندر محیط خم دیدہ  
بسکہ با سبیل مے ماند  
مطر بش چوں سرود بردارد  
ساقی سیم ساعدش باید  
واعظا ررڈ ما کند خوانیم  
لب ز لب بوسه من جان رقا ص  
چوں ز رخا لقص از درون خلاص  
ہمہ اشیا نہادہ اند خواص  
مے بشیشہ چو دیدہ خواص  
مستش بمن بو ذر روز قفا ص  
مانتی را کند ز غصہ خلاص  
ساغرش خواہ سیم و خواہ صا ص  
قول القاص لالچیت القاص  
ہر کسے از رہے رسد بخداے

تو طاعت نظیری از اخلاص

ہمیشہ خندہ شادی بآں لبان مخصوص  
در تو قبلہ امید ہائے روحانی  
حکایت تو چو فکر م ز مغز بیگانہ  
غنی فتادہ کہ با طائران وحشی دل  
شدیم ہرورے از شاہدان ہر جانی  
ز طول روز قیامت عجب ہر اساقم  
بجائتم نرسد گرچہ شد بخند مست تو  
ز تو رگم برگ و موبوتے در سخن است  
فریب حسن باقبال جاوداں مخصوص  
سہر نیا ز بآں خاک آستان مخصوص  
محبت تو چو مغز ماستخوان مخصوص  
نئے شویم ہم در یک آشیان مخصوص  
نہ مے بیکدہ نئے گل بگلستان مخصوص  
کہ روز بچہ تو باشد باین نشان مخصوص  
با شنائی آہ من آسماں مخصوص  
حکایت تو ہمیں نیت بازبان مخصوص

زمانہ تو معطر بغل نظیری را

چو گل فروش کہ باشد بیباغبان مخصوص

حریف خود شو و یا خود بر از خلوت خاص  
نشان ندادہ گرانمایہ تر ز تو گہرے  
بجرم یک نظر ناگہاں کہ افکنم  
نکردہ ام نظر التفات بر عملے  
فشام از بجمال تو جاں ہنوز کم است  
مقربان تو از چشم خلق پندہا نند  
اگرچہ نہ فلک از خاص گلارن در گاہند  
چو سرو باش کہ مہست از ہوائے خود رقا ص  
ازاں زمان کہ دریں بحر میشو و غوا ص  
بکش کہ مفتی دیں بر خطائے کرد قفا ص  
ز بیم آنکہ میشودش بخرد دم اخلاص  
مرائش طوا ز قید خویش کرد خلاص  
عوام را نبود راہ در مقام خواص  
ولیک بہت نظیری غلام حاصل الخاص



ساقیا بر خیز با مستان برقص  
کفر و ایمان از همه دین پرده اند  
واعظ افشده است بر مسجد گذر  
جلت و خلوت به بے ذوقی میگیر  
راه ذی شورش بمقصد میرسد  
برفشان هستی که جانان جان است  
هر سر شکم در تماشا دیده است  
هوشمندان دار برپا می کنند  
خرقه بار اگل فشان کن از شراب  
عشق ساغر می کند گرداں برقص  
تو درون پرده با خالصاں برقص  
سر و مخمور است در بستان برقص  
بر سر خم چوں می جوشاں برقص  
بهمچو کشتی بر سر طوفاں برقص  
صوفیا با ساز و بادستان برقص  
تخت دل گو بر سر مژگان برقص  
مست گو منصور در زندان برقص  
جام برکت چوں گل خنداں برقص

بست از کشتن نظیری زندگی  
رسم بر شمیر در میداں برقص

## رولیف الضاد

هر صبح کن دو جام شراب مغانه فرض  
در یکده مژید صراحی و جام باش  
جدست کار عشق همه نزل و کذب نیست  
زاهد سوال نهیب مستور و مست چند  
از اکل و شرب صوم تو یکماه واجبست  
تعظیم و احتقار با سلام و کفر نیست  
در شرع عور و صحبت و زهد و صیام هست  
اقرار کرد بر سر بنبر بهل خویش  
بردار دام حیل و ایثار پیشه کن  
پیوسته رسم بود خکایت ز روزگار  
شد از بیان کشف نظیری بمدرسه  
جام شبانه واجب و کیش مغانه فرض

انچه مال تو کمال بشری بود و غرض  
زین لب اهل دین گونه میگوین بردن  
یا شکست ملک و شاک پرری بود و غرض  
چشم خونین و سرشک جگری بود و غرض

از دو گیسوئے دراز تو از خال سیاه  
قتل اسلام که شد بهر گله گوشه تو  
آن همه صنع که در آئینه اسکندر کرد  
جلوه پر تور خیار تو از پرده پس است  
چو ندیدیم بایں دیده تر و انستیم  
ایں بهوش آمدن و رفتن مای گوید  
از به آمده ناکام نظیری برگرد  
که ز آوردن ماحلوه گری بود غرض

حضور وقت نمی یابم و ملاوت فرض  
بهم برآمده از شوخی تو او و قاتم  
فلک حجاب دعا یم نمی شود اما  
سخن که ز دل شوریده بر زبان آید  
بشکر نعمت تو بر نمی تو اتم خاست  
مثال ماگل خندان و سرو آزاد است  
بفضل اوست نظیری چو مزدکار آخر  
معلم ملکوتت بعلم کردم غرض

دهم دو ملک بیک نغمه رباب عوض  
ز قید خالقهم دل مگر نت دیر کجاست  
سبوحیم از چه زمرم شکسته می آید  
دلی ز بادیه کعبه کشنه تر دارم  
طمع که سر بر می داد آبرو یکم را  
فلک که پرده ز چشم خود بر انداخت  
فغان که طرّف زیاں کاره است انبازم  
عمارت دل من دور چرخ بر هم زد  
مبدعائے دل خود کجای رسم بهیاست  
کنول دل و خرد از خواب چشم بختایند  
نماند مایه نظیری قناعت کسیر است

کنم بسایه ابرے صد آفتاب عوض  
که ز لک ز ناب کنم با شرب ناب عوض  
بگردن خم می افکنم طناب عوض  
روم بدیر بطوفاں کنم شرب عوض  
بجوئی حاصلم آرد بجز آب عوض  
ز تاب می فلکد بر زخم نقاب عوض  
برو ذخیره عمر و دهر حساب عوض  
که هست مایه صد گنج این خواب عوض  
که صد سوال مرا نیست یکجو آب عوض  
که رفت دیده سود انیم خواب عوض  
موجب از در تبت بهیچ باب عوض

نہ خانقاہ نشیں مے شوم دے متراض  
جزایں ادیب نگوید مہا کہ چوں طفلان  
دراز می شب ماگو بہر دم افزوں شو  
بخانہ کہ عبادت علاج بیمارست  
نہ بوسنبیل آہش نہ رنگ باگل اشک  
دہن زخندہ رسد تا بگوش متاں را  
کہ میفروش کریم است جام مے فیاض  
رواں کنید سواد و سید کنید بیاض  
بریدہ دست کہ زلف ترا کن مقرض  
کم از دوائے طبیبان نمی شود مراض  
دلے کہ جلوہ حورے نباشدش بریاض  
دراں صبا ح کہ مخمورے کند اعراض  
سخن بگوئی کہ در طبع مے کند تاثیر  
چو خالص است حکایت نظیری از اغراض

## رولف الطاء

مے دل بادوست بابد اشت لرم گ نشاط  
دوستی بادشمنان دوست دشمن دوستیت  
اعتدال از سرو باغ آموز نہ از خار و گل  
چیت این گردوں طلسم بواجبتی یدہر  
آسمان پرست دلیکرت از بازی خویش  
نیست در گل جہاں جزوے کہ آن کاریت  
نظم عالم را حکیم بہت آخر و خست  
خود عجب دارم کہ در کتب جمال خود رسد  
راست رفتی در محبت راست رفتی در صراط  
تا نباشد دل موافق در نگیں و اختلاط  
نے سراپا بتگی نے پائے تلاسربسا ط  
سرنے آرد کسے بیرونش از خط و نقاط  
لیک آخر ہم نمی گرد کہ بر چہند بسا ط  
نکتہ گرم می شود میریزد از ہم ارتباط  
حکمتش از استواری استواری راضیا ط  
کے تو اں یکذات لافتن محیط است و محاط

خیز فرض خود ادا فرما نظیری تار و نیم  
خواب در مسجد حرمست و اقامت در رباط

صد جاد در انتخاب تو پیدا کنم غلط  
دیدیم اہل دائرہ بزم خاص را  
چشمیت بہ پند نامہ ما و اسنے شود  
ماطم نور کو چہ و بازار برودہ ایم  
تا کے زند گرد تو ادا باش دائرہ  
زیں طور بد فرشتہ نگر و دیگر و تو  
ماہر کنارتش نہ یک گوش ماہیم  
تا بر صحیح من نکشتی بے تمیز خط  
چنداں نوشتہ کہ گنجیدہ راں نقط  
تا کے قلم جلی و محزن ز نیم قط  
عطار کوئے تو نفروشد بجز سقط  
گیرند در میانہ ترا تنگ چوں نقط  
یکہفتہ اختلاط کنی گر بایں منط  
طوفاں گذشتہ در شرط خم از گلوئے بط

مے باخلیفہ تا خط بغداد جام کش  
 باتش نہ فرات مدہ جرعه ز شط  
 با این روش که پیش گرفتی فلاح نیست  
 تو لے سپرده ایم نظیری کشیده خط

در عشق کار بوده و سامان نبوده شرط  
 گفتم چنانکه در دهنم دوا دهند  
 بر خلق بوده پیشتر آساں گریستن  
 طاعت بباد دادن و ایماں بپا زدن  
 پیمانست استوار بعد نقض مے شود  
 بہتان گنج بردل سکیں نہادہ اند  
 در عین اتحاد حجاب از برائے چہیت  
 ناہید و دہرہ شاد سازد بجام صوت  
 در خواب میرسد بیوسف پیام مصر  
 مہرور کہ رخصت اظہار داده اند

چوں گوسرا ز نظارہ نظیری بہاد داد

خود را نمودن از سر میدان نبوده شرط

حکم جفا صحیح و امید وفا غلط  
 کہ کاسہ سگ تو بہا کس نمی دہد  
 یک خال خوب راست نشد زبان ما  
 در التماس ماسخن و ستان رفرغ  
 آخرازاں جمال و ذوق و ذیل ہماز  
 ہر چند ما بخل و غش آئیم در نظر  
 آنجا کہ حل و عقد برد و قبول است  
 تا سہو کار ما ز تو اصلاح میشود

تعبیر تو درست و لے خواب ما غلط  
 لاف گذار مکرمت بادشاہ غلط  
 شومی چنجد تابت و یمن ہما غلط  
 در احتیاج ما مدد آشنا غلط  
 واکردہ رہ دران ہر زلف و تا غلط  
 اما بجا صیت نکند کیمیا غلط  
 حکم تارہ باطل و علم قضا غلط  
 خواہیم دیگرے نکند غیر ما غلط

ہمت ز سیر و شش نظیری طلب کہ ہست

اجبا رخصت و چیمہ آب بقا غلط

جگر چنجدہ ہمیسوز و برکراں میغلط  
 ز جگر خویش گلتاں نماشتاں را  
 گہر شکستہ ہی ریزد و میاں میغلط  
 خیال سبزہ و سنبیل کن براں میغلط

اگر چو نخل مرادم بر نئے آئی  
چو آرزوئے دلم در میان جاں میغلط  
ز درس و مدرسه کارے بقصد کشاید  
پیاره میکش و بر فرش گلستان میغلط  
مثال نقطه سنجیده بے اثر تا چند  
تکے بغرض متانہ بر زبان میغلط  
برزشت خوئے در تبتہ و و کشایند  
خروش میکن و بر خاک آستان میغلط  
معاندان بسناں میزنند و میگذرند  
بخاک معرکہ مجروح و خونفشان میغلط  
خدا نگ بحیثیت این قوم بر نئے تابند  
همیں کہ بر د تو یا بند چو کمال میغلط

میا فتم نظیری کسے تو تگر یا نی  
پیش چو باد ہے گیر نشان میغلط

## ردیف الظاء معجمه

اگر تو نشنوی از ناہائے زار چه خط  
دگر تو سنگری از چشم اشکبار چه خط  
در آب مشرب روحانیان و داخل شو  
معاشران تو مستان تو ہو سفیاء چه خط  
بچشم مادر و دیوار بوستان مستند  
ترا کہ بادہ نے نوشی از بہار چه خط  
منک بیدینہ محروم چاشنی بخشد  
اگر نمی نہ ہندت ز عکاسا ر چه خط  
کلید قفل ہمہ گنجہا بمادادند  
بدست ما چون دادند اختیار چه خط  
گرم بہ پہلو کے ساتی بینم نشانند  
مرا کہ یخود و مستم ز اعتبار چه خط  
ز عمر آخیر گرامی ترست در سفر است  
مرا کہ دل بغیر ہیست از دیار چه خط  
بلافت ہم تک برق براق سے سازم  
بروں غیر دم ہو کب از غبار چه خط

ہزار ذوق نظیری بدر دو میدیست

فریب و عہد نباشد ز انتظار چه خط

نے خاطر م از کتاب محفوظ  
تے طبع ز انتخاب محفوظ  
از بسکہ مشوشم نگر دم  
از بونے گل و کتاب محفوظ  
کو خربشار بے فرد شوم  
مستقیم و ز آسب محفوظ  
صد شہر کنم بگریدہ بران  
دیوانہ ام از خراب محفوظ  
پوشیدہ جیا جمال عالم  
محظوظم از این نقاب محفوظ  
گز آتش و وزخ آتش ہست  
کافر شود از عذاب محفوظ  
ور کا رہاں فرشتہ غولست  
عاصی شود از حساب محفوظ

از بادۂ تلخ تو به ام داد  
گر دیدم ازین شراب محفوظ  
آتش برگ و بیش رسیده  
گشتم ز دل کباب محفوظ  
از فرقت آب تا خسر شد  
ماهی شده زاضطراب محفوظ  
ظاهر شد و گفت لن ترانی  
موسیقی شد ازین جواب محفوظ  
بر رفت با سمان نظیری  
شد ذرّہ ز آفتاب محفوظ

در و در پاک بر لبش تو با صفا و اعظ  
که ره ز قول تو دورست تا خدا و اعظ  
تو از عذاب خدا از مغفرت گوئیم  
نگاه کن تو کجائی و ما کجبا و اعظ  
نفس زدوری و بیگانگی زنی هر دم  
مگر دل تو بحق نیست آشنا و اعظ  
شد از رعید تو پر گوش ما چه می گوئی  
اگر بخشیر بریم از تو ما جسر و اعظ  
ز جہل شوم بوحدت نیاوری اقرار  
ترا چه زہر تلذیب اولیا و اعظ  
خزائن عرش نشان خدائی می گوئی  
کنند خدائے بچشم تو تو تبا و اعظ  
کلام حق بلفظ تا بکے کنی تفسیر  
تو هیچ شرم ندار کی و مصطفی و اعظ

کجا حدیث نظیری ترا فروغ دهد  
نداده آیت قرآن ترا ضیا و اعظ

## رؤف العین مہملہ

مہنوز عارت و عانی ند اشتند نزار  
کہ لائے بادہ مقدر شد ازیر لے صدق  
مرید و مرشد و خادم تمام می دانند  
کہ زند صومعه می میخو زند تنگ و سماع  
غریب و عاشق و مستم خدا انگہ دارد  
ز شہر شمنہ خدا از مفتی طلبا رع  
اگر تلبیب تر شرف دیر می میرد  
چہ غم ز تلخی عبرتست چون بود نقار  
بریں بساط تماشا اگریم تا بینیم  
چہ می کند اہل پہلوان و مرک شجاع  
رسوم تو نہ ہند مہر و ماہ تا دوران  
ہزار باز گوید بہ تنگم از اوضاع  
پے فرید سراخیم کار بار رفتند  
باں دیار کہ نایاب قحط بود و تاع  
ترا اگر چه بابن خاکیاں رجوعیست  
ضمیر غائب ابدال را بہ تست ارجاع

تو قدر ذرّہ چہ دانی نظیری از خود رشید  
کہ دیدہ تو ضعیف است از کثیر شعاع

فریب دختر ز خواہشے ست نامسموع  
 اگر بنیشہ شود می پری نئے ارزد  
 گل از کرشمه وے از فساد باز آید  
 من و خرد که مشیت بنور او اول  
 چهل صبل که مجون خلق پروردند  
 چنانکه خوف و رجا از نتایج خرد اند  
 اگر خرد ننماید ره ثواب و عقاب  
 نگاه مرد خردمند بر حقیقت کار  
 بشرع غیرت مادر طلاق نیست در ع  
 بنای نامے نمارش کرشمه های طلوع  
 نه عاقلست که باور کند بفرش و تورع  
 در آفرینش افلاک ارض کرد شرع  
 حکیم کرده ہمیں نشہ حاصل از مجموع  
 بود نتیجہ خوف و رجا خضوع و خشوع  
 ز قلب عشق نمی خیزد وز عین دموع  
 فقیہہ مدرسہ در مانده اصول و فروع

بفعل غیر نظیری نمی توان رستن

مگر بجز به عشقت خطا شود مرقوع

پائے کوباں دست افشان در سماع  
 طرہ عمامہ بے شاں می کند  
 صوفی از چاک گریباں بندش  
 از مئے اندیشہ خود گشته مست  
 زاهد تسبیح خواں بر باد او  
 عیسی از چرخ چارم بگذرد  
 جبریل از سدره مے آرد بجاک  
 او چو چوگان پادده بر فرق ما  
 می خرامد بر دل و جباں در سماع  
 زلف و دستار پریشاں در سماع  
 میشود از خرقه عریاں در سماع  
 هست خود پیدا و پنهان در سماع  
 آید از ناقوس ریاں در سماع  
 گزند و ستش بداناں در سماع  
 پویا شود مست و غرورخواں در سماع  
 ناچو گوازان زخم چوگان در سماع

میخود یہاںے نظیری آورد

بخیمہ بر چاک گریباں در سماع

بقالے ادب تو تا ابد ہمہ آقا خان  
 جہان و آخرت از راندگان راه تو از  
 فروغ روز تو بر فرق ما سحر تابان  
 کتاب قول و غزل کرده عشق را نشویم  
 صفائی فطرت ما کرده خاک ما اکسیر  
 ہو اے چشمہ آب بقا ست در مسیر ما  
 بنار دیدہ ما بر دو قدر خود و محمد و  
 بیک نگاه ز چشم تو بادشاہ قانع  
 دو عالم از تو بیک حرف آشنا قانع  
 بہ نگہست دم صبحیم از صبا قانع  
 آب و دانه مرغان بے نوا قانع  
 نگشتہ ایم بہ نیرنگ نسیمیا قانع  
 کجا شویم بہر آب و ہر ہو القان  
 نمی شویم ز عیسیٰ بتوتیا قانع

تفقدے عنمائے غمناک فرما ز شکر تو بتلخی شود گدا افتاح

چرخها که نظیری ز عهد دوست ندید

بس از هزار بلا شد یک عطا قانع

که در همیشه بل چشم رویا نزل

چو روز حشر نقاب ز جمال برداری

ز خلق و رانی زحت پست طالع حکیم

ضعیف انگن و مسکین کشد چنانست

حدیث بندگی واجری کنم لب پهر

بلا و حادثه بر با حکم غمزه لغت

که داد ناله مظلوم می دهد فردا

کنند برائے تو داوود بدخواه نزل

بغیر معنی شکرت اگر بیا دآمد

نفس بقول نظیری کند براه نزل

## روایت الغین معجمه

حال ماشهره بانثائے غزل ساخت دروغ

به پیامیم دل سوخته نواخت دروغ

آهنگه آئینه من ساخت نیراخت دروغ

قلب ما را نزد اکسیر چو بگذاخت دروغ

دیر بر معرکه عشق دلم تاخت دروغ

خیمه بر لب آل حشیمه نیراخت دروغ

شاه غیرت بسرم تیغ غضب آخت دروغ

چرخ کج باز بمن نمود غایاخت دروغ

رازدیرینه ز رخ پرده برانداخت دروغ

عشق ازال روز که آتش به نیتانم زد

جوهر بندش من در تبه رنگار بهاند

کیمیاگر که مس جمله از وزر گردید

عقل ما پیر شد حسن شهادت نشناخت

پس سکندر بلب حشیمه حیوان آورد

شرح بیچارگی کلاب قضا می گفت

کعبین مر و خور مایه عمرم بردند

تو نظیری ز فلک آمده بودی چو مسیح

باز پس رفتی کس قدر تو نشناخت دروغ

نه گل اینجا ز عشق خار فارغ

دین مجلس طرب هر دم فزونست

شب آمد نوبت سودائے باشد

نه گل از شهدش خار فارغ

نگردد ساقی از ایشان فارغ

ز شور و فتنه شد باز ارقارغ



ملک خفته عس طبل سوم زد  
خدیج از زحمت اغیار فارغ  
رقیب و پاساں خوانده گردید  
دل پوینده از ز نهار فارغ  
شکر لب بوسها بر کام چاں داد  
لب جوینده از اظهار فارغ  
بیک رنگی و یکتائی رسیدیم  
شایم از مصحف و زنا فارغ  
ازال سودا لے ما آخر نگردید  
که محسن او گشت از کار فارغ

بشب از بسکه گستاخم نظیری  
نکردم روز از استغفار فارغ

گوید سحر که شب گذرا فکند به باغ  
گلها نشان دهند تو بلبلان سراغ  
هر شام جتوئے تو آرد بکاخ و کوئے  
هر صبح گفتگوئے تو خواند به باغ و راغ  
فردوس غیرت آرد و رضواں حسد برد  
بر هر زمیں که با تو میسر شود فراغ  
ز تخم نبوئے مشک تو بخاله در دهن  
داغ ز شور لعل تو خوننا به در ایاغ  
نور ستار با همه آرا فتاب تست  
رویتو هست نیست غم از مردن چراغ  
آں را که داغ عشق بستی نهاده اند  
تائب نه از بوسه زنده بر نشان داغ  
مارا که فال عیش قدوم تو مطلب است  
خوشتربود ز نغمه بلبل فغان زاغ  
مغز از بخور مجر زلفت معطر است  
جای می که از تو گلستان کنم دماغ

از دوست گو نظیری و بادوست دم برآر  
غیر از حدیث مهر و وفایا به دان و لاغ

نالم ز چرخ گرنه بر افغان خورم دروغ  
گریم بد هر اگر نه بطوفان خورم دروغ  
بر گل شکر نشاند و خون جگر دهد  
بر سفره سپهر بهماں خورم دروغ  
صبحم بر صبوح خورم خوانده روزگار  
خدم بطنز و بر لب خنداں خورم دروغ  
همان سرغم که بمسک رسیده ام  
بر مرگ میزبان بسر خواں خورم دروغ  
باجا ہلاں مقیم افتاده اختلاط  
تخیس کنم بظاہر و پنهان خورم دروغ  
کارم بدوستی رایاے فتاده است  
در مرگ دوستان بگریبان خورم دروغ  
بیماری ضعیف خود را علاج نیست  
بالحکمت مسیح یدر ماں خورم دروغ  
دشوار کم شود اگر اخسوس کم خورم  
مشکل ازال فتاده که اسان خورم دروغ  
باز آئی تابیا لے تو ریزم نثار خویش  
من آن نیم که بہر تہ جہاں خورم دروغ  
شورایہ کہ بر نیم اند دیدگاں چسک  
دوغم اگر بحیثہ حواں خورم دروغ

در آہ و نالہ عمر نظیری بسر رسید

سیر آدم ز بسکہ پر یغال خورم دروغ

جاں بلب ز شوق مے آرند پیغام دروغ  
راہب بتخانہ را عز کرامت کے دہند  
لستہ طامات رعنا یا نہ گردیدم مدام  
مخوینرنگ مجازم ذوقم از تحقیق نیست  
و بسوئے قبلہ دارم دل بسوئے سونات  
رام از افسانہ و انسون ہر کس مے شوم  
چہ رنگیں کردہ عکس ساغر و پیمانہ ام  
پنجو طفل بے پدر میگیم از حرمان بخت  
چون ہندم بر سر آتش نظیری بیقرار  
گر کسے در عشق گوید ہست آراحم دروغ

## رویت الفاء

از سیر کوئے مغال بر کاسہ اونگ حیف  
گردن مینا ز دستم رفت زلف چنگ حیف  
خویش انداختم در قید نام و ننگ حیف  
شہ چو بے عصمت بود ملک بر زورنگ حیف  
بانگ بے ہنگام دارد مرغ خوش آہنگ حیف  
میخورد عاقل نقش مانی وار زنگ حیف  
در لعل تار یک شد آئینہ ام زنگ حیف  
خانہ درویش شد از قرب منعم تنگ حیف

ناز بر شاہ نظیری وقت پیری مے کند

بس خرد گردیدہ از عقل از فرہنگ حیف

کرشمہ تو برد از قمار خانہ حریف  
رفیق کعبہ و ہم مشرب خراباتی  
ز عشق روئے تو در پیچ بارغ و مضطربیت  
خورد دست تو تائب شراب بے تکلیف  
بنام و ننگ نہ بینی زبے حریف لطیف  
کہ مطربے بخند صوت تازہ تصنیف

جفات می کشم و با تو بر نمی آیم  
 نمی شود و نکشم ناله و بسر نبرم  
 فلک ز سیر بماند زمانه برگردد  
 ضعیف نالی و مسکین دلی طلب دارند  
 دو هفته با تو وصال و خلوتی خواهم

بوجد خرقه جو پر رانه جانش در سوزد

چو شمع گریه نظیری عطا کنی تشریف

آه با زرداری و شانه بر صفت  
 فکر تو بوجدت بردار گفت مجازم  
 برق امت ما کسوت تقصیر بریدند  
 لب باز کشیدیم که مهر تو در آید  
 از غبن زبانی که بقید تو نبودم  
 چوں گرسنه سفله بخوان تو رسیدم  
 دلها نشود شیفه کس تکلف  
 هر چند که طعم بگزید ز تصوت  
 تا نسیب خداوند شود عفو و تطف  
 پستان گرم شیر در آرد بتوقف  
 بر خود بفضیلت نیمه دور تو بتافت  
 از لقمه بسوزم لبی کام بختم لطف

مستوری تو پیش کند شوق نظیری

جو عصمت یوسف ندرد پرده یوسف

فتنه بازلف تو گرفته طرف  
 نیم کش سردی خدنگ نگاه  
 دست برد نگاه چالاکت  
 بنده سلطان خزانه داد کند  
 عاق بر مادر و پدر رگرزد  
 بر لب طو بند گان تواند  
 هر کجا نغمه و ترانه تست  
 جعد اگر ز آفتاب برداری  
 دل ماران و دهاز کف  
 بگذرانی ز صد هزار هدف  
 مرد بر باید از میان مصفت  
 رفته بازی و مهر گشته تلخ  
 از نکو پروریدان تو خلف  
 غواجر را بر غلام نیست شرف  
 از کف مطربان بفتد رفت  
 نماید بروی ماه کلف

آنچه بے روی تو نظیری دید

بے سلیمان ندیده بود آصف

تو این کشتی گر به بادام فکر سبابت  
 درین دیار که ما نیم اودیت نیست  
 امید نیست که عنقا بر آید از پس قاف  
 تو هر کجا باش به بینی بگو چه شد انصاف

امام سادہ رُخ و عشق پاک و بادہ صاف  
کجاست بادہ کہ از خود بشویم اس اوصاف  
ترا کہ صُن و فانیست از جمال ملاف  
اگر نخوش بر آئی تہمتی بمصاف  
کہ در امور خلافت نمی کنند خلاف  
خطیب شرع اگر تیغ می نہد بغلاف  
چگونہ نصیحت تو اقلیم را گرفت اطراف

زلطف شد بہیم پوش در زمی شہر  
چہ چیرست اگر جوہری شد در صراف

## ردیف القاف

مشری آورده با خود جسے از بازار عشق  
عشق ہر سود رہا سے می کند انکار عشق  
عطر ما با یکدگر آمیخت عطار عشق  
باد فوروزی وز دیوستہ برگزار عشق  
صبر کن کند پرودہ دل سر بر آرد خار عشق  
گوش ناقابل نباشد محرم سرار عشق  
نافہ آہو شکافد بر گزر طرار عشق  
بیخودی در خاک پیدا باشد زانایم عشق  
خواب خوش در پیش دارد دیدہ بیدار عشق

نالہ زار نظیری دشمنان را دوست کرد

درد دل خارا تشبہ زار می بہار عشق

لفظ آفتاب روشن معیش صبح صادق  
وزراست کوئی تو مومن شود منافق  
گیسو کلام ملہم رخسار حق ناطق  
کار سیت با سعوبت عقلیت ناموافق  
کشف ہموم قلبی یا کاشف الدقائق

ہزار سنت و حرمت سہ انتخاب افتاد  
ز علم زہد و ورع بوسے شیدے آید  
جمال جاہل و فاضل دارد  
شجاعتی کہ بر آئی بدیگران سہل است  
کے ایں جماعت جاہل خدا شناس شوند  
ترا چنانکہ توئی وصف می تو انم کرد  
نہ عارفست کہ گفت از حسد نظیری را

صبح اول کردہ حسنت عشوہ در کار عشق  
تا شود ممتاز فہم عارف و عامی نہ ہم  
زانسوئے بازار خوشبوئے عبیری می رسد  
عاشقان را بہر نفس صبح و بہارے دیگر است  
طاقت آزار نیست از آوری نوشت و نند  
آنچہ گفت ایند با دم بالماک ہرگز نکفت  
بادے بویہ دل آگاہ بوسے می برد  
مست چوں رہ می رود کام پریشان میرند  
ہر کہ مشب شبغفہ امین خواب خوش فردا نکود

لب ساقی روانہا دل چہمہ حقایق  
از سخت گیری تو مرتد شود مسلمان  
چاہہ ذوق سخن معارج ما و کنعان  
بے جذبہ دلیلے از خود نمی توان رست  
عونا بحدک روحی یا مظہر العجائب

بے نور تو ہیو لا صورت نئے پذیرد  
 اصحاب پیش چشمت دنیا و دیں نہا دند  
 گوید قبول و ردت زیں ہر وصیت لائق  
 از پیر و کشج و عمر شد کاسے بنی کشاید  
 تو لاک فی وجود ما مخلق الخ لائق  
 دریا بم از عنایت برہانم از علایق  
 آخر تم جمے کن بردارئی نظیری  
 بہت شعاعے دلہا لطف طیب حاذق

رفیق بر نکند در رہ تو کام رفیق  
 بخت و جویت و دست از دو کون نشاندم  
 ترا دے ز غم آزاد ہجو بیت عتیق  
 بسا لکان مجر و خدا دہد تو رفیق  
 اگر بجز عظیم است اگر بجاہ عتیق  
 ز کودکی نشدم آشنای ہج طریق  
 کہ بے دلائل و اعجاز کردہ ام تصدیق  
 بے گد ا ختم و کشتم از خیال دقیق  
 بہ از شراب عقیقی بود سر شک عتیق  
 کہ جمع ہی شود اجزائے کل بس از تفریق  
 مجازے برد آخر بجا سبب تحقیق  
 کہ در مواظبت پیدا است روزگار شفیق  
 ز کابلست کہ افتادہ کار در تعویق  
 بیا و ہر جہ بجز دین است غارت دہ  
 ز صد گرہ گرے و انکروم از زلفت  
 توے بجام دگر کن کہ در پیالہ من  
 سحر ز روح چمن بے ریا ح معلوم است  
 توے پرست و نظر باز شو کہ طبع ترا  
 بہیں خزان و بہار جہان و عبرت گیر  
 لے کہ خواست بن کردہ مزد خویش گزشت

بایں سپاس کہ دوراں مسکست ترا  
 بخاص و عام نظیری بدہ شراب حیق

### روایف الکاف

نگشت دامن گرے درس بیاباں خاک  
 اگر سنج و شی پائے در رکاب نند  
 درون تاخت ہوارے درس جہاں چالاک  
 بمرگ باز نہ داریم بدش از فتر آک  
 بیکد و گام فتادیم در ہزار مخاک  
 طفیلیاں سر خوان خواجہ لولاک  
 اگر ہزار بہ بخشند مہر دختر تاک  
 کہ پاک را نتواں دید جز بدیدہ پاک  
 بقول مطرب و ساقی روم زجا عاشاک  
 گمارسیم درس تیرہ شب خدا دادند  
 بسکنت بفقینم تا قبول کنند  
 بفتوے فرد پارسا طلاق و ہم  
 بگریہ دیدہ ز آلودگی فرد شو ہم  
 فریب نغمہ و ساغر خورم معاذ اللہ

خلاف در سرامطره تو آشفته  
چو تلخیصت که در سینه محبت ماست  
کند ز جانب ما چهره تو آتشناک  
که ز بهر خنده ات انمی و ماند از تریاک

ازین نشاط که در خاطرے نظیری را  
عجب نباشد اگر گل برویش از خاک

ره نداد آنقدرم بر سر خوان تو فلک  
رستخیزی که شود زیر و زبر وضع جهان  
کز نمکدان تو بر لب زخم انگشت نمک  
چند زخم بسما باشد و ختم بسماک  
عشق فریاد بر آورد که اندامک  
آنچه بر لوح قضا رفت نمی گردد خاک  
که ز خشن تو نیفتند ملائک در شک  
تا گم فکر تو در صد هوس آورد بیک  
شد چنان عشق تو که صحبت هم اردو رشوی  
مستقر از جمال تو در آیند ملاک

مهر دم افسانه جانکاه نظیری پیش  
عمر رفت و نه بستیم بهم یکدوش و شتاب

رسید فصل گل و عشق کاشتم نزدیک  
رفیق بهر خدارو بردن در بنفیس  
بجمله شمع و دگر میفر و ختم افسوس  
چشمها بسیر هر مزار سوخته ام  
بربت پرستی اگر سیر کار خود گوئیم  
چهره خلوت انتم کمال بخت منست  
نکته مصیبت و سوز مرا میداند  
لصحن مزرعه ای ابر حمت کلبه ریز  
سرد چو فاخته که طوقم از گلو رود  
ز تبت است نظیری که مانده ام ز طلب

نموده آتش و وادی ایمینم نزد یک

در ایام بته و اشدا و سحر مبارک  
بالین از جندال خشت در مخافت  
عشق از کبک بر دقناخت عقل از میاں برآمد  
عجب غرور شکست فتح و ظفر مبارک

خبہائے دود ماغم شد روز تاقیاست  
 بر جان و سر نلزم در عاشقی کہ باشد  
 فال سیاہ روزے بر بخت بدشگون شد  
 آنجا کہ عاشقانند اختر بعکس گردد  
 طفلی بجا بگذشت پیری بعیب آمد  
 ہاں اے بسر کہ طفلی علم جفا میاموز  
 این آفتاب تاباں بر بام و در مبارک  
 بسیار منفعت را اندک ضرر مبارک  
 آواز نوحہ باشد بر نوحہ گہ مبارک  
 دل در بلا سعید است سر در خطر مبارک  
 نے بر پسر شگونم نے بر پیر مبارک  
 ہر چند چل شومست بہت اینقدر مبارک  
 کوئین احقر کردند بر بہت نظیری  
 بگزید فقر و گفتا این مختصر مبارک

## رویف الکاف فارسی

نقش دیباچاں کشید فرنگ  
 کفر از عشق و عشق از ایمان  
 زمزم سوخته است گوہندو  
 وہ کہ بر مانوشتہ بادہ فرکش  
 چند کورانہ دست اندازیم  
 دوہمہ نقشہا و اولے نقش  
 گلہ در دوستی نئے گنج  
 بقصا تن دہم کہ در دریا  
 کہ زمین برد دانش و فرہنگ  
 چہیت این فتنہ باد این نیرنگ  
 مشت خاکسترم فشاں برگنگ  
 بادہ رانگ و جام را پانگ  
 دامن کس نیاید اندر جنگ  
 زوہمہ رنگہا و اولے رنگ  
 بسکہ شد راہ دوستداری تنگ  
 شادی گوہرست و خوف نہنگ  
 تو کمین ضرب زخمہ را خارج  
 گر نظیری غلط کنی آہنگ

## رویف اللام

زان شب کہ یار کرد نگاہے بوسے دل  
 صاحبہ بے بود کہ نصیحت بہادر ہد  
 آنرا کہ فرخ ز آئینہ دوست تا فتند  
 برین نکرده مرحمتے پیرے فردش  
 بر حق گرفتہ خون دل و دیدہ دامش  
 دیگر بوسے خویش ندیدیم بوسے دل  
 گوئی بجا کہ نازید است بوسے دل  
 پہلوئے دل نشسته بین عدوئے دل  
 تا بر سر خمش نشکستیم سبوسے دل  
 از عیشہائے دیدہ بر ایم کلوسے دل

دستم بجای سینہ ازاں باز کرده اند  
اغوائے دیو و ذلت آدم باب رفت  
هر چند گویم از غم دل بیشتر شود  
گفتم نفوم ملازم دل بنیست مگر  
زاندم که دل بدست ضایع سپرده ام  
یار یکدستگیری یاری کند کجاست  
تامن باب دیدم کم شست و شوئے دل  
سرداده اندیل محبت بجوئے دل  
خالی نمی شود دلم از گفتگوئے دل  
هر چند بر شدم نرسیدم بگوئے دل  
ازوئے نکرده ام پس ازان بجوئے دل  
در غم غم تو کند جستجوئے دل  
بنشین که راحت نظیری وجود عشق  
یک آرزو کنند هزار آرزوئے دل

گر کشف حجب فوای بتال منے نال  
در عشق مکش دفتر کا سرار لدنی را  
فوای بیکه آری دل راز پریشانی  
تا صاف ملائک ابر خاک تو پیمایند  
در سلقه می گنجی تا بچته منے گردی  
شایریشب لعلست ز پتارنی گویم  
تا هست منے باقی محروم کن ساقی  
مارا بصدا فسانه در خواب چومی کردی  
در بیری و محرومی خوردیم می و حقیقتیم  
سهل است اگر کاسے بر عکس آب افتد  
پیش از هم می بارد بر کشت نظیری را  
کو تخم نمی کارد بر فکر سحاب اول

دریں بستان بجهد از خار بگسل  
اگر تعویذ برالت گردانست  
سر رشته بیگستن تو ایا یافت  
ز پیش دیده ام بردار کونین  
غمت کوناخنه در دل فرو کن  
پس از چندین و ربع ترسم که گویند  
میانے کز ریاستی بخلوت  
چو گل خنداں شود از بار بگسل  
بزم ناخن و منقار بگسل  
ز هم این تار را یک بار بگسل  
گره از پوده رخسار بگسل  
بمی گویم گره بسیار بگسل  
شهادت عرض کن ز تار بگسل  
برودر صحبت خمار بگسل



شہود او نظیری سرسری نیست  
زبان از ذکر و دل از کار بگسل

بلغزش دست از دل از کار بگسل	گرافند زلتے از کار بگسل
بنقصانے کہ باید خرقة سہل است	برفتن دامن از ہر خار بگسل
در میانہ آخر مے کشا یند	تورفت و آمد از جہا بگسل
قبائبنراں قریب چشمہ سازند	چو ابراز دامن کہسا بگسل
اگر عاشق شدی دل را نگہدار	نگرداں سجمہ وز تار بگسل
غلط سنجان عامے دشمنانند	نگرد در صحبت اغیار بگسل
پریشانی کند یا مال خواریش	گہرا عقد در بازار بگسل
بشہر روشنای ضیق گرانند	بخشت از آئینہ ز تار بگسل
نسیم آخر شیمے می رساند	تورفت و آمد از گلزار بگسل
تہ کیسہ پے آزار بکشکاف	کرم ہر ساعت از دنیا بگسل
بہر جرمے کہ متانت برانند	تو دوست از دامن خمار بگسل
بقدر آنکہ از سوزن کشی تار	اگر ز تار مانی تار بگسل

نظیری بس خواهد کرد انا الحق  
خلیفہ گور سن از دار بگسل

مرجا ساقی خجستہ جمال	از جمالت دو کون مالا مال
بتراز مے اجر سنجیدہ	تشنہ را قدر و جرمہ را منتقال
مے تو در شرعیعت تو حرام	خون مادر محبت تو حلال
رفت دوران عالم و کسری	ماند از عدل وجود شاں تمثال
بیشتر فعل بود و قول نبود	نیست فعل این ماں بہت اقوال
جوسے شیریں و قصر خسرو را	از بیایاں بیس و از اطلال
گریہ برادران کنند از بخت	چوں بزایند این زماں اطفال
غم ترکاں چناں گرفته دلم	کہ طرب را در و نماںد جمال
در دیارے کہ تنگ چشمانند	بیم قحط است در فراخی سال
زین عطشہا کہ در دل چاکست	بزلال است تشنہ طبع زلال
شبہ عشق از نظیری پرس	بوعلی حل نکرده این اشکال

بمشق نیست یا قاتل است اجر قاتل  
 هنوز دیده بگردی نکرده ایم کجیل  
 نشسته ایم که خرماد را و دست در تخیل  
 که در نهاد کرم بود غایت تعجیل  
 قبائے سرو قصیر است و قد سرو طویل  
 بمهد جہمہ بدخو سسہ کنند از نیل  
 بچار جذہاں می زنند طبل رحیل  
 کہ روغنت بکمر آغ است نور در قندیل  
 وظیفہ گر نشود وجہ مے خداست کفیل  
 بل است سرو تکبیر و مرغ در تہلیل

بجاں میخ نظیری اگر جنان خواہی  
 کہ بوئے باغ و چین لعل خود دماغ بخیل

بگرد رسد گردید نیست تا معقول  
 سماع عشق تخیر دگر ز اصل اصول  
 کہ حاکمے شود از حکم کودکے معزول  
 ادب نگاہ نداریم در زو ج و دخول  
 گنہ بطور ملامت کشاں بود مقبول  
 گراں ہزار تمنا یکے رسد حصول  
 کہ نیست رخصت گفتار جز بقدر عقول  
 بچنہا نکنیم التفات بر مسئل

خوش تان شناسد کسے نظیری را  
 چہ لازمست کہ معلوم گردد ایں مجہول

بہیج مسئلہ خاطر نمی شود مشغول  
 شدیم پیر تعلیم کو دکان فضول  
 گدائی در مے خانہ می کنیم قبول  
 کم عدد دل ز شاہد بشاہد ایں عدول  
 الم بنیاطر کو دک دلاں نکرده نزول

منا و نیست در آل کو کہ غول زنند سبیل  
 نگاہ برہ مردال غیب و خستہ ایم  
 رسوم فقر و توکل در از دستی نیست  
 باضطراب پیدا مدیم نیست شدیم  
 جمال و جاہ موافق بہم نساخستہ اند  
 شقاوت ازلی را علاج نتوان کرد  
 بتر و بجز نہیں فرصت اقامت نیست  
 دے سہ چارہستان عمر روشن دار  
 خوشی باغ و گلستان طلب نہ مزع و دہ  
 قبح کش و بچن صنع حق تماشا کن

نخست عشق بیفانہ کردہ است منزل  
 ز راہ ضربت دستت رقص ہیا لال  
 کمینہ بواجبی در دیا ر عشق اینست  
 ازاں عزیز خراباتیاں شدیم کہ ما  
 بروں ز دلبر شہر کے رول نشاہد غیب  
 متاع ہر دو جہاں را بیک گدا بخشیم  
 ببنند شد سخن عشق لیک معذ و رم  
 غرض گدائے در دوست بودنت ار نہ

کتاب خواندہ شد و شبہہ نشد معقول  
 اگر رسوم ادب شد زیاد ما چہ عجب  
 فقیر مدرسہ و خانقاہ کم رزقت  
 اگر بمدرسہ اورا دیر گم نشود  
 غم حوادث اگر و ہر اگر رفتہ فرو

تو به بشر طراده که من ندانم  
که از گناه نجل کردم از نذاب ملول  
جز آن خلق نظیری بحشر تحقیق است  
بغیر ما که مصائب ما تل و مقتول

تا عشق چاکند به بلبل	بسیار در دیده پرده گل
شمشیر مقرباں بر سینه	دیوانه عشق بے تا تل
بر تر بود آستانه عشق	از هر چه خرد کند تعقل
خواهی چو امان گذر ز کوهین	دنیا سیل است و آخرت یل
بر آتش قهرت از نشانند	دل خسته مدارد در توکل
تا چو لرخ دلبران بر آری	از خرمن شعله شاخ سنبیل
بر مور نهاده اند باره	کافلاک نمی کند تحمل
رحم که زدست می رود کار	بر غرقه جفا بود لغافل
دور که چو تو لوی سفت بر آید	از جنس تو الد و تناسل
در عشق گریز تا بیابی	ملکه که نه کرد کس تنخیل

بزم تو و آنکه نظیری  
از چرخ نمی کند تنخیل

نیم ز کعبه می خوردن حجاز نجل	به پیش باده فروشم ز کشف راز نجل
ز روی مستی اگر پرده درم سبیل است	بیان نمی سحر برده ام نیا نجل
گذار بخود و مستم که گر بهوش آیم	شود فرشته ز پر سیر و احتر از نجل
به پیش مشرب ساقی ملولم از تو به	نه در طریقت زندانم از نماز نجل
همیشه با غزل و جام در مشا بده ام	حقیقت نکند از رخ مجاب نجل
بلند و پست بے پیش را هم آمده است	نه از تشییب ملولم نه از فراز نجل
بجوب و زشت جهاں هیچ اعتماد نیست	کدامتیا ز شوم در هر امتیا نجل
دکعبه آنکه طلب داشتیم و لیم بود	ز رخ بادیه ام در ره دراز نجل
ز عرض حال اگر منفعل شدم سبیل است	تسلیم که بگشتم در کار ساز نجل

کمال قرب نظیری مجاب و تشنه است  
فراز مندر سلطان بود ایاز حجل

## رویت المیم

ما حال خویش بے سوبے یا نوشته ایم  
قاصد بهوش باش که بر یک جواب تلخ  
شیرین تر از حکایت مانیت قفله  
روئے مگو معالج عمر کوتاه است  
تحقیق حال ما زنگه می توان نمود  
بر ما سلم است که منشور راستی  
ما از خط بیاله و معشوق نگذریم  
هر شو که کرده ایم رواں کشتی امید  
هر جادوئی که کلک نظیری نموده است  
خود کرده ایم باطل و خود و نوشته ایم

ما بران خبر پیر و ترسان شویم  
در تماشاخانه تو چون آینه گم گردیم  
مهر لب چو سر کینه میسکند ده ایم  
سر سر در دیده دل تا نکند طعنت کنیم  
بر گذر بودن حسن گل و خوبی بهار  
ابتلا ما می عزیزان همه است که ما  
نقش امید بصد دوزخ و دریا شستیم  
زود جامه تکلیف خرد از سر ما  
قیمت خاک راں کوئی با فلک سید  
بگذارید که در تنگ شکرم گردیم  
در محبت دل و دین بافتن اول قدم است

ما نظیری ز تو خورشید باینها نشویم

شکوه نقصان بود فصله از بیاں انداختم  
از کفم سر رشته گفتار بیرون رفته بود  
تا مگر این بخت سرکش زودتر جلی رسد  
نرخ ارزاں بود کالادر و کال انداختم  
هر گره کن دل کشا دم برزبان انداختم  
هر گیاره شد نگول از کف عناں انداختم

را ہر دلال کالا بود و رہن مشتری  
ساخت نوعی جذب کارم را کہ معلوم نشد  
ثابت اندازی ز صافی نظر شد و رہن  
طعم حنظل را بعات راست کردم در مذاق  
شمع را گفتم چرا منظور ہر محفل شدی

دریناہ گریہ و عجزم نظیری بعد ازین

جعبہ خالی کردہ بردشمن کہاں انداختم

ہمیشہ تار و پود کار نہا ہوارے بستم  
برش چنداں کہ می رفتم تو دش شفقے با من  
وزاں کو یک شتم گلگشت ہتاب نشد توری  
اگرچہ پاسے نامہ عنبر تقصیر گنہ بودم  
کسے دیگر بجز من لذت نقصاں نمیدانست  
نہ افتاد چندین رختہ در بنیاد رسوائی  
کہ در خدمت عمریت می بندم چہ شد قدم  
نہال عمر پوچہ تو کہ دم بر نشد حاصل

نظیری این تمنا و طلبتا وقت مردن بود

متلع جال بغارت می شد و من باری بستم

مغفوا استغفار من کہ اہل ایمان نیستم  
مغنی اخلاص بخوانند و محسن اعتقاد  
در حین معذور داریدم اگر کہ دم ملول  
جذب حنظل فی اشل دوشمن میدا ساختن  
چرخ اگر داندول بگردد براگر طوفان کند  
دہر چوں در دشمنی سست است انگندم پیہر  
گر پریشانی ہاں خداست کاندہ زلفت است  
خیر حسن خود نہ گاہ می توان کردان چہ شد

گر نیکی نظیری ہندوئے خوشیم بخوان

کافر ز تار بندم کن مسلمان نیستم

در میاں راہ بار کارواں انداختم  
کے صم از حیث ز تار از میاں انداختم  
بے پرویہاں خدا گئے بر لٹاں انداختم  
من کہ شکر راز تلخی از دہاں انداختم  
گفت از بالا نظر بر آستان انداختم

دل و دھم نبود و خویش را بر کارے بستم  
باشوں خویش را با محران یارے بستم  
ہمیشہ خویش را چوں سایہ بردوارے بستم  
ز خجلت ہائے عییاں لب ہستفارسے بستم  
گر از اول رہ سودا دریں بازارے بستم  
گوارا آغاز دست عقل و عویدارے بستم  
برہن میشدم گر اینقدر نہاںے بستم  
خرمیدا و گراں نخل را بر خارے بستم

خرقہ از مصحف اگر سازم مسلمان نیستم  
چوں نشینم بانکو کاراں کو ایشان نیستم  
نغمہ بن کوہ و دھم از گلستاں نیستم  
خضر راہ یوسفم از آب حیواں نیستم  
گوشہ آسودہ ام آگہ ز دوراں نیستم  
دشمن نامہ درامن مرد میداں نیستم  
بس پریشاں تر از نیم کن پریشاں نیستم  
سالمند کوہے خود پندار مہماں نیستم

ہنر درخست باو کی پیش نہ ہر کمان ارم  
 ز ایمانے عزیزے ہتے در کار میخواستیم  
 بومش تار سم صد بار در خاک فگند شویم  
 اگر مستم اگر ہشیار دستان سنج دیر نیم  
 زباں شوریدہ عشق است گفتارش نمی فہمی  
 کف پائے خواہد رنج شد در نرم مغرواں  
 دے بردی باز و از وفاندی گراں ارم  
 خدنگے در کمان پیوستہ چشمے بر نغاں ارم  
 کہ نو پروازم و شلخ بلند عہ آشاں ارم  
 ز گل بر سر شاخ ہزاراں داستاں ارم  
 بخواں از چہرہ ام رائے کہ با او دریاں ارم  
 اگر یکدم رستے پامال خاک سستاں ارم  
 نظیری خوش دلت با غمہ داد و ستداری

دریں سودا شریکیم یا تو گد صبا یاں ارم  
 خواہم کہ باز دیتی دل نام بر آرم  
 چوں کباب دری قہقہ از کام بر آرم  
 گزین قفس تنگ بر اکیم دوسگامے  
 صد بال و پر کم بود از رام بر آرم  
 زینگو کہ ناوک فگند نام بجیس اند  
 کو میکہد خالی قہج و جام بر آرم  
 ممنونم ازین دل شکناں گر بگذارند  
 کز شلخ اگر من کشت خام بر آرم  
 لے بار تعلق خود از ان نخل فرو بارند  
 بہتر کہ چیش جبگر آشام بر آرم  
 دل بر کنم از یار جفا پیشہ نظیری

در شہر ہمد عہدی اگر نام بر آرم  
 دہشت از صدم مکن بے زخم کاری نیستم  
 خود شکار کس شوم شیر شکاری نیستم  
 مغز افروز دقتیم کشت سوزد بختیم  
 آہ محنت دیدہ ام باد بہاری نیستم  
 زین حرفیاں از کسے ممنون یاری نیستم  
 پربتنگ گد گوشہ بے اعتباری نیستم  
 خود بخون خویش میجو شتم جو صہبا در سبو  
 در سر مغور کم از ہوشیا رنی نیستم  
 بہ کہ از من کم رسد ز محنت بصد اعتبار  
 گوش براضا امید واری نیستم  
 آگہی بخش است عالم پندوہ بینا نیستم  
 جوشم از خاتمہ بے اختیار نیستم  
 ہر چہ می گوید ز با تم کردہ انشا کا تم  
 بد او وقت طلب در جانپوری نیستم  
 انتظار و عہدہ دارم در ادائے دم دوست

خودے شرم نہ گیراں رائے نظیری بر جیس  
 گرچہ دارم غفلت بے شرم ساری نیستم  
 تا یکے نیمہ جو گل پر گد را در غم  
 عہدہ خانی گد راں نیمہ در غم

ماصل خرع آفت زد گشت آن گنج  
 بیش ازین شور نمی گنج اگر کان بنگ  
 مست شو قم می و خون در نظم یک نیست  
 خار سرت بدل خنده شادی بر لب  
 شرح بجزان تو بر مرغ گلستان خوانم  
 گر مقیمان جمن از تو نشانم گویند  
 قلم عقل ز بازیچه ساقی بشکست  
 منہدم گشت چو بنیاد وفا کعبہ دل  
 در گلستان چو حیثیت قداس سر و کف  
 من غلط قرعہ بویرانہ و آباد زخم  
 بر جگر سوختگیہا کے خدا داد زخم  
 سوز ساقی شخم و جنگ بجلا در زخم  
 جام می گیرم و خود نوشم و خوش با زخم  
 شاد زلفت تو بر طرہ خمشا در زخم  
 بوسہا بر قدم بندہ و آزاد زخم  
 خندا بر سبق و سر خط استا در زخم  
 حلکے کو کہ نہ بیداد بتاں داد زخم  
 ناوکے بر دل صد بارہ شمشاد زخم

من در دسحری نیست نظیری انصاف

راہ میخانہ ردم دوش بر باد زخم

شب نہ تشویش صباے شور بلبل داشتیم  
 عیشہا سیل بہاری بود تا آمد گذشت  
 یاد آں مستان کہ بر حید زارینجا نقل جام  
 پر تو اکسیر چشمہاں پنج افتادہ بود  
 کارم از کنہ غمہ آخر شد کظاہر کرد عشق  
 عشق وستی زود تر ز نیم بقصد میرساند  
 در ہمہ کاسے مسافر و آب کسادی بخشست  
 غلوتے تا صبح دم یاسنبل و گل داشتیم  
 صحبت باد و ستارہاں بر سر گل داشتیم  
 بہرہ کیفیت از جزو تا کل داشتیم  
 ہر چہ می بردند در بدن تغافل داشتیم  
 ہر بہ در جوہر تمقی و تنزل داشتیم  
 دیر ازاں زخم کہ در رفتن تا نقل داشتیم  
 بسکندرم توشہ در بار تو کل داشتیم

فی شنیعہم از نظیری عشق و فی کردم ہوس

کے جنس جانسوز درے در تخیل داشتیم

کنم بابادہ مستی کہ سودا نے دگر دارم  
 نظر گرد حجاب آنجا کہ من یلدرے بینم  
 بروئے عقل ریزم مزد عقل کار فرما  
 ندانم یا کدر حق ہمیں مقدار می دہم  
 حدیث طور از من پرس از محمل چہ میسر سی  
 بترگاں ابرسیر اکم بشارت کوہ و صحرا را  
 چہ دانہ ہم کوتاہ بالی چو لالہ گاہ شو قم یا  
 بساقی تلخ می گویم کہ دل جائے دگر دارم  
 نہاں از چشم ظاہر بین تاشائے دگر دارم  
 کہ غیر ز کار او بر سر تقاضائے دگر دارم  
 کہ با خود ہر نفس آشوب غوغائے دگر دارم  
 کہ من بے پیرے مجنون صحرائے دگر دارم  
 کہ در ہر قطرہ آب دیدہ دریائے دگر دارم  
 کہ در راہ دگر رفتن من جائے دگر دارم

خود را نیست در سوداے من یکدزد گنجائی کہ اور اے دگر کردست من اے دگر دارم

نظیری بر تر از مطلب بر آوردست بہت را

کہ بر تر از تمنائے من تمنائے دگر دارم

گنجے بر فرش سفیل گاہ بر رُفے گیاہ اتم  
نہ یکلم نہ حین رُفے کل منقار بلبل شد  
بہر بانگ سروے خاطر مآشفہ میگردد  
حدیث دام نلفے میکم دزدیدہ دزدیدہ  
گرم صد بار سوزی باز برگرد سرت گردم  
بمردی و ببقہ ٹی خضر مگر یہے آید  
ایسم ناتوانم تا کی خیسنرم گنج اتم  
مباد از طرت گلشن دُور اتم کنوا اتم  
نظم گوئی کہ از آمد شد باد صبا اتم  
دلہ یا خار خائے بہت ترسم در بلا اتم  
نیم پروانہ کو یک بوغتن از دست پیا اتم  
چو در فکر فہمیدان تو در سوز جزا اتم

نظیری بخود از بزم صال بارے آیم  
عجب کیفیتے دارم ندانم تا کج اتم

سکن و دست گراں بود فراوان کردم  
گرد و زو خضرے از نظرم نے پاشید  
ایچ اکسیر بتا شیر محبت نہ رسد  
بہشتیم بود دیورفت آخہ کار  
ہم ساعت بگو و از تفرقہ نتوان پردخت  
ہرچہ آموختہ بودم ہمہ زیادم رفت  
حال ازل ترک سیمہ چشم سپید کہ من  
سوسے تورہ بنگا پوی خرو نتوان برد  
خانہ ناں کہ بیاد نظر تیریتش  
طبع گر خاک نگارینش جاں کردم

نکتہ آرا و غزل سنج نظیری نے باش

بمدیکے کہ ترا صاحب دیوان کہ دم

ما چو سیل اس خاک از اول بشت پازدیم  
کوہ دانیم دنیا را و خود را شلخ گل  
جنس کنعان مہر یان گفتند بیلہ از نیست  
وہر ز اول بہر کہین است پندارد کہ ما  
نیکہ بر آب سرے پرباد شوت چوں بیاب  
خیمہ بچوں گل ز مہر غنچہ بر صحر از دیم  
از غل مینا براوردیم و بر بار از دیم  
بیشتر را ندیم خوش از کار و مال سودا ز دیم  
سنگ مریم و زحل بر گنبد مینا ز دیم  
ہرزہ واکر دیم چشم و غوطہ در دریا ز دیم



کس زما گشتگان بر مراد خود نیافت  
 قصر فوق و کل تحت جستم غیر از مانبود  
 غیرت مایا که تار و دو تائی بر تافت  
 دلکشادیدیم صوت و نغمه امروز را  
 سبز و خوش شاید که راز خاک بر صحرایم  
 کس حدیث آشنائی در جواب مانگفت

تاکے از کثرت غم روی بر زانویم  
 دفع دل تنگی دے از شغل خالی نیستم  
 شاگرد خستم که منت دار از خویشتم نہ کرد  
 کوچہ معشوق بارغ دلکشائے عاشقت  
 کس فریں کاسد دیا راز من مشائے خوش نکرد  
 مایه من انگبین تابی بر آستوب شهر  
 کفر و ایمان را یک رنگ دہا بر و میکشد  
 خوب و عشت کردہ امعادت راحت خندگاه  
 طے راه از اشک بر مژگان سبکسرم  
 نافہ مشکم کہ عطر افشان بیافتادہ ام

و انجب درے نظیری البتہ آورده است  
 سینہ بشکافد گردش زنجیر بر بازویم

همیشه گریه ملخه در آستین دارم  
 بیاد و برقم از احوال خویش در گفتار  
 کسے کہ خانہ ہمسایگی من گیرد  
 نہ با کلم نظرے نے بصوتم آفت  
 مرا بسا دہ دیہائے من تو ان بخشید  
 دلم رفیق سمندر مزاج مے طلبید  
 زدیربابت و بختا مے برو عشقم  
 بدست ہر کہ فتہ جریہ حریف نیست

بہر رخ دہر فروشم گرا نگیس دارم  
 کہ بردر گذر و تخم در زین دارم  
 مدام خوش دلش از نالہ حزین دارم  
 شکستہ بالم و صیاد در کمین دارم  
 خطا منوہ ام و جستم آفرین دارم  
 سموم غیرت وادی آفتاب دارم  
 خجالت از رخ مردان اہدیں دارم  
 ندیم می کدہ ام دل چراغ نیست دارم

سرم بکار نظیری فروخته آید

که دارغ بندگی عشق بر جبین دارم

جز شمع احوال کساں پیش ندارم  
بر دام هوا و هوسم خنده ز ندمرگ  
روشن نمود از کاوش احباب چراغ  
هر نوع که آید سخن عشق سراغ  
چون خامه آشفته دماغان شدم از دست  
زال نیش که دی ز در برگ است تو فدا  
هرگز نظر بے بر ورق خویش ندارم  
صد داعیه ام پیش و نفس پیش ندارم  
ز خم نرنگس که سر پیش ندارم  
صبر خرد قافیه اندیش ندارم  
پروا نداشتن ز دل ریش ندارم  
در یک بن مونسیت که صد نیش ندارم

از من سخن عشق و جنون پر بس نظیری

در پیست دل دین و سرکیش ندارم

رضا بهش کدام است و اختیار کدام  
در این کند که صد سر ز حلقه ریزد  
دو نیم گشته دل از کفر و دین نمی دارم  
چشمی از بصر نور کو بندم  
فلک ز عربه آسوده است حیرانم  
ز بسکه مست رخ ساقیم نمی فهمم  
چه دل بهش دهم دل کدام و یار کدام  
بہائے گشته چه و قیمت شکار کدام  
کزین دو یارہ دل آید ترا بکار کدام  
که قرب ذرہ چه و بندت شکار کدام  
که گشته خفته تو با طبع روزگار کدام  
کھ تاب طرہ چه و چشم پر خمار کدام

قرار صبر نظیری بچشم او دادیم

ز عهد ما و تو بیتیم استوار کدام

هر کی ساخت غمخواره معمار شدم  
بوسے یار من ازین مست و فامی آید  
بس کز و غمخوارم آسوده دو دهم در خواب  
دل دیوانہ من قابل زنجیر نبود  
مین دگر قوت پرواز ندارم در دام  
قیمت زخم بلاد و طلبگاری بود  
هر کی نقطه شدانده خط پر کار شدم  
غم از دست بگیرد که از کار شدم  
بچنان زیر سرش بود که بیدار شدم  
بشیخ سر زلفت از چه سزاوار شدم  
کاف صیاد بداند که گرفتار شدم  
ز رخ کالاشنیدم چو خریدار شدم

کس با تش بل خویش نظیری نرود

زال نگه سوخته بودم که خبر دار شدم

خود را کباب ازین دل خود کام کرده ام  
ایں پاره آتش است دش نام کرده ام

گر روزگار دشمن من گشته دور نیست  
خونہا ز رشک در دل ایام کردہ ام  
ایں دل کہ در وصال ستلی از و نبود  
خورسندش از تغافل و دختام کردہ ام  
بے صبرم آنچنان کہ بقدر کہ شمشہ  
جائے کز و نہادہ دے و ام کردہ ام  
پیش خیال او حذر آید ز اضطراب  
ایں صید ما بجیلہ دے را ام کردہ ام  
شام فراق در نظرم دلغ حسرتست  
ہرے کہ روز وصل تو در جام کردہ ام

از نیم جرعہ لطف نظیری چہ پیخو دیست

ایں روز وصل بود کہ من شام کردہ ام

ما کلم در آتش و دفتر و آب افگندہ ایم  
ہر چہ با آں خواہشے ہست از حساب افگندہ ایم  
شب کہ درستی سہراغ کلیہ ما کردہ  
جائے غم شادی بروں از اضطراب افگندہ ایم  
کوئے جاں معذور تر داریم از بازار دل  
راہ سلطان را بعد از خراب افگندہ ایم  
ما گرفتار این بیدل ہر گنجانا لیدہ ایم  
لرزہ بر عرش از دوائے متحجاف افگندہ ایم  
بدرہ انگشت نیاز ما اثریابی کہ دوشش  
طرہ مقصود را در پیچ و تاب افگندہ ایم  
چاشنی گیرندستان از دل پر شور ما  
ماہماں بر آتش از خامی کباب افگندہ ایم  
کفر و دین ما از سوئے باطن بولال و سہد  
ما غلط بیناں نظر ما بر کتاب افگندہ ایم  
برزنا بیم از فرشتہ منت با دمرا د  
ما کہشتی بر سہرچ سراب افگندہ ایم

او کرم الکاتبین منت نظیری کے کشیم

ما ز دیو این عمل حرف ثواب افگندہ ایم

دست در طرہ آشفته یارے نزدیم  
یاد گاری گرہے بر سہر تائے نزدیم  
شرم ما باد کہ مغبور جہانیم بعشق  
نشدیم آتش و برقعے بدیا سے نزدیم  
در رود دست چو خاک دوار بختہ اند  
بدرہ آبلہ نشتر خارے نزدیم  
کردہ صد سالک چالاک بریں راہ گذر  
دست در حلقہ فتر اک سوارے نزدیم  
ہمہ راز شتی و زبانی ما در نظرست  
بختیہ بر طرف پردہ کارے نزدیم  
ہر چہ دلوں دو گرفتند در آن کوئے نکوست  
بر تر از فی و می کٹ زن عیالے نزدیم

خلوت انس نظیری نبود روز و شب ما

حلقہ بر در دل در شب تارے سے نزدیم

از ما غدر کہ دست ز آداب شستہ ایم  
شرم از دامن زباں منے ناست شستہ ایم  
از یک حدیث لطف کہل ہمہ روغ بود  
شب ز دفتر گلہ صد باب شستہ ایم

امروز آب دیده ندارد اثر که دوش  
تلخی نگریه را بشکر خواست شسته ایم  
از رنگ و بوئے گریه مادر دامنست  
صد آرزوئے کشته دریں آب شسته ایم

از عیش مامپرس نظیری خبر که ما

چون خضر لب ز حیمه نایاب شسته ایم

منی گردید کوه ز شسته معنی را با کردم  
بلذت بود گر لخت جگر گریه دل بود  
درین و کان کاسد صد هنرمیدم و بیعت  
خدیگ جعبه توفیق امشب در کمانم بود  
شهادت را عوض فدوی نان او در عشر  
بیم جوش انا الحق داشت چشم گریه گری  
گره نیکو نمی رسید آن ابروئے زیبا را  
بهر کار سے که نیت می گماری نفس از حق بچ

ز کوسه یار چوں بودیم و آشفته سے آمد

نظیری گشت صد گلزار امروز از صبا کردم

من روزره خانه خمار ندا نم  
مست آدم و مست ازین مصلحتم  
پیدا است که بر کشتی صد پاره سوارم  
ناله کسب کمالی شد و ناله خلقی مقلد  
چون کو در کرب خرم بود گریه حدیثم  
غمم بصیرت نفس و دم گذشتت  
در سردی تنگامه بیس کام فروشم

خاموش ز غوغا که دریں باغ نظیری

یک نغمه بعد شام سراوار ندا نم

دیر دشمن ز غم و دوستی اظهار کنم  
نال نغمه سراپا چمن بے اثر است  
دل از دهن طوط چمن نکشاید  
رشته را این صفا چل متین می سازند  
دست دل گیرم و در یوزه و لندار کنم  
روش دام ز غماں گرفتار کنم  
گوش بر قهقهه دامن گمبار کنم  
تا دم از سبزه بر آید که ز تار کنم

ترسم از رشک و رمیکدام در بستند  
 نماز از خدایه که من کوتا ای  
 چرا زان خدایه که من خورده ام اقرار کنم  
 چوب هرخل که مسند نشود و ارا کنم  
 میگسارای بهم گفتند و نظیری در شور  
 دارد و بهیشتی نیست که در کار کنم

میس بعیث قبولم که نیخاه توام  
 میوش چشم ز حاله که از پریشانی  
 ز دیده تو گریزان ترا نگاه توام  
 بهیچ در نشینم که خاک راه توام  
 هزار زخم ستم خورده ام رسیده تو  
 صورت نگار صد افسانه پریشانی  
 که در حمایت مرا گران کینه خواه توام  
 کجاست بجز کز و تقام خویش کنم  
 نظیری از که گذشتی دگر که دیدی  
 که باز سوخته و فعلها آه توام

سوزن بدل از نجیه و یونند شکستیم  
 در عشق بکاسه نرسیدیم که بسیار  
 از بهر نهاله که نشاندیم اینجا طر  
 مطلقه بگوش غن عشق و جنونیم  
 امروز نشد نقل غریزان گله ما  
 هرگاه شنیدیم ز اخلاص در دین  
 تا روز یکدیگریم سر انگشت جلالت  
 از به هیزی دست هنرمند شکستیم  
 عهدید و وفا طر فرزند شکستیم  
 بس شتخ و برخل برومند شکستیم  
 در حقه نسیاں گهر نیند شکستیم  
 صد بار من و تو بهم این قدر شکستیم  
 طرف بکلیه پیش خداوند شکستیم  
 زان قدر که مشب ز شکر خند شکستیم

اقتیم بسادی مشو آلوده نظیری

لب خوش نشد از خنده و سوگند شکستیم

شب در تخانه را باد و چشم تر زدم  
 بچو مرغ تیز بر رفتم بسوخته آفتاب  
 طرف من سر بسته بود و سیل گریه تند رو  
 دهنم با صاحب منزل ره گستاخی  
 فیض صحبت تا سحر نگشت از دنیای هم  
 داشت بر زنگار دل اندوه عریان خاطر  
 کعبه در لبیک آمد حلقه تا بر در زدم  
 آنقدر که ز گرمیش آتش بیال و پر زدم  
 پر نشد پیمانم هر چند در کوثر زدم  
 نکته برو اعطا بگفتم نعره بر منبر زدم  
 تا کوکب سحر گردانند من ساغر زدم  
 صیقل آینه را در پیش روشن گرد زدم

شیخ محفل خفته بود و شوق صحبت رفته بود آتش افکندم مجلس بال بر بجم زدم  
 همچو خورشید آتش دل بیشتر شد موجزن آب هر چند از غم مژگان بران اگل زدم  
 در ره قاتل نظیری را افکندم غرق خوں  
 آتش آوردم و در عرصه محشر زدم

با برق جلے نور بکاشانه برده ایم آتش بیابانی پروانه برده ایم  
 بگرفته خواب دیدہ بخت و امید را از بس زوعد مایه تو افسانه برده ایم  
 با ما اگر خدائی کند دشمنی بجاست از آتش ناپناه بر بیگانه برده ایم  
 اس گوشمال در خور ما هست از فراق نام جدائی تو دلیرانه برده ایم  
 هستیم آیینا نکه بقصد هلاک خویش خنجر بخصم و سنگ بدیوانه برده ایم  
 از سایه خودیم رماں مار میدگان کونج خانه گنج بویرانه برده ایم

حرفے بگو بیرس نظیری چه محرمیست

حسرت بر آشنائی بیگانه برده ایم

چند در دل آرزو را خاک غم بر سر کنم آتشے را تا بجای در زیر خاکستر کنم  
 چند بنیم خوار می در سینه دزدم تیر آه شعله را تا بجای ببال و پر کنم  
 زاریم گویا اثر دارد که مشب بر درش ناله ناکرده خواهم ناله دیگر کنم  
 تانہ بنیم زهر چشے راستے یا بم حیات گر باب خضر کام زندگانی تر کنم  
 با وجود ناامیدی بسکه مشتاق توام مدعی گر مرده و صلح دہد باور کنم  
 گر جو اندک بسکه خنجر مہند خنجر خاک صحنے قیامت را اہم بر سر کنم

عاشقے امروز برب حال نظیری خوں گریست

و آئے گر فردا چنینی جاد و صفت محشر کنم

زین غم نہ گریہا مدوئے ناله بر کشم سخت است حال مشکل اگر تا سر کشم  
 غائب نگشته از نظر پا در آدم من آن نیم کہ رنج فراق و سفر کشم  
 آن بیل ندیدہ بہارم کہ انتظار در آشیان ز کوہی بال و پر کشم  
 بدعوئے خانہ زاد و مغرور قصد مہم معذورم از امر تو یک بار سر کشم  
 پیدا شود کہ ہر چہ مرا هست از آن است فردا کہ رحمت خویش از پر کشم  
 ما و سفال آن سگے کوزانکہ این شراب مستی نمی دہد چونہ جام و گر کشم  
 چندان مروز ہوش نظیری بروز وصل کیں جان بے بہاش بہ پیش نظر کشم

امروز پیش از غم خودم نمی زخم  
 انداختم بیرون شادی ہزار کم  
 نازم بایں شرف کہ غلام محبتم  
 صدرہ سوار ہمت از این آں گذشت  
 می سازم ارچہ دست غایتش میکند  
 امروز بہتر است نظیری جراحتم  
 آسودہ ام کہ دست بمرہم نمی زخم

فاربغ نشیں کہ بزم تو برہم نمی زخم  
 غیر از دوشش بباختن غم نمی زخم  
 لایف نسب ز نسبت آدم نمی زخم  
 با آہمکہ تا زیانہ براد ہم نمی زخم  
 می بازم ارچہ لقتش وفا کم نمی زخم  
 امروز بہتر است نظیری جراحتم  
 آسودہ ام کہ دست بمرہم نمی زخم

فصل بحر فی میکم کفے ذباں می سوزم  
 پاس تن از دور میدارد شب ہجر تو جاں  
 جائے شیون و دواہم از دہاں سر می زند  
 خواستم شمعے کا ز فے خاتہ ز روشن شود  
 مہربانان ز دور بخشد غم را باو  
 از کہ می نالد نظیری باز مرغ بام کیست  
 عیب گوئیہاے آں آتش بیان می سوزم  
 خاک دیگر بر سر مرزگان بے غم می کنم  
 در تن از آسودگی خونباہ دل تیرہ شد  
 بیغم و بیغم زمن لمے درد کاراں الحذر  
 درد بے لذت من یکسر بود در ذمیت  
 جز پریشانی نمی آرد دماغ از کار من  
 سنگ را در دل گرہ شد گر یہ از بیدردم  
 وصل را خواہم نظیری طوق برگردن نہاؤ

دست دل می گیرم و در یوزہ غم می کنم  
 مے فکافم سینہ و الماس و مرہم می کنم  
 ہزار فلابک و تاثیر از دعا کم می کنم  
 از کدورت سورا با آہمکہ ماتم می کنم  
 از سحر تا شب حساب زلفت برہم می کنم  
 خندہ از بے غیرتی براہل عالم می کنم  
 وصال را خواہم نظیری طوق برگردن نہاؤ  
 دیت دل نہ گردن شوق کسے غم می کنم  
 بسکہ با من آشنا گشتی ز غیرت میروم  
 جیب و دامانے پڑ از نقل محبت میروم  
 می برم ذوق از جہاں ز لبس بکست میروم  
 گزشتہ خواندم رضواں بمقت میروم  
 بخیمہ با بر دیدہ از اشک ندامت میروم  
 میروم زین کھنے و ز رشک محبت میروم  
 کرد شیرین اشک تلخ را شک خند و دواع  
 فوج بر خود می کند دیوار و دراز رفتنم  
 حالتے دارم بایں خواری کلز خاک درش  
 از حجاب رفتن بیجا نظیری از درش

باز از جرم شکایت نا امید از رحمت  
تا ز من دارد ملائے سایہ مخم منست  
گر چه در ظاہر دلم اظہار طاقت می کند  
می نویسم خط بیزاری دل پر شکوہ را  
عالی از خجتم راہ حکایت یافتند  
من کہ جایا بم برش بارشک غیارم چه کار  
نست از خجش نظیری گز شکایت می کنم  
عند لیلم ناله کردن بہت رسم عا دتم

تا از فضائے دشت بگلشن فتادہ ام  
در نقش کارگاہ جہانم نمود نیست  
گہ سینہ می خراشم و گہ چہرہ می کنم  
لے در حساب گوہرم آوردن در نظر  
مشاق التفاقم و محتاج رج رحمت  
سعیم اسیر دوست دریں ترکتا ز کرد  
زین بوم و مرغزار ہم گم ملو غم  
باز شہم کہ تا کشداد مرحت مرا  
طبل رحیل قافلہ سالار می زند  
چوں گل بزنگ و بوی ہوا خرقہ در گرد

ریحان و مد بعش نظیری ز آتش  
در گلشن غلیل ز گلشن فتادہ ام  
بمنائے غلط برہم کس میر شدیم  
مہ کلمہ گوشہ پے خدمت ما می شکند  
مے تلخ و گزک شور ز ما بر کس کہ جدیت  
غافل از شیوہ زندگی بسوگ افتادیم  
دوست بر ما نگران از مشرققت بگذشت  
ہر کجا راہ دہد اسب بر آں تاز کہ ما  
شادی ہفتہ باز ادی ما می گردد

بدر از خانہ نرفتم و جہانگیر شدیم  
کہ سرفراز باندازہ تقصیر شدیم  
طفل بودیم کہ باز از شکوہ و شیر شدیم  
تازہ ناکردہ دلم غ از بے پنجر شدیم  
خاک بودیم ز فیض نظر اکسیر شدیم  
بارہ مات دریں عرصہ بتدبیر شدیم  
ہیچ آدینہ چہ سر حلقہ زنجیر شدیم



چار فصل چمن عمر ندیدیم افسوس  
 رشک بر پیری با چرخ و عطار دارد  
 خوشتر از عمر زلیخا بطرب بر گشتم  
 زان دو محراب نشین بند و زنا پرست  
 نارسیده جوانی ز لقب پیر شدیم  
 پشت خم همچو کمان راست تر از تیر شدیم  
 غدر تقصیر عمل در پی تو قیر شدیم  
 پیش گفتار بدریوزہ سنجبر شدیم

فکر آبادی ایمان نظیری کردیم

سوئے دلہائے خراب از پی تعمیر شدیم

ز جانتوانم از کم نثار کے چلاک بر خیزم  
 چنان ز لاش خراکان تردد من گرانبارم  
 بھائی مشربان صحبت گزیدم صاف باید شد  
 چو موج نقش بر آب چو گردم محبت بر مصر  
 طلال آشیانم کشت کما باشد بہار آید  
 بیکدم بادہ صاحب ہمتہ دستم نمی گیرد  
 دریں صحرائے پر صحرایی بیکدم بہر دم  
 بعد و محس دوران خط تسلیم رضا و آدم  
 خوردہ زخم افتادم زیاتر رسم کہ نتوانم  
 شباز میخانہ سوئے خانقاہ رقم غلط کردم

مکن منعم نظیری گم ز حکم آسمان نالم

ز مظلومی بداد از حاکم بے باک بر خیزم

بسیار فطرہ کردم در گرم و سرد عالم  
 عزم رحیل دارم از شہر بند دنیا  
 بر خاک رہ گذارم افلاک پایا عالم  
 رخ می کنم بنا خرب لب میگرم بد عالم  
 از حسن آں پیری و نش تابیافتم نشانی  
 خشمی ہمہ تنم شمنی ہمہ علا و ست  
 دیزاں زمین شر با الہاں من چمن با  
 نابود ہست بودم پندار در نمودم  
 نوبالغان ایں عہد ز نیش بند بکسر  
 چمنے نشد مالم از دود گرد عالم  
 صوم وصال گیرم انداز جور د عالم  
 خلوت نغین شہرم صحرانورد عالم  
 با خویش در بندم غالب بسو عالم  
 دیوانہ دوست گشتم ویرانہ گرد عالم  
 در میش و نوش جانہا در خانہ د عالم  
 رنگہ نہ بچو بادم از بسخ و زرد عالم  
 چون نقطہ ز یادم از نقش نرد عالم  
 مردانگی مجوید از تیغ مرد عالم

نیز خاکدان بتیم و زختران گذشتیم  
 صبح از کف نظیری رطل گران کشیدیم  
 ماییم صبح ثانی خورشید فرد عالم  
 بر طبع شد گوارا اندوه و درد عالم

کعبه دیر شدم صدره و ویران گشتم  
 باد خاکم هوا برد و پریشانم کرد  
 نفس از گل و آب نفس را تشو باد  
 سبزه بنی فضولی ز سلوکم انداخت  
 بازئی نفس ز تعلیم که عقلم بود  
 طوفان مسیحی حرم عشق نیاورده بجای  
 عمر بگذشت و خردید این هم سخرید  
 پرده ام از رخ اعمال نهنت برداشت  
 دل که نفتم ز کف دیو هوا آخر کار  
 زبیدار ز یورد و شوم بر جوران کردم

بارها بعد ترس و مسلمان گشتم  
 عطر طوفان چمن گرد بیا بیا گشتم  
 نشدم جمع ازال پس که بریشان گشتم  
 چشم ترسیده از طفل دستمال گشتم  
 گرچه صد بار بدل دست گیریا گشتم  
 تشنه زمرم آن چاه ز خندان گشتم  
 کار بد بود و بر خویش بنا دوان گشتم  
 نخل از طاعت آلوده بعصیان گشتم  
 صاحب جام جم و مهر سلیمان گشتم  
 که جلایافته از خار مغیلا گشتم

اگر از ذوق نظیری بقشادم چه عجب

طفل بودم که غزل گوی و سخندان بودم

غساله شوئے ته کاسه ایام شدم  
 نه خضر بود درین تیره نه چشمه خضر  
 فغان و شیون مرغان چنان ملولم کرد  
 نگویم اینک سیه بختیم بنی انداخت  
 بروئے سبزه و گل بود سیر و پروازم  
 تیر پیاله بمن داد لیک از مستی  
 بدشت و مزروع گشتن هوا پرستی بود  
 نسیم نیم شتم بر مشام بوئے زرد

تبر زنبیره رنگین روئے داغ شدم  
 ز شرم هرزه دوی سر و در سران شدم  
 که حبیب و دامن خالی برون باغ شدم  
 چو بال ز باغ بوم همچو چشم ز باغ شدم  
 نصیب خواند که پروانه چرخ شدم  
 فتیله بر دل خاماں نهاد و داغ شدم  
 بکنج عزلت و خلوت ز باغ و داغ شدم  
 سحر شگفته و خوش طبع و خوش دماغ شدم

مدار کار نظیری بخلق دم در کش

که فایغ از همه در گوشه فراغ شدم

نه خراش دم برقت نه گذار دل بدر دم  
 شده ام ز خویش قانع بخیا خلق و دل

دم آتش بیانال نفیر دو گفت سر دم  
 نه بدر و باز گشتم نه ز دیده آب خور دم

دہم از غذائے مرغال بخیال دام و قیدم  
 نکم ققاید بازی کہ دوشش نشسته نقشم  
 بہولے بر خیزم فگند ز پائے ثقلم  
 بقطار کس بنگم چہ گراں بہا امیرم  
 بزندانک شکم آبشند عار خجبر  
 بریم ہزار پایہ رہ بستہ قطع سازم  
 بخزان و گل نہ نیم نہ ز قسم رنگ و بوم  
 وز دازمیں نیسے زندم بموج دریا  
 ہمارا بہر نیم کہ قرین غولشیش غولشیم

بسماع جاں نظیری ز خودم خلاصی وہ  
 بفشال چال غبارم کہ غبار کس نگر دم

آتش گفتار خاکی پیسکرم  
 در دم اچائے عیسیٰ معجزم  
 جائے گل ببل بر آرد شاخ گل  
 عالم معنی بنورم روشنتا  
 غوطہا در بحر معنی صنت کرد  
 از سخن ہر یک ہیولائے نمود  
 کس بعیارم نئے آر و سخن  
 وصل معنی دیر اگر دستم دہر  
 جو ہرم جسم معنی دائم جیسم  
 اختراں چوں سرمہ در چشم کنند  
 برتر از حال نظیری نکتہا

گویم و از خود دنیا ید باورم

گل پیرا سہنہ امید دارم  
 من آں آسیمہ صیا دم دریں بحر  
 قضا ہم سنگ کو ہم داد سودا  
 قشائم خوشہ باران ز مثر گال  
 کہ خوشبو سازد آغوش و کنارم  
 کہ درد ام نمی گنجد شکارم  
 بموئے برتر از و بستہ بارم  
 بشورش بردشت و کوہسارم

شود شوریدہ تر ہر دم گل و آب  
بامید وصال آں پری و شش  
بایماں ناہم از پندار بیروں  
بگریباں می درم از عشق و کارش  
ز شہرے زادگان عشق پر سید  
باین خشکی گر از دم گذارند  
ازیں مرغی بیان چشمہ سارم  
بشکل ہر نفس بت مے نگارم  
عجائب مومن ز تار دارم  
کتاباں ہر وسوسہ اندازم  
یکلے ز عارفان آں دیارم  
ز سرسبز ان وادی یادگارم

### نظیری ذوق شب خیزاں زمن پرس

کہ از بیکہ دریں وادی سوارم

سوخت چوں شمع پائے تاب سرم  
در صبحم بروئے نکشایند  
من کہ بر گلبن آستیاں دارم  
پشت غم دیدگان بمن گرم است  
یک رہ ابرام دوست نشنیدم  
کشدم غم باین گنہ کہ چرا  
حادثات جہاں ز ہم رنجند  
تو بہ ناید عشق شاہد راست  
بسکہ دل بر قفار دم ز درت  
مست و آشفتمی بروم بر راہ  
خوش نکردند صبحدم مرغیاں

### آنچنان داردم نظیری شوق

کہ بر نیرند عصو یا ز پر م

خست سقائے ابر برگ و برم  
دانہ چوں خوشہ دگلو آورد  
بس ہوا طرح انبساط انداخت  
بدو بال سحاب دوختہ اند  
مرہ بر ہم نمی توانم زد  
مریم ابر در متو ز آورد  
نبی شد دلی و دماغ ترم  
شاہجہاںے رگ از غم جگرم  
شد درون سرا برون درم  
دامن سحر و دامن بصرم  
کہ بطوفان گریہ بارورم  
میوہ جہرگان بما حصرم

عقد سنبل شد آه بیجا غم  
بہ منیت و فراغت شد  
چوں بخوبی گلستان نگردد  
بسکہ از شوق سینہ در جوشم  
پائے در فرق مو بر اعضا بہت  
خوردہ نگس اشک چوں شررم  
ہرچہ آفت نمود در نظرم  
بوسہ بردیدہ سے زند نظرم  
پائے تقدیمے کند بسررم  
ہمہ آستینے وجہ نورم

آنچنان گم شدم بعیش و نشاط

کہ نظیری نے رسد خیرم

ز خیل نغمہ سناں رفتم و طرز کہن بردم  
نہ زیب باغ کم شد نہ بساط سبزہ خالی شد  
دگر در شہر از دستی و رسوائی بے گنج  
ز بے مہی یار اغم ازین بیا دگاری نیست  
بہر آمیزش کہ سنجیدم خواص زہرے بخت  
بصد کاں مومبائی لے حلیفاں بہ نیکد  
فراغ خاطر از سیر و سفر جتم نشد حاصل  
صداع ببل رنج نغمہ از طرف چمن بردم  
خس خشکے ز زمہ تگاہ سرو و یاسمن بردم  
بیاباں دیدم و دستے بحیب سیرین بردم  
کہ فہر خوشین را از ضمیر غولفتن بردم  
مذاق ناخوشی از شہد و شیر انجن بردم  
شکست خاطرے کز زم آں ہمال کن بردم  
غم غربت فراہم کردم و کئے وطن بردم

نظیری مست بد خودیش فرصت غنیمت بود

لب پر شکوہ پیشش رفتم و تیغ و کفن بردم

بیروی تو پروانہ امشب بچرا غم  
مضطرب بکنایت غزلے دوش آدا کرد  
دور از تو ز خود رفتگی میدہم دست  
بوئے اگر از ہر و محبت نشنیدم  
لے گلبن طالع چہ ہی روئے بزردی  
گو صیب کشا صبحم و پر گن ز سیاہی  
خود را بچناں بنمود لی سوخت کہ داغم  
از گریہ شدم مست و شد از دست یا غم  
کز پیش نظر نا شدہ گیرند سراغم  
گل را گنہ نیست گرفت دست داغم  
فیصلے نگذشت است ز سبزی باغم  
شد روشنی روز رقم پر پرز داغم

نشغول بعلم و ادبے باش نظیری

لب پر شکوہ پیشش رفتم و تیغ و کفن بردم

نہ مقاسمے کہ درال زاد سفر تازہ کنیم  
سوسے ایس باد یہ ہرگز نو زیدست نسیم  
چہ از شہر چہ پروانہ پراندا غمتہ اکنیم  
نہ غبار سے کہ زان سمرہ نظر تازہ کنیم  
سینہ بر برق کشائیم و جگہ تازہ کنیم  
وز طہیدن تو انیم کہ پر تازہ کنیم

تشنه دارند بھر و دم آبی ندہند  
کے بود یا سفر کردہ ما با ز آید  
خلق را فتنہ این شہر فراموش شدہ  
وقت آں شد کہ مے از ساغر خورشید ز نیم  
شمس دس اختر عظیم سعادت خواہیم  
بندہ باشیم و ملوکانہ حکومت را نیم  
بتضرع کلہ فقر ز سر برداریم  
نقش امید نظیری بجاں نتواں یافت  
بر کہ این ختمہ بقویم و ز سر تازہ کنیم

یک کلیم اما بر تبت چون غم و پیمانہ ایم  
سر مجہودیم و با شرک خفی ہم پردہ ایم  
طبع معشوقی و لاف عاشقی از ما خطاست  
کنج درویرانہ باید کرد پنہاں این عجب  
تقلبا از ما کشاید فتحہا از ما شہود  
کاشف نیت چو شکل قرعہ دہ نقطہ ایم  
بابہ و نیل ریحہ یک و نیم ہیچوں آئینہ  
گر پریشانیم عطر ستبل آنسفتہ ایم  
آدیم از علم و در تقویہ سرگرداں شدیم  
مختلف در رنگ بو نیم ارجہ از یک انہ ایم  
روح مجہودیم و با نفس زنی تمناہ ایم  
طعمہ بازیم اگر شمیم اگر پیر و انہ ایم  
بوالعجب تر اینکہ خود انجیم و خود ویرانیم  
ہر کجا تقدیر مفتاح است ما ندانہ ایم  
دہن باطل چو فال سجدہ صد دانہ ایم  
در صلح کار در نیم صد باں چوں شانہ ایم  
در سیرہ کاریم کحل نر گسستانہ ایم  
زانکہ چشم دہر در خوابست ما فسانہ ایم  
در طریق بردباری گر نظیری عاجزیم  
شکر لعل در درہ دارستی مردانہ ایم

ساقی بر حمت آمدہ ام تا بیائے خم  
باطن ز کسب معرفت بہ غنہ شود  
ہر یک پیالہ ام ز خلایف فلک بخر  
مگر خم شکست محترم غم غنہ خورم  
تا بہت باغ و میکہ از غم پناہ بہت  
چشم غمی شازہ کریم پیرے فروزش  
مستی کم ز جلیس حریفان دور نیست  
یک کاسہ مے بیاروگر بہت لائے خم  
تبدیل خلق می کنم از کیمیائے خم  
کز سر بروں شدم جوئی از تنگنائے خم  
کافیست یک کرشمہ ساقی بجائے خم  
یا زیر گل شویم نہاں یا قفائے خم  
طبع کریم شد ز دم دلکشائے خم  
نوشتمے از قرابہ دیگر و رائے خم

پیمائی کسند فکرم مہر قطر گئی گردوں صلائے جاغم ندن صلائے خم  
در حرص ناں چو مور نظیری چہ ماندہ  
طاؤس می شود بنگس اندر ہوائے خم

## روایت النون

دیرست بیرون رفتہ ام از اختیار خویشتن  
گرازی عیار حال خود در مجلس اظہار سے کھم  
مشرب مصاحب میکند نہ تفاوت بحدت  
تار فقم از کوئے منان برین غریبی کار کرد  
توفیق اگر یاری کند در زہد خشک آتش زخم  
سیلاب متی سر دہم تازیخ ہستی برکنہ  
عمر بر سر صلح آورد در روز سے پیشانی چہرا  
گر پیش میخواندی طرذوق مرا سے یافتی  
آں شب کہ در خون خفتہ ام ہم شبہا ہو گیت  
یکے وز بر قہہ برنگن انصاف مشتاقاں بدہ

معشوق و عاشق را ہم نازے نظیری لاؤست

دشمن نمی باشد کہے باد و ستارہ خویشتن

عمر اگر باقیست بخیبہا کہن خواہد شدن  
باز خواہد آمدن از نقش بازیہا خیال  
پاسخ گفتار زشت ما ہم استغفار راست  
باز عشق حیلہ گر شاہد فریبی مے کند  
منج از گم کردہ یار خود مے یا ہم نشان  
من کجا و عیش و مستی بادہ برین زہر باد  
ہم اعظم مثبت لعل تست پاکش وار ہاں

حبیب ماقم دیدگاں چاکست تا داماں حشر

شاہد حال نظیری پیرہن خواہد شدن

در چراغ حکمت از مغز خود روغن ممکن  
جزینہ عشق راہ معرفت را کوشش ممکن

بہشتہ ام اندوگہیں در انتظار خویشتن  
ساز از مقام خود قد سے از عیار خویشتن  
تو مست حسن ناز خود من در نماز خویشتن  
بہر گزنی آید مرا یاد دیا رغویشتن  
ز آب قرع سوز آورم رنگہ بکار خویشتن  
یکبارگی فارغ شوم از خار غار خویشتن  
چندال بگیم کند دولت شوم غبار خویشتن  
نقش غلابی ماندہ ام از یادگار خویشتن  
کم و ز راحت دیدہ ام از روزگار خویشتن  
خلق چہاں را کردہ امیدوار خویشتن

حکمت از جوئی وازیوان و یونانی مخواه  
عشقبازان را قوم خیم از قوت و دست  
دلبرے بگزین که اول یار و هم آغوش تست  
آب پاشانست که کوسے پر یویان یزد  
رو و مصر و چشمه نمونی براہ قدس هست  
اختیار عشق با ہزل و ہوس شغل خطاست  
اے خوش خواری و خورندی گہ فقر و قبول

آشتی داری بخصماں با نظیری کیس ممکن

دشمنان را دوست کردی و ست را دشمن ممکن

دلاروز آں خم ابر و بگرداں  
رخ از ہند فے خطش سونہا تست  
نہ بینم غرہ آں و رامبارک  
بہار سخن عالم بے خزاں نیست  
بہر فصل این جہاں طبعے پذیرد  
زدست انداز لعل از کار رفتم  
مبادا بر نشاں آید خدنگے  
بعشقت پارسائی پیشہ کردم

زالالت تیرہ گشت از نار وانی

نظیری آب خودزیں جو بگرداں

درمان ضعف دل بلب نوش خند کن  
لب پاک از ترشح آب حرام کرد  
بوئے عبوس عارف شہرم دماغ سوخت  
زہرم برگ زہاسد بدگوئی می دود  
بامادست خصم بخوار چہ خوب هست  
آنکس کہ دیں ندارد و گوید کہ عارفم  
تا کے چہ موج آب بہر سوسشتافتن  
نقدت ہمہ زردے ریاقلب ماندہ است

حرفے بگوئی و شک گلابے بقند کن  
طرف ردا بگردن صوفی کمند کن  
خادم پیار مجر و فکر سپند کن  
نیشم ز دل بر آرو علاج گزند کن  
کو اشد تلم بطینت ناز جند کن  
تکفیر او بملک ہفتاد و اند کن  
در عین بحر پائے بگرداب بند کن  
صراف خویش خوشن چون و چند کن



دشمن اگر بسفر تو میہاں شود  
آرایش بروں چہ کنی پیشم گو سپند  
سرخش و نام غولش بہمت بلند کن  
گر گے کہ در دروشت ترا گو سپند کن  
افخال کہ سوختی و بمرہم سخن خری  
آنرا کہ داغ سے نہی اول پسند کن  
عالی منودہ عشق نظیری مقام تو  
معنی بلند آورد و دعوے بلند کن

بامسماں زادگان تلکے دل جاں بختن  
بر امید یک نگاہ مرحمت می شایدم  
تشنہ چندیں راہ ظلمت کردہ سلی حیف جیعت  
شیوہ دارد محبت ورنہ کار عقل نیست  
کار بر اندازہ مانیت بس رسوائیت  
بر امید التفات خضر نادانی بود  
عشق بے تعلیم می آید بریں معنی گو است  
گردے داری دو عالم را بدائے بفرگن  
ما مقام شیوگان را عادتست اول زیاد  
گرد کوئی ماچ گردی روح حریف ماہ  
لات آں بہتر کہ در میدان ہر بازاں نہ نم  
ہر قماے را کہ شتر طے نیست و قے نیز نیست  
می سر مغلوب بودن یک غیر عالی است  
طاعت چل سالہ را در عشق تر سا زادہ

چیت میدانی نظیری وقت مرگ فلاس

جاں بسا عل بردن سامان بطوفان باختن

بگریہ و دل تو گر اثر تو اں کردن  
اگر بہر من آب و گلست سرشته شود  
قبول سلطنت ہر دو کون چندان نیست  
بہ بند مردم ازیں راہ بر تنے گروم  
بیان شوق بتقریر در سنہ آید  
بدانکہ صفت اشتیاق بنویسم  
تراز ذوق محبت خبر تو اں کردن  
دل و زبان تو شیر و شکر تو اں کردن  
کہ محبت تو سر بہر تو اں کردن  
بجحتوے تو سر ہر خطر تو اں کردن  
نہی شود کہ سخن مختصر تو اں کردن  
ز کاغذ و قلم بال و پر تو اں کردن

ز دیده تا بدلم رفت گریه طوفان کرد

علاج نیست که خشم از درون جان برخاست

ز کید دشمن بیرون حذر توان کردن

نوش می ریز و حدیث در گزند خویشتن  
بس پریشان ساختی زلف دراز خویش را  
بیج کارم بیش از عشقت بکام من نبود  
دولت عشق تو ام هر که بنجا طربگذرد  
با خیال منم که فکر خود در وحشتم  
هر که از مجلس عبیر و عود بیرون آوردند  
رام دل زلف سین عارت نشد شرمده ام  
صلح و جنگت بر دلم میدان طاقت نگذاخت  
عشق بازی که چه می گویم خطا کردن بود

پیش گفتارت نظیری جان تجیس می دهد

نادان بر سن ادراک بلند خویشتن

مردانه قماری کن دست بدو عالم زن  
هر دم چو فلک بجه از پرده بروی آری  
گر مهر نبی بر دل از شوق بیانی نه  
مینا بی جان خواهی شمشیر تبارک زن  
تو هر چه خاموشی کن ای بیخندیشی  
ایمان ز یقین خیزد از هر چه بشک باشی  
مومن نتوان گفتن عاشق که مجاهد نیست  
شادی و غم عاشق تو ام بزیس آیند  
ما جان بهوای تو وادیم درین گلشن  
تا عذر گشته گوید آن حور بهشتی را  
گر کعبه هوس دارد احرام رخت بندد  
شرع آخر رنگین است پابند طبیعت را  
جانیت نظیری را بیمار لب و چشمیت

خصله که نهی پرنه نقشه که فانی کم زن  
این شجده یکسونه وی معرکه بر هم زن  
ور قفل زنی بر لب زطل و مادام زن  
آگاه بی دل خواهی الماس بمرهم زن  
من پاس کردارم خواص نه دم زن  
در آتش حرماں بی یابرم محاکم زن  
رو بوسه چو سر بازاں بر طره پرچم زن  
تحت از پے سوره ماور حلقه ماقم زن  
یرستی مادام چو باد شبم زن  
خالی دگر از عھیال برجهه آدم زن  
چون خال ز غدا نت کو غوطه بر مزم زن  
اگر کعبه گل بر کن در کعبه اعظم زن  
یا شربت تافه ده یا ضربت محکم زن

دلم شد زود رنج آزار او کن  
بکوشش در غم گیر دچرا غم  
گلابے پاش بر دلق وجودم  
سخن کن چنگلی رنگے ندارد  
کسے کز ز فحشے آگاہی زندہ  
نگہ سر مہنگ کم آزار حسن است  
اساس حسن داری سادہ از مہر  
نفس کن گفتگی تالے ندارد

نظیری را مسوز از دلغ حرمیں  
ترحم بر دل افکار او کن

عشق تو شیرازہ اجزائے من  
بسمۃ گوشہ ابروئے تست  
رابطہ بند بہ بندم ز تست  
کعبہ کوئے تو بود مرجہم  
مردیک چشم جہانے ز تست  
از شکرستان تو اجرت خورست  
از چین حسن تو بیروں مباد  
اینقدر از دم کہ پیچم خری  
ایں شرفم بسکہ نشوئی مشتری  
پس ز رفیقان رہ افتادہ ام  
جائے نظیری دگر اینجا کجاست  
من شدہ تو آمدہ بر جائے من

غم از دل بر کراں نتوان نہادن  
مراسرے بجاناں از ازل ہست  
ارادت کردہ محرومی مقدر  
نوالہ کز کف معشوق با شد  
سرے کافر ختم از استانش  
گر لے بر جہاں نتوان نہادن  
کہ با جاں در میاں نتوان نہادن  
گنہ ہر آسمان نتوان نہادن  
بتلخی از دہاں نتوان نہادن  
بجز از آستان نتوان نہادن

ز بس بلغ جنوں آشفته مغز م  
سمند عشرت خم تو سن چنان است  
ثبات از عالم وارکان بروست  
فضائے چرخ ما بریفه غوار است  
عزیز خاندانم از مکاں رفت  
توانم جاں با ساں داد لیکن  
چنان بجز دل و دستم شکسته  
تلم در کش بد یوان نظیری  
ز بس سبوش نشان نتوان نهادن

نہ خوش آمدی موافق بمذاق خود پسند  
خواب بر فتنے نگارین چو شب نگار بند  
کہ بر اسب چو ب تازم بے باد پاسبند  
کہ ز تانکے نیزم بفروغ ارجمند  
بخطا فرو نیاید سیر خبریں کمتداں  
مے تلخ تر نہاسب بمزاج درد مند  
بکے نشین نظیری کہ پیش نوش بچند  
چہ تمتع حلاوت ز سدیش بے گزند

بیمار بیدردی دلا درماں نخواهی یافتن  
چرخیت در گرد آمدہ کاریت سرد گرم شدہ  
قربے کہ خاندان شہش در آرزوئے یکدمند  
باش سخن سیم و گہر نزد معیر پاک بر  
بانیست طبعیت پر شجر از نظم و شعر شاخ و بر  
از جوئیار خود نوا بر نو بہار من مزن  
شب خست سودا باز کن ورنہ بوقت صبحدم  
سلطان نظام را ظفر بر لشکر مظلوم نیست

احسان باقی بے زیاں ظرف نظیری بیکراں  
دور چنین گرداں شود ہماں نخواهی یافتن

سبویار و پیر از آب زندگانی کن  
نگفت جم بفرید وں جز اینکه جو رکن  
نشاط طبع حکماں علاج بیمار است  
ز سال خور و مکش سر کہ هست کار آموز  
شباز قرابہ شنیدم کہ با قنچ می گفت  
تہی ز خویش بخوی پُر ز مہر سازندت  
پدر بشکر و مادر بشیر پروردت  
سبیل حق شو و عالم سبیل خود گردان  
چو نام فرخ خود باش در طریق سلیم

دگر چو نظم نظیری جہاں ستانی کن

منہ برنگ جہاں دل سے و بہاراں ہیں  
بنفشہ خستہ و ترنس سجواب و گل در کوچ  
ز پارہ جگر خلق خاک آگند است  
بجو رخانہ و بہا غراب ساختہ اند  
رسیدہ اند بر افج سپہر بربابام  
جو ان و سپہر بیدار و اسپیہ تاختہ اند  
زمین مجوی ز بہر سکول کہ مردار است  
دریں مسافرت آزادہ نخواہی دید

ز آب دیدہ نظیری گل و فار وید

در اں چین کہ منم فیض ابر و بار اں میں

پیش بنشیں ساغرے بتان و طبع آزاد کن  
تختہ تعلیم گردوں بین و نقش در ہمیش  
ایں رقم زخمت طرچ تازہ بر صفحہ کش  
ابرساقی از ہوائے سرو برمتاں گریست  
عاقبت چون جلے ما خاکست کار آب بہ  
در نمازم دل ز مخموری لہد جا میرود  
چشم مست شرب بعد از خرابی می کند

وین پرستاران معنی را بگفتے شاد کن  
خندہ چون شاگرد زیر کس طبع راستا دکن  
وین بنا سست است قصر قائمی نیاد کن  
عندلیبا گل گہیاں می درد فریا دکن  
گل کند آتش می گذارد تیکہ گوہر باد کن  
قبلہ گم شد محتسب میخانہ را آباد کن  
پارسیاں را بجے خوردن مبارکباد کن

گر نویسم شکوہ می ترسم که نشناسی مرا  
آنکد از حالش نکردی یاد هرگز یاد گن  
شکراین دولت که دوران بر مراد حسن است  
باده در جام نظیری تا خط بغداد گن

میدود حاجت براه خویش از دنبال من  
همت استغنا همی آرد با استقبال من  
صدر عزت قرب می جویدین دشمن کجاست  
تابه بیند رتبه عشق بلند اقبال من  
عزت دارم که گریا دیر در جنت نهم  
صدگره در کار رحمت افتد از اقبال من  
شوق در رفتن بآن گویم نوازش می کند  
عشق می بیند زیر چشم از دنبال من  
سیر معنی تر ز مرز دستاغم در سخن  
خامه میر قصه ز تحریر تن خن مال من  
گرچه ناخوشتر ز هر روز است وقت روزگار  
خوبتر از سالهاست دیگر است امسال من  
روزگارم گنجین با او نظیری بگذرد

رشدک آید عالمی را بر من و احوال من

ساقی صلائے عام است کایه بکام گردان  
دامان خم فرخ است در همه تمام گردان  
ما و دل اندرین شهر چون غنیمت تو غریبم  
اور اعزیز کردی ما را غلام گردان  
آزاده خاطر الی افکده عنان بگیرد  
گر غم گران رکابست دل تیز گام گردان  
بے کیمیا ئے مستی تبدیل غم محالست  
پایه حلال فرمایا غم حرام گردان  
هر چند بے بهایم کجاشک این سرایم  
قربان سر نیز زم بر گرد دام گردان  
بیتو بتلخ کامی شبها بر روز بر دیم  
با ما بغدادانی یک روز شام گردان

حکم شراب و شاهد پنہاں ممکن نظیری

پیغام خاص خود را دستور عام گردان

چند فارغ از نشاط در دور مال زیستن  
همچو خون مرده زیر پوست پنہاں زیستن  
شوق و این نا آشنائی عشق و این بے نسبتی  
تشنه دیدار و انگه در بیا باں زیستن  
خوبی از اندازه بیره دل می بری انصاف نیست  
دشمن حال بودن شیرین حراز حال زیستن  
دیدہ پد اشک و زبان پر شکوہ کل حالت نیست  
با چنین زک ز لہا سخت پیمایاں زیستن  
نیش میخواران مفلس را چراغ خلوت تم  
بایدم از خانه همسایه پنہاں زیستن  
تاسم در ساز و صحبت تابش کشت سیر  
همچو گل طرے جستم از پریشان زیستن

مشت خاشاک نظیری شعله کرد و نشست

باد شمع انجمن را تا بپایاں زیستن

صد غم ز غم بیالہ ستاند بیا دمن  
گرد ز شمشیر و برہنم کار بستہ تر  
تسلیج و سجدہ از گل می خانہ می کنم  
پرواے راہب سزنا ز ماز کجاست  
بعد وصال رخسہ بکارم سنے سکتد  
بر آتش خماری شراب تو آب ریخت

چندے بخیلہ رفت نظیری براہ عقل  
ہرگز براں رہودہ نبود اعتماد من

بے الطاف و احسان کردی زانی چو دیار من  
عنایت نہائے نہانیش۔ اگویم معاذ اللہ  
خیال اولیالب کردیرون و در غم را  
سخن شوریدہ سے آید نمیدانم چہ می گویم  
بہائے بر سرم بگذشت و تنگی از کلمہ تکلف  
تقاضا بر تقاضا چوں تو انم لب فرو بستن  
و دیگر کشتگان خود را بخون غلبیدہ تر خواہم  
بحشر کبریا کے دہر با سے و بازائے

نظیری بس ازیں آہ و فغان دلخراش آخر  
بمردم تاب کے آزار دل خواہ رسید از من

چہ خوش است از دو بیکہ دل سر حرف باز کردن  
گہ از نیانہ نہاں نظر بہر دیدن  
اگر عتاب بردن ز دل ہم اندک اندک  
تو اگر بخور سوزی ز جفا کشاں نیاید  
نچناں گرفته بجایمان جان شیریں  
و خمار سے ندارم سرو برگ سجدہ بہت

تو بخویشتن چہ کردی کہ ہما کنی نظیری  
بخدا کہ واجب آمد تو احترام کردن

صد غصہ تیغ تیز کند در عناد من  
در چن ابرو سے گرہ شد کشاد من  
خاک تیرا بخشش بر آرد و مرا دمن  
باید بہت درست بود اعتقاد من  
او بس بعشق گشتہ قوی اتحاد من  
جلے نبوش و دود بر آزار نہاد من

کلمہ را خود سرشت عشق خود را آفرید از من  
بجو از ریگے یوسف کہ توانی خید از من  
بصد تمثیل و خوال یکسر مورا برید از من  
ترش سے تیم آں رور اگر سے شنید از من  
ہماں خاتم کہ دایم خار کلفت میدید از من  
در مہفت آسماں را عشق میخوابد کلید از من  
کہ در رفد جزا منظوم تر نبود شہید از من  
من و آہو سے صحرائی کہ دایم میر مید از من

سخن گذشتہ گفتن گلہ را در از کردن  
گہ از عتاب ظاہر نگہ بنا ز کردن  
بیدہ آفریدن بہانہ ساز کردن  
بجز از دواعی جانت نہ سر نیاز کردن  
کہ تو ان ترا و جاں را ز ہم امتیاز کردن  
دل و خاطر پریشاں نتوان نماز کردن

## ردیف الواء

از نصیحت بر فروزدروئے تو  
چند گرم خشم و بیباکی شدن  
بامنه مانک تو آمیختند  
تا که پا از خانه بیرون می نهم  
گرم و خاک ریت شویم با خاک  
که گنج از رستم ام سیراب کن  
تحفه زان حقه مرهم فرست  
بهر دفع مرگ حرز جاں کنم

دوستان الشیت بر صحبت ممکن

روئے دل دارد نظیری سوئے تو

نوبت عهد گل از نور سارن باغ شنو  
سرم ز حرف پر آگنده گوی در شور است  
شهید یار بناورد گاه یار اول  
بر اهل شوق ره فیض در نمی بندند  
در وین قطره ز طوفان عشق شوی هست  
ز اصطلاح ره آگه شود ز هر سیر خار  
خبر ز عرصه کنعان و مصر بیرون پرس  
قصور عافیت از خود گذشتگان دانند

ز غم بسوز نظیری که گفته بود ترا

ندیم میکرده شولا به گوئے و لاغ شنو

نیست دوران را نشاطی طرطلال مال کو  
تاج عزت داشت و تخت فخر بستر است  
بوم و دشت مملکت پر از شکار فریه است  
سنگ باران است بر بار و شب از هلاکت است  
عالم از دیوان مردم سوئے دار الجمل شد

مطربے کز فے بگرد آسمان احوال کو  
سلطنت راکب جو انورے بلند اقبال کو  
جره شاهین کی کہ با کیکی ز ند چنگال کو  
نآشیاں خواہیم بر پدیم اتا بال کو  
مہدی از ترس لرخی آید بروں اقبال کو



حسب حال خوش کس از محمود بیایم خواند  
حافظ شیراز را دیوان فرخ فال کو  
برخیانش راه آمد شد نظیری بسته شد  
کوهی پیر از بوالهوس شد غمره قتال کو

بدوریت نتوان نیز بود دور از تو  
مرا اگر شمه حسن تو کرده سرگرداں  
نگندی آئینه را از نظر بے قیدے  
بتلخی از نظر خشمگینت افتادم  
امید بود که شمع مزار من گرددی  
تو گر مرا بکشی و بتعزیت آئی  
وگر بغایت برتر بتم نفس رانی  
که است عجب داده اند حسن ترا

نظیری اندوه این خویش و چند غوری

بگیر تنم بخر فست دل بزد را از تو

عیش تنگم کند دل افشردن چکد غوغا بازو  
عهد ممنون خواهم از خوش چو گویم باش  
بهیچکس رخت از طلسم آسمان بیرون نبرد  
عرصه کین و وافر ایست اس بساط  
خلوت شبانه داران و جد و جدی گذشت  
میرود از دست فرصت زود تر در باو کن  
از در و لسان غریب و زبیر و مطرب خواه  
لطف خلقش عیب محتاجاں پوشد غم مخور  
نفره یاحی حزن برگ صبح سازده  
گر ایام سجدهش ماموم بیند در بناز

یار زریک طبع و نازک گشت لکیش مساز

هال نظیری نمکشی پری در هر باب از تو

بدست طبع غنا داده در یخ از تو  
حریف نمه مستان و صحن بستانی  
بچنگ صد هوس افتاده در یخ از تو  
نه مرد سجه و سجاده در یخ از تو

ز عیش و مہمے صبوحی بد امن عصمت  
بہید گاہ ضعیفان ز بانے شوخی  
مگر دلا لہ لاسے دریں سرابستاں  
جمال موصلیاں خوشے کونیاں داری  
بنا ز کشتہ و بر مزار کشتہ خویش  
ز نام شرم بیک جرعه میدہی از دست  
فسون و عشوہ اثر زد می کند بدلت  
بمجموعہ کہ بہ پروا نگی نیر ز ندت

بہر حدیث نظیری عتاب می درزی

بنکین اہل دل آگاہ در رخ از تو

دوش کر ویم دل و دیدہ بدید ارگرد  
پاکبازانہ کشیدیم سر از داو و حر لیت  
علمی شقہ عمامہ ازل زلف نہ داشت  
چوں بر آریم سر از دامن شکینش  
آبروئے من اگر بمرد جمالش چه عجب  
بندم از صومعہ زنا کہ در دیر مغشاں  
مُرع مجوس گرد آں سبز بہشتے بیند  
گر و دسمن ازیں شورش و سودا زوم

مے شود نفس از عشق نظیری رنگے

دلخ درویش کہ کردہ است بعیا رگرد

ہمنفسہ بجان خرم قافلہ تنہا رکو  
جادوئے او بخواب خوش غارت صبری کند  
فائدہ نئے دیدار وئے تلخ بہماں  
من کہ سخن نمی گفتم شادی بوستاں کہ است  
حادثہ از ہزار سوارہ نشا طلبتہ است  
چوں سب کہفت در وفا سر قدم نہادہ ام  
پرز گفتم شاہما قوت امتیاز نے

مردے انہاں زمیں گجا کردے زان یار کو  
گریہ شب رومرا شورش کار زار کو  
ایں غم ناگوار را بادہ خوش گوار کو  
من کہ تم نے کشم رونق فوہا رکو  
غمزہ را طرب گئے جز سر کوئے یار کو  
فاقہ کشم خبر کرا حملہ کشم شکا رکو  
عشوہ یاس می خورم حاصل انتظار کو

کس نمود جرعه کو بگرم گوشت نخواست  
خسته در دوسر شدم باو بے شمار کو  
ہست گوشہ بے عیش مدام آرزو  
ز دمنے ناشتا دلم مستے پادار کو  
بخت نظیری از ازل حادثہ زلے آمدہ  
توشہ عشرتش دہد راحت روزگار کو

از صبح روزگار کشادہ جبین مجو  
رفے شکفتہ از دل اندوگہیں مجو  
چشم ثبات مہر ندیدم با سماں  
جنسے کہ بر فلک نبود از زمیں مجو  
قاصد پیام یار ز ما آورد بہا  
آنجا نشان مقدم روح الایں مجو  
آنجا کہ زلف و چہرہ نمودنجا دوتے  
گرمیم است معجزہ اش ز آستیں مجو  
تمثال خوبی و وجہانت نمودہ اند  
نقشے کہ در تو نیست ز روم و چین مجو  
در زلف و رخ نظارہ کن و خال لب نگہ  
راہ گماں میوے و مقام یقیں مجو  
عشاق او ز نور ز ظلمت گذشتہ اند  
تلخ از لبش چو نخل غسل جوش می زند  
گر نیش بایدت سخو ری آنجکیں مجو

بانیک بد لباز نظیری ز روزگار  
گر باغبان گیا دہشت یاسمین مجو  
بدل فکر دارم گلہ بے نہایت از تو  
بکدام امیدواری بکنم شکایت از تو  
بہزار جانپساری ز جفا نیامدی باز  
شدہ نا امید بگردل من لغایت از تو  
سر و برگ من نداری بجوار و دم پیازم  
دل پر شکایت از غم لب پر حکایت از تو  
تو بخندہ لب بچنباں دل و جان تو مستم  
تو رحم آتشی کن من و این ولایت از تو  
زرقیب اگر تنہا کنم چہ چارہ دارم  
کہ اگر بخول بگردم نرسد حمایت از تو  
بہ ازیں نمی توان شد کہ نصیب شد از اول  
کنہ و جنایت از من کرم و عنایت از تو

دم مرگ شد نظیری ز جفاش دل تہی کن  
کہ بروز خیر حوٹے مکن سرایت از تو

## ردیف الہاء

از گلستان گل بازار آمدہ  
عید مرغان گرفتار آمدہ  
گر نمنے نالم بقانوں بر حقم  
دخمہ بیگانہ بر تار آمدہ  
بیختہ اندایں جہاں را تا چو من  
مرد عشقے بر رخ کار آمدہ

بیکدم از بت خانه غافل گشته ام      صد گره در کار ز تار آمده  
از نفس در باغ غوغایی دل ترم      رشته ام در خار دیوار آمده  
انده انده ز ایدم کایمینه را      مایه زنگار زنگار آمده  
مستی مارا چه داند از کجاست      آنکه از میخانه هشیار آمده  
دست از مقصود کوتاه کرده ام      بر سر انگشتم ز گل خار آمده

از نظیری شکریستان شد جهان  
در نفس طوطی بگفتار آمده

دیوانه ام ز خانه مشوش بر آمده      طوفانم از تنور با تش بر آمده  
آس صید عاجزم که ز تاثیر کین من      تیر و کمان شکسته ترکش بر آمده  
هرگز نبوده کاره ام از لای غم نهی      صحبت بمیر میکرده ام خوش بر آمده  
بر کعبه تین اختر من نیست نقطه      زین نقشها که حیرت منقش بر آمده  
بادیده برگ گل بس از رنگ طعنه ام      در کوچه که طبع خفاکش بر آمده  
بادا شکسته خاطر سلطان جرم من      کز خانه ام خم می بیخش بر آمده

می ترسم این شراب نظیری جنون دهد  
دیوانه ز شیشه پری و عشقش بر آمده

زال غنیمت کلاه که بر سر نهاده      منت بتان بر سر قیصر نهاده  
بر چهره زلف و خال بود خوشنما و یک      خط بر عذار از همه خوشتر نهاده  
آغوش جانم از برویت معطر است      گل در تنگ زلف معنیر نهاده  
حسن تو زیور تو بس است اینقدر چرا      بر گوش دسینه زحمت زیور نهاده  
ترتیب ساز جشن ملوکانه کرده      اسباب بزم و رزم بر نهاده  
مینا بخت ز ساعد سیمین گرفته      خنجر پیش از منی احمر نهاده  
از کبر بر مراد دل کس نبوده      تهمت به تخت و جرم بر اختر نهاده  
خطا عاشق لبان پراز آئین است      در راه مورد ام ز شک نهاده  
آب حیات میچکد از لفظ چون نورت      لب بر زلال خضر و سکندر نهاده

اوراق نظم و نثر نظیری بگو بسنج

بحر بکف ز سینه گوهر نهاده

شاهدی بر سر این کوچ پدیدار شده      هر که زین راه گذشت است گرفتار شده

کہ پیاسے دلش از کوچہ ماخا رشتہ  
بس غریبان نگری بیدار بے یار شدہ  
بدرگوش بہم سہمہ وز تار شدہ  
کہ شب بگوش از زمزم بیدار شدہ  
یوسف ماست کہ ہش ہمہ باز شدہ  
بر سر کوش ازیں عربہ بسیار شدہ  
زودینی دو جہاں بر سر این کار شدہ

ہجر و مخموری ہمایہ نظیری سہل است  
بخت آل مست کہ در میکہ ہشیار شدہ

فکرے چوتار سہمہ ز سرتا بیاگرہ  
دلہا چو کہ باست زخوف قضاگرہ  
چون پنجہ واکنی اگر این پردہ ہاگرہ  
عذکتہ را بنیم اشارت اداگرہ  
بر گوشہ نقاب بود و نماگرہ  
در دیدہ میشوہ و نظرم از حیاگرہ  
از سردی جہاں زدہ ام بر نواگرہ  
نکشایم ز گردش این آبیاگرہ  
دہن چو کو دکان زندش بر وفاگرہ  
بسیار بہت درد دل ازیں مدعاگرہ  
سیر از و خاک جرمہ چسبہ نشدہ  
در نگین خانہ خوش نشین نشدہ  
کز لب تابادہ انجبین نشدہ  
لعل ابلیس آفرین نشدہ  
از غمہ در جہاں غمیں نشدہ  
سنبلیت فرش یا سمیں نشدہ  
قابل حبیب و آستین نشدہ  
فاطرش جنت بریں نشدہ

گل کز خندان و شکفت باں دنیا زد  
گر بارزی کہ مقیم سر کوش تگر وی  
بس کند غارت ہند و مسلمان زلفش  
آشیاں ہمہ مرغان چین ویراں کرد  
ماہ کنعان سفرے کرد کہ با نعل دید  
صد حیں از لب و شربت کامے بخشید  
ہر کاجان لے بہت کند در کارش

کار سیت بر ملا گذراں در ہفاگرہ  
سیارہ و ثوابت این کار خانہ را  
بس خور دہا لے ز رچہ کلمت دہاں  
کسبتانی از نظر عشق کن کہ بہت  
کوئہ مساز دست ہی کیں نگار را  
از بس کرشمہ می کند از پردہ آشکار  
گویا ترم ز بلبل خوش نعمہ در بہار  
قطم کہ گرہ چہ عقدہ کشائی خدا یقم  
زین چرخ خاکباز کہ ہر صبح روزگار  
طرح بقا مدار توقع کہ خاک را  
آب ز در خم آتشیں نشدہ  
تہ این لعل درد آمیز است  
موہ نگر فتنہ ز مے کہ ہ  
بر چناں لب عجب کہ تا امروز  
ہر کہ یکبار دید و مے ترا  
چہ شوی پایمال گل چیناں  
سید سمیں کیوہ و ز زیدہ  
کیست کہ نہ سہیل خسارت

از خرویدید غول زار است  
 بے قبول نظیر نظیری را  
 سر داوود و بعد نباتی نہادہ  
 گرورہ وفا قدمے بر گزفتہ  
 یادست بخیر یاد کند در گہائے گرم  
 ازان ممکن کہ نہ بخونی کہ بر دلم  
 از درج لب فصح یا قوت داوہ  
 قاریغ تمیشوم کہ در آب و خاک ما  
 غمگین نمی شویم کہ در آئے و بجائے ما  
 بلبل خمش نمی شود لے غنچہ لب بگوئی  
 با کس نہ مانہ عہد نظیری بسر نہر  
 دلم گداخته غم و زخم تو اں رفتہ  
 نشاط روز جوانی بسر نہ آید  
 خبر سیرت آیندگان چہ پیشوید  
 در روزگار دل شاو ماں نئے بیتم  
 کس از تلامذہ دریا بروں نئے آید  
 چہ از تمیز و خرد و فہل ندایں مردم  
 ز بن بصل تو امانی خلق بیندست  
 ز نیم چہ تر ہر جا کہ بود عقل و جملے

در رنگ چند نظیری خوشا رنگ روحی

کہ پیش از انکہ شود بردے گراں رفتہ

روندگان ملولیم رو بہم کردہ  
 گرفتہ کوہ و سیابان شک چہ پایاں  
 بطرف ہر چہ چہ منودہ رواں  
 بدوق کج فرغے کہ شاو بنشینم  
 بسر کلاو مند کج نشستہ بر یکسو  
 زبان عقل بے لال کردہ چوں لالہ  
 دماغ دیر افسانہاں غم کردہ  
 دے چہ برق با فروختن علم کردہ  
 بجا کہ ہر قدمے دا نہ بنم کردہ  
 ہمہ حوالے آفاق را قدم کردہ  
 قفا بتاج فریدون تخت جم کردہ  
 علاج سے بقدر جائے دمدم کردہ

در این باغ خار چیں نشدہ  
 رنم سجدہ بر چیں نشدہ  
 دل بردہ و داغ نشانی نہادہ  
 بر خود ہزار کوہ گراں نہادہ  
 شوقی کہ از خود دم بر ماں نہادہ  
 مہرے کہ پیش از اں نتوانی نہادہ  
 در طبع نیز شوق جوانی نہادہ  
 تخم نہر دل نگرانی نہادہ  
 ذوق ہزار رود و معانی نہادہ  
 در خورد ہائے گل چہ معانی نہادہ  
 دل برو فائے دشمن جانی نہادہ  
 ز گرمی جگرم مغز استخوان رفتہ  
 کہ ہجو تیر بخت از خم کماں رفتہ  
 کہ ماندہ ام بغوی و کارواں رفتہ  
 کہ از ہجوم بلا راحت از جہاں رفتہ  
 کہ کشتی کہ بہ بینم بر کراں رفتہ  
 کہ کیوسف چہ تو زین شہر را نیگاں رفتہ  
 ز رفتن تو نہ ہر تن ہزار جاں رفتہ  
 رکاب دست تو بوسیدہ در غناں رفتہ

اگر بیالہ می دادہ اند اگر خم نہر  
باشنیاقی اجل راہ عمر یہیودہ  
ز زیر پردہ دل دبیر نہانی ما  
حکایت لب و مردہ زندہ می سازد  
بودہ مستی عشق آسچناں نظیری را  
کہ نشیت بر صمد و روئے با صتم کردہ

از ماہیاں ز کثرت اغیا ر بودہ  
از نور دیدہ در نظر ماعیاں تری  
فریاد جاں ہمہ ز گرفتاری فراق  
خامش گشتہ ایم در اندیشہ گشتہ  
ہم طرہ فتنہ زاشتہ ہم غمہ عشوہ گر  
در ہر نظر اہ کشف جب بدیشتر شود  
تو می طراز خلوت عزلت طلب کنند  
دل ہر چہ بزدہ است تو دلجو گشتہ  
انکار حال ما چہ کئی کز دم است  
پیش چہ میکنی ز خطا و ثواب ما  
چوں گل زیر پردہ صد خار بودہ  
پہناں بخود ویدیدار بودہ  
تو در میان جان گرفتار بودہ  
گویا کہ بودہ ایم بگفتار بودہ  
کوشور حسن بر سر اظہار بودہ  
تو نور دیدہ ما یہ دیدار بودہ  
تو شور شہر و فتنہ بازار بودہ  
غم ہر کردادہ است تو غمخوار بودہ  
بامادیر و میکدہ در کار بودہ  
چوں ہر چہ کردہ ایم خبردار بودہ

جان مست می شود ز حدیث لبست مگر

ہم صحبت نظیری خستار بودہ

سوئے ہر کس بنایت نظر انداختہ  
طبع ہم نیست کہیں کو سلامت بروم  
عقل در طبقہ نگین ز بس اندر خم زلف  
فہم در دائرہ خاک ہاں تو گم است  
دل ز شیریں سخنان از اشعرید است  
دل ما کیست کہ سر گشتہ رویت باشد  
شاہ در کلبہ در ویش قانت نکند  
دیدہ صد و جلہ بمن دادہ سر و سیووم  
بیں چہا گشتہ ام لے سر و دامن دسترا  
تا قیامت ز خودش پیچہ انداختہ  
کہ بہر سو کہ ہم پائے سر انداختہ  
دل سودا ز دہ بر یکدگر انداختہ  
گرچہ از طبقہ خالاش بدر انداختہ  
کہ بگفتن نمکے در شکرا انداختہ  
خانما ہا بشکر خندہ بر انداختہ  
دولت ما ست کہ بر ما گذر انداختہ  
ہم تشہم بی کہ چہ در خاک ترا انداختہ  
کہ چہ پروانہ ام آتش ہر پر انداختہ

گفتم این راه رسید است بیایاں دیدم  
منکه تقدیر نیست کش تدبیرم بود  
که ز ازل قدم دور ترا نداخته  
بسته دستم و خیم ز خرا نداخته  
باید از ازل شب گرد نظیری شب گیر  
بار در مرحله پر خطرا نداخته

گر بایستی سر خود امن یا بے گرفته  
آگه نه که در چنفس سود عمر تست  
از محنت زمانه کنایه گرفته  
از نفس اگر نه عیار بے گرفته  
عمرت همان مست که بایاں بوده  
بشدار ماں که لطن خود تیره کرده  
نخل بر ستم سنگ ز مردم نمی خورد  
گردول کشید رخت ترا چوں مسج اگر  
پیر سو فقیر فاتحه در کار می کند  
نازال سخن خویش مشو هیچ از امتحاں  
بازی ز کعبتین فلک خورده مدام  
چنین فراموشی ز سبب دیار حبسیت  
ایجا صدراع را سر مخور می خرد

بواز نسیم زلف نظیری نبرد  
گر بر فراشش عیش قرار بے گرفته

غم سبز داده دل بنوا کرده  
جز گل و برگ رضا حاصل تنبیت  
از توید بر فتنه ایم هر چه عطا کرده  
بخستم کنده قطع جفا کرده  
نوبت شادی ز دیم بندگی ازمان رفت  
جفت بلا جور بشدیم گرد روز است  
پر که نور و شن کنی مفت بخیر دے  
عشق تو مستی بخلق بے می و ساغر دہ  
سیر که جمال تو دید و لبت جاویدت  
ماز قصور ادب غرق گشته ایم  
غائب حاضر بیا در همه جا بوده  
گریه شب رو کنم شعله دل چرا  
قطع مودت نمان یا نظیری بباش

از توید بر فتنه ایم هر چه عطا کرده  
بخستم کنده قطع جفا کرده  
شهره بدایع تو ایم گریه رها کرده  
ما که بے گفتم ایم فہم بلا کرده  
ہم تو ہیچم بخیر چوں تو بہا کرده  
بر در میخانه ام از چه گذارده  
سایہ زلف سیہ پیر بہا کرده  
تو ز غلو کئے جیا ستر خطا کرده  
پشت بتو کرده ایم بے بکار و  
مردمک دیدہ را لعل قبا کرده  
سایہ گرازا آفتاب ہیچ جدا کرده



باسپاہی دل محمود بغارت برده  
 دل کہ آن چشم ہندس بہارت برده  
 کہ گدا نام شہ اینجا بحقارت برده  
 بہر کہ زیں گویے سفر کھسارت برده  
 گنج درخانہ ودا نیکے تجارت برده  
 گریہ ام از نفس گرم حرارت برده  
 کہ زمین دیدہ آلودہ طہارت برده  
 از من اندیشہ معنی و عبارت برده  
 قفل خاموشی و منتقل بصارت برده

اے خوشا عاقبت کار نظیری در عشق  
 در وفا مرده و جانان بزیارت برده

خورشید بچشم از رخ تو نور کشیدہ  
 مشرکان تو نیش از تن ز نور کشیدہ  
 گوی عرق از غیر و کافور کشیدہ  
 یک نکتہ بیان کردہ کن دور کشیدہ  
 نثار کہ صد شیرہ انگور کشیدہ  
 دیر سیت کہ موی قدم ز طور کشیدہ  
 حشر گان تو برگہ رنگہ سور کشیدہ  
 بنیم بصبح این شب دیجور کشیدہ  
 داند کہ ازین علت ناسور کشیدہ  
 دیوانہ کہ آزار ز معمر کشیدہ  
 باے کہ دو چندان کمرور کشیدہ  
 رنجور نفس از دل رنجور کشیدہ  
 صد بار رنجاری ز ما مارا گناہے بود نہ  
 صد قندہ انجیر و دے قصدت یان سود نہ  
 از بختن سودائے تو حاصل جز شک دود نہ  
 آخر نمیدانم چہ ام مقبول نہ مردود نہ  
 صد جاں اگر نقصان شود در راہ تو نابود نہ

عشق افسر ز سرجم باشارت برده  
 نتواند لب عیسیٰ بصد اعجاز گرفت  
 خواجہ در کعبہ زندان نظر با ز طاف  
 عشق را فائدہ در کویے زیانکار نیست  
 عشق در سینہ و طاعت بجز کردہ بدل  
 بسکہ بگریستہ ام در جگہ گرمی نیست  
 رو بحر آب گریبان تو نتوانم سود  
 من بیاں ہیچ ندارم کہ سخن گفتن تو  
 کردہ بر من در افسانہ بے سامان باور

آنی کہ بجان ناز ترا حور کشیدہ  
 گیسوئے تو بریدہ کنند از دم نمی  
 آل رخ کہ خویش میگرد زلف ناگوش  
 از معنی ہمہ تن تنگ تو ادراک  
 بے درد ترا شیرہ جاں ساختہ صدای  
 کویے تو کنوں و عدو کہ منتظر است  
 محروم ز دلجویی آل چشم سپاہ ہم  
 بسیار شد اندوہ غنا کے بود آخر  
 ایوب مگر چارہ رنجوری مارا  
 آسودہ جز از گوشہ ویرانہ نگردد  
 افغان کہ بمنزل نرساندیم رستی  
 دل خستن و فریاد نظیری ز دروست  
 از خوی تند و سرشت کس این خوشنود نہ  
 عاشق منافق میشود و غمخوار تو  
 حسدنت نمکهایختہ عشقت جگر ما سوخته  
 نے قبر و جگہ بر ملائے بہر لطف در خفا  
 اندیشہ پنهان تو سرمایہ سودائے ناست

حُسنِ ترار و در ہی دردمرا پہود نہ  
در مجلسِ پاچاشنی در بھر ما عود نہ  
ما کابلان را چہشے از نغمہ داؤد نہ  
در اجتماع کارما یک اختر مسعود نہ  
یک سالک جو نیدہ را کہ جانب مقصود نہ  
بجہ نظیری اسببِ جہنمِ خواب آلود نہ

کش چاک دل از سیتہ بدماں نہ رسیدہ  
کار سیت محبت کہ بسا ماں نہ رسیدہ  
در دلیست جدائی کہ بدماں نہ رسیدہ  
جائے رسدائیں گریہ کہ کوفال نہ رسیدہ  
بوسے لبوئے کلبہ احزاں نہ رسیدہ  
مارانے از چاہ ز سخذ ال نہ رسیدہ  
از خانہ تاریک با یواں نہ رسیدہ  
افساد و دردے کہ پیایاں نہ رسیدہ

فریاد کہ طے گشت رُو عُمَرِ نظیری

ابن جان الم دیدہ بجاناں نہ رسیدہ

جناں جمال تو نادیدہ آرزو کردہ  
ہزار مرتبہ گلزار رفت و رو کردہ  
بہ نشہ تو نبودہ است و رسبو کردہ  
پری و شان جہاں را فرشتہ خو کردہ  
کہ ہچونیشکم شہد و رگلو کردہ  
ترا کہ ذرہ و خورشید جستجو کردہ  
عجبت خیال تو ام گرم گفتگو کردہ  
نصیب سینہ من مرہم و رفو کردہ  
کہ عشق آب لوی دیدہ را بجو کردہ

دل بوئے خامی میدہد بیدار آتش پارہ  
کے مرغ غایب آتش بود ہر مرغ آتش پارہ  
در کوئے خود گشتہ در شہر خود آوردہ

ما تو نکوتر می شوی من مبتلا تر سے شوم  
عیشِ ضعیف تلخ مایا رب نصیب کس مباد  
ہم صحتان رو جد و ما از نقل بر جا ماندہ ہم  
در افتراق حال ماصد کو کب محسوس ہست  
گردیدہ قیمت در ازل نایابی و سرگشتگی  
یا از صبوحی خوشحال صحابہ مجلس میکشای

در عہد تو یک سر گریہاں نہ رسیدہ  
محمود پریشان سر زلف ایا ز است  
بجوں نشہ آرام پذیر از رخ لبالی  
ہر قطرہ از چشم ترم سبیل جہا نیست  
دیر است کہ از نگہت بیاہن یو سفت  
بس کز بس زلف گرہ گیر تو بندیم  
ما نیم و کتابے و چراغے کہ فرو غش  
صد بار ز آغاز بانجام رساندیم

فریاد کہ طے گشت رُو عُمَرِ نظیری

ابن جان الم دیدہ بجاناں نہ رسیدہ

گجائی لے گل و گل را برنگ و بو کردہ  
گلے برنگ تو گلچیں نچیدہ از چمنے  
ہزار جنس مے آورد در میان حمار  
سپاس خلق تو بر جان عاشقان فرصت  
لب از حلاوتِ حرفت نیتوانم بست  
چگونہ مرد یک شب پرست ما بیند  
ترا بقول و غزل رام خویش نتواں کرد  
تو گل بچیب دگر کن کہ عشق چارہ شناس  
نظیری انتہ دل خار خار غیر بکن

نے سنبل متبا کوئے نہ آتش رخسارہ  
منقار ز ترس بایدت تا دانہ زیر انگہ کنی  
در نخل متبا کوئے صوفی شدہ باز آمدہ

چوں بید مجنوں ہر طرف انگنڈہ از سر طرہ  
موم گیا از چیں مخزنبا کوئے آپیں بخر  
خواہم دہر و جد آنقدر جام و نئے تنبا کویم  
اندر کند دود او کز سنبل دلجو بہ است  
مولیٰ بقوم خویشتن لوح ید بیضا نمود  
ہر جرعے مٹی دہر نذیم آشام را  
ساغر نظیری کم بخش زین شکستہ ہر دم بخش  
کت موم از و شد آہنے کت لعل از و شد خارہ

دشہر کو ہنگا ہا بہر تماشا کردہ  
دسویان عقل را در قید شرع انگنڈہ  
روز قیامت ہم عجب تر کام شتاقاں دی  
زلفیہ پر از خواص خدم روئے گرفتارش چشم  
در خلوت و عزلت ز تو غائب نمیکرد دے  
نے یار و محرم را گذرے صبر راحت را مقرر  
ترسم کہ در روز جزا گیرند خلقے دامنیت  
اے عشق کاغذ از تو شد آخر سرانجام بہ  
ہر شوقہ میخاہی بدہ پیش نظیری نسیت  
دلے دایم از دوا ہا شکستہ  
تنے دارم ز طوفان حوادث  
زر عنایاں کہ بر آتش نہندم  
بر اصلاحم فلک را دسترس نیست  
کسے زان نشنود دادم ہیں بام  
اجل از نعم نے ساز و خلاصم  
شب و نیا سہ از دست روز است  
چنین سرشت غورم کوہ از است  
ز بس کز شادئی امروز ترسم  
جہاں در کار ہر کس دید نقص  
نمان ابرو ایں زال رعنا

تا خلق را فلفل کنی صد فتنہ بر پا کردہ  
آشتیگان عشق را سرگرم سودا کردہ  
تو کز فریب وعدہ دلہا شکلیا کردہ  
عرض تجیل دیدہ آہنگ غوغا کردہ  
صد غابہ مستور را در شہر رسوا کردہ  
آخردیں دیرانہ دل نہا چسپاں جا کردہ  
با دیگران بائے ممکن جوئے کہ با ما کردہ  
تحریک شوقے دادہ کائے تقاضا کردہ  
امروز نقدی در نظر گر وعدہ فردا کردہ  
دلے از ہر صدائے یا شکستہ  
چو کشتی در تر دریا شکستہ  
چو عودم سر بسر اعضا شکستہ  
در ختم سارخ از بالا شکستہ  
کہ سقن گنبد مینا شکستہ  
بمرگم آستیں عمدہ شکستہ  
بر طاقس قد ریا شکستہ  
کہ شیشہ لالہ بر خارا شکستہ  
دلہ از عشرت فردا شکستہ  
قصورش بر سیر دانا شکستہ  
بجادوئے بد بیضا شکستہ

ز بس از فتنہ می ترسد نظیری  
 دل بریں ناخوش آشیانہ منہ  
 ناگہاں می زند طبل رحیل  
 تا کفانے و شاہدے باشد  
 بدرہ تادست در میاں دارد  
 می و معشوقہ خبانہ خوشست  
 مرغ دل دار از قفس آزاد  
 گوش بر نغمہ غزلے نہ  
 دیر یاز و دے رسد زری  
 ہر چه دستت دید نکوئی گن  
 اثر زندگی بگو ر فرست  
 عشق ہمراہ برے تا بد  
 باز نظیری نشین و وعظ شنو  
 تو بر سر کو دکان نہادہ  
 بس سنگ گراں بہ بیج جا نہا  
 یک سود نمود زیر زلفت  
 در قند تو خندہ رخنہ کردہ  
 لبے ادہ بشتری شکر چش  
 ما پشت گرفته نرخ نازت  
 بگرفتہ دے چو خارہ در بر  
 شب ناشدہ بستہ دکان را  
 شہرے پے یک نظر بہامت  
 وز شوق تو جاں در آستینہا  
 بس خاکے بیم تو نظیری  
 پردہ بردار و صلاے می شیخ و شابہ  
 آخرے ابر کرم پروردہ فیض تو ایم  
 از ادب حوئے رقم آموز کار مانکرد  
 این دل افگندہ را یکبار بردار از زمین

سپہ را بیک غوغا شکستہ  
 چشم بر شفقت زمانہ منہ  
 رخت خود جز بر آستانہ منہ  
 پایے بر آستان خانہ منہ  
 بادہ و چنگ بر کرانہ منہ  
 نان و پیہ آبیہ شبانہ منہ  
 بر در خانہ آب و دانہ منہ  
 چشم بر جرعه مغسانہ منہ  
 بر جہاں قحط جا و دانہ منہ  
 غدر پیدا کن بہانہ منہ  
 از پیئے مرد کے نشانہ منہ  
 پایے در رہہ بجز بیکانہ منہ  
 گوش بر ہرزہ و فسانہ منہ  
 ما بر کف دست جاں نہادہ  
 در پلہ ابرواں نہادہ  
 در ہر شکنے زیاں نہادہ  
 ما جاں بقصور آں نہادہ  
 بس نرخ شکر گراں نہادہ  
 تو پایے بر آسماں نہادہ  
 بس پشت بہ پرنیاں نہادہ  
 سنگے بکلید آں نہادہ  
 ز بر کف پا سباں نہادہ  
 رخ خلق بر آستان نہادہ  
 برداشتہ بردماں نہادہ  
 صومہ داران عارف را شراب ناب دہ  
 دو دازنا تشنگاں بر خاست مار آب دہ  
 دفترے از حسن خود داری بہا یکباب دہ  
 گرنہ داغ مہر تو باشد برو پر تاب دہ

ترسم از خونریزی زلفت که گیرد امنت  
خوابش از سرفت باما هر که هم زانو لغت  
وہ کہ از طوفان عشقت برق دل آب بُرد  
از حرارت ہرچہ ضعف دل افزون میشود

از شگاف دل بچشم جان نظیری بندست

روئے بر محراب داری پشت بر اصحاب دہ

تا شوی ہم انس آگاہی طلاق خواب دہ  
نقش ہرین را پیش آید بیک از دل شمع  
ساقی از نوشی بگوید نہہ و نقوی کن تبار  
باد شازند است عارف جامہ رندی جوش  
درومنداں را علیحہ زان نظر دیو زہ ثمن  
چون نہیں کردی روش بر کوہ صحران گذر  
توسن قطع و ہوا سردادہ میرانی کجا  
از سیہ چشمان ہندی آبہ حشمت نمائد

رہ خطرناک سبب منزل دور و ستر در کمین

روز بے گد خد نظیری ترک این اسباب دہ

کیست این ز رُحے رعنائی بچو مار آمدہ  
در صفا چون مسجد نہ تازد رُحے چون بہار  
دبدم می گردد از نظارہ عالم محو تر  
دوستان را میغراشد و لہر زش گریہ ام  
خلق در نظارہ حورند از اوقات خوش  
ہچو ابراز گوشہ ہار عدم ز سر بیرون شدہ  
سوئے جور از راہ بخشش یار میگواندم  
سکوشتم بے مزد و منت صنعت بے مرغ و قدر  
شکر لشد شد نظیری یار در غربت دوچار  
در بند تو زنجیر گرفتار شکستہ  
زین پیش شکر خندہ حلاوت نفرو شد  
از بسکہ عنان بچید زان چہرہ نگاہم  
صد قافلہ ناز کشودہ بدلم بار

کردہ در ہر کس نظر بر خویش نازان آمدہ  
صد گلستان شبنم و گل در گریہاں آمدہ  
چشم قربانیست بر دیدار صیرال آمدہ  
من خودم در اشک گرم ز لہر نہاں آمدہ  
روزگار را دستر پا پا بہ لیشاں آمدہ  
ہیچو کوہ از حشمت ہا سلیم بداناں آمدہ  
کنین دیر تنم بیاوش بوزکیاں آمدہ  
کار خویشم از زبان بر خویش تارداں آمدہ  
زین سحر نازم کہ سود است آنچہ اقصاں آمدہ  
زندان شدہ صد رختہ و دیوار شکستہ  
طلو طیم نہ شکر سیر منقار شکستہ  
غایر خردہ در دیدہ خونبار شکستہ  
سود لے توان و دلق بازار شکستہ

بیرونِ غم از تن بسزناخن غیرت  
 بے جامِ کرم یارہ فتنے سینہ کرم چاک  
 دل خستہ ز بیاہلی چارہ گرا غم  
 پیمانہ پیمان تو از بند عزیزاں  
 پیمان تو بجائے عجیبی نیست نظیری  
 فکر و غم را بجان مردم ناشاد دہ  
 ہر کراہا ناں کشد ماتم بخنے دارد کسے  
 دُور از ازل مُردہ ام کے میکند خاکم قبول  
 شور و غوغا پیش شد از بند و بخیلے پیر  
 برونے تاب دل اما خشن میفرماید م  
 عاجز انیم از دیار خود بنا موس آمدہ  
 یارے آید نظیری زندگی از بہر حسیست

## رویفُ البیاء

در بیچ مقام نگذار د بد رنگے  
 ہا لا ترا زیں طور تجلی قدمے چند  
 شوق تو ز ناں را بسیر کئے بر آورد  
 یوسف صفتاں داد بزدان تو آرنہ  
 صد جینگ ایمان از اں عشوہ فریب  
 لب خیرگی می کند از پیش رہ آید  
 زان لطف و عتابے نکشیدیم کہ ہرگز  
 یک رنگ صفت با ہم کس زیست نظیری  
 نے حیلہ رو باہی و نے خوئے پینکے

ترا خدا برد اسے دل سر کجا داری  
 دریں دیار چشم غریب مے آئی  
 چہ غم کہ در طلبت دیدہ ام غبار گرفت  
 چو میں در آتش صدمتاں گراختہ ام  
 نشاط ہرگز نہ خوشدلی ہر کوئے  
 صغیر نالہ جاسوز از آشیان منست  
 کہ یکدور و ز شد آتش بزیر پاداری  
 نہ آں دے تو اں رنگ آشناداری  
 اگر تو از پے این دیدہ تو تیار داری  
 بجستن تو کہ جسے چو کیمیا داری  
 برائے یک نظم در بدر چیر داری  
 بشلیخ گل ہمہ مرغان خوش تو داری

بصدنیا ز نظیری کمین فرصت کن  
 طلوتے خواہم و سودائے سز زلف کسے  
 از کلمہ خار بدل میخدا فسوس کہ نیست  
 شعلہ ز قہر ببال و پر پروانہ نکرد  
 غم و اندیشہ مرا زود در آود از لعل  
 بس تو یک حوصلہ ام دست دے میخوانم  
 محملے نگذر د از باد یہ ما و ر نہ

کہ دام در گذرانہ ہما داری  
 دم گرے کہ چراغے بغر و زوز خستے  
 پرو بالے کہ گریزم بنگاہ تفسے  
 آنچہ از لطف کند شہد ببال گسے  
 پائے بر جاترازیں می طلبد عشق کسے  
 کہ بگیرم بغال دامن فریاد رسے  
 ہمہ در وجد و سما عجم بیانک جرسے

لاٹ سربازی مابا تو نظیری غلط است  
 چو تنویر چہرہ نداریم غبار فرسے

نیت با مشاطہ گلبن طرازم حاجتے  
 غنچہ ام گل در گلودارد بہارم تازہ روست  
 مشتری گوردکن و دلال گودریا فلک  
 کار مارا اینچنین ناپختہ کے خواہد گذشت  
 بر سر کوستے ترقی خود نما یتہا کنم  
 نغمہ سنجیدہ می گویند اس رانا نہ نیست  
 پر کنم از تحفہ مصرش نظیری آستیں  
 درک ہر از کجا زان عجبی زادہ کنی  
 زیر با مشاطہ صفائی ندہ آں بہتر  
 چون صبا معنک طرہ چرخ شاید  
 چوں رات بکفت کہ نہی دست غناں  
 زانے از صومعہ بردار کرد ویرغاں  
 نفع و ہر ہمہ پر پردہ غیب است چرا  
 لے سوائے کہ تنیت بقضامی نازی  
 بچو شمع ہمہ تن مایہ دیرا یثود  
 سبزہ برجستہ و میدست نظیری دوست  
 وقت آن آمد کہ خرگہ با گل سوری زنی  
 چہرہ از لعل تباہان بد خشا لی زنی  
 دستہا در گردن چوں طل مینائی سکنی  
 ساز و برگ لیس و آغوش کنارت دادہ اند

عشق اگر خواہد بر وید بر سفا لے جنتے  
 خندہ کا نیست با غم راز صبح رختے  
 جنس اگر خواہست خواہد کہ دیدار قیمتے  
 عشق اگر مرد دست با و دست بختے غیرتے  
 گر ندہم بر تر نہد از پایہ خود دہمتے  
 نے نشان دد دارد نے خراش رختے  
 گر بیار د بر نقابم باد دست رختے  
 گرد آئینہ چو آئینہ اوسادہ کنی  
 کہ قناعت بہاں حسن خدا داد کنی  
 خوردہ حاصل ازاں غنچہ نکشاد کنی  
 کوش تا ہمہی مردم آزادہ کنی  
 بہن یک کلمہ سے خرقہ و سجادہ کنی  
 تکیہ بر مایہ از پیش فرستادہ کنی  
 گنتے نیست اگر رحم بر افتادہ کنی  
 گر شے نر خودم تا سحر آشادہ کنی  
 با حریفان من بوجہ بقتل بکدہ کنی  
 نسبت علی گز نہی جاہم غفوری زنی  
 بادہ با فیروزہ خطان نشا پوزی زنی  
 ہوسہا بر ساعد چوں شمع کا فوزی زنی  
 پیش ازین چوں نے نمی باید دم از دوری زنی

عم شیریں ہوج برآست باید چون جاب  
بلبل و گل پردہ از ساز و نو ابرو داشتند  
بے کلاه و کفش میرقصند مثال در چین  
بلبلان گس در دینی می کند وقتست وقت  
قرعہ بر نام شراب تلخ انگوری زنی  
زشت باشد گر تو خواہی لان مستوری زنی  
تو نیکو ای کہ گل برسزد مغروری زنی  
بر سر گری بر آئی بانگ منصوری زنی  
بادہ آخشد صبوحی را نظیری سازدہ

ورنہ فردا حرف نتوانی ز مخموری زنی

کے سرخینہ او از ہر بیاں بیانی  
گر چشمہ حیا نش نوش از لبیاں فشانند  
نہ تو اندیش کشیدن رخسار سپہر اگرچہ  
چند اں ماحبت او بردیدہ ام نمک بجفت  
گر تر گریں خوش آتش چشم از جہاں بپوشند  
تا نوش زندہ او دامن صبحتم چسبید  
چندین کتاب مصحف نہرت باب عشقت  
یار از تعین تو در پردہ نے نماید  
عمرے غدا پرستی کردی ز خود درستی  
تشیل عشق دعا شوق بجزو غریق بجز است

گر عارفی نظیری پیشانی سبوی میں  
کاسرار لوح و گری بے ترجمان بیانی

ہوسے بہتہ صبرم نغمہ ساز است پنداری  
بجز کہ جسے خاطر م آشفتمے گرد  
نہ مند می زہد سوسے نہ کارم است بہبود  
نہ تو شمع نافح برین دے از غیب نمکشانید  
چانم بر سر زلف صغیر سر زنتہ محکم شد  
نہوے طعن مردم را بدت کشتم کہ دامانم  
فلک ایدما بر ہم نے آید شبنم از کینم  
نغمہ خود را و سوسے رن لے چانم اندادہ

نظیری او احب شیریں نازک حتم می آری

ترا شکر بجز من کل بجز و ار است پنداری

شکار و زبانی و دل ہاں باقی  
بلا گردید ضعیف پیری طغیان مشتاقی



زبیا کی وزندی منفعل بودم چه دانتقم  
 فقیہاں شاہد و عادل نویسند صلاح انت  
 با لطاف خداوندی امید و آفت دارم  
 نوازش کن کز اں لہجہ سہ شیریں نایع تر  
 جمال بوستان دیدم بخت و کار من ماند

نظیری والدہ صوت و سخن چندس مکن خاطر  
 کہ ماند فقطہ را بر بجائے نازت استال باقی

گر عشق کا کھلتا بسینہ سازم سنبیلے  
 کوہست ایام گلشن را یکاں تن اں نشست  
 دل کہ آشوبے ندارد چیست کاخ بے ہوا  
 از شط غم کشتی بے بر کنار آرد مگر  
 فیض صبحم گر قضا گردد صبوحی کے شود  
 نافہ جس آلتیغم گشت و ناف گل بغل  
 بندہ آن تار بکیسو و نجم باز و شوم  
 کعبہ دزمزم ز رخسار و رخسار پنداشت

فیض از ساقی نظیری جوئے از سامری  
 خاک بجائے چہر سلیت ہست گرد و دلے

گر بر دل از برق آں زلف پریشاں آئے  
 از جمال خود اگر دای بعالم ڈرہ  
 گر حجاب کعبہ دیر از میاں برداشته  
 بودے از برق و سوز آتش پریتاں اجزا  
 گر نبوئے پیر کنعاں بوئے پیراہن شناس  
 بر مشام آشنا آید شمیم آشنا  
 ہر غم و کام بے در سینہ تنگ فرو  
 وہ کہ در گلشن جمن دارند مرغے را کہ او

خصتار بوئے کز بے پردہ ترکیم سخن

چون نظیری ہر دو عالم ست عرفاں آئے

ترانہم ز صبح و دل ہر روز تر باشی  
 بسحبت چوں کماں میخواستم در کفتم روزے  
 نہ گرد لغ و دواع دوستان جانسوز تر باشی  
 چہ دانتم کز تیر قضا دل و ز تر باشی

کہ در پسری کشد کارم بسا الوسی وز راقی  
 کہ در باقی مکن من بعد حرف شاہد و ساقی  
 فراموشم بنی گرد و بشارت ہائے مشتاقی  
 حیات خضر یا ہم گرد ہی زہرم بتر باقی  
 بنفشہ درسیہ کاری و گل در سادہ اورا قی

من او شغل تو سرگردان شدم در اجدادش  
 مثال مادرین بتان زمستان و بهار آمد  
 نه گردونی که با علم قرابت کشتی داری  
 تو واضح جو که می سازد غرور و سرکشی خوارش  
 تو در علم نظر هر دم نکات آموز تر باشی  
 که چندانی که من بدو و تو بهر روز تر باشی  
 چرا هر چند ناری بشنوی کس تو تر باشی  
 ز جیشد از بحسب دلبری نیر و تر باشی  
 نظیری تا بهار وصل گل انشاں شود باید  
 زبستان در دس بهر انشا طاند ز تر باشی

گر حسن و جمال تو طلبگار نبودے  
 گر نرس مست تو نکو سے بدل آغاز  
 بے پردہ تو ایستے اگر توے نمودن  
 نازت نہماری بدل ایں بار امانت  
 میسران تو در دست غرور دست و گرنہ  
 گر غیرت تو پردہ پسدا رہشتے  
 افسوس کہ خوئے تو جوڑے تو نکویت  
 لے کاش نیامختی اس انگب محبت  
 آسان ز غتاب تو تو است رسیدن  
 آن تاب و توان رفت کہ پر یاد و رخ تو  
 در خالقہ و نیکہ با بار نبودے  
 تا گردش او نبود ہستیاں نبودے  
 در کعبہ حجاب درود یو اربنودے  
 گر حسن تو از عشق گرانبار نبودے  
 حسن تو بایں قیمت و مقدار نبودے  
 یکدل شدہ موم ز دیدار نبودے  
 در نہ ہم گل بوئے ہو یک خار نبودے  
 تا اینہم نیز نگ تو و ز کار نبودے  
 گر بجاں بکشد تو گرفتار نبودے  
 دشوار شدے کارم و دشوار نبودے

مست اندیس حلقہ ز قمار نظیری  
 غرضی تسلیم بر تار نبودے

غیر از تو ننگہ بسر اے کہ تو باشی  
 شامان جہان رفته نمائے تو ندرند  
 خورشید بخوابم کہ در آید بخیاست  
 گردیں رودم در سرو کار تو نگردم  
 در عشق حدیث نگردد و مقایسے  
 آرام رباید بکس گاہ ز صیت و  
 جز تو ہم محو ند بجا نیکی تو باشی  
 نرخ تو کہ داند بہر نیکی تو باشی  
 تا وزہ پیر و ہواے کہ تو باشی  
 الا کہ پرستار خدائے کہ تو باشی  
 آنجا کہ نہ من باشم و جانیکی تو باشی  
 وحشی روئے رام نمائیکہ تو باشی

شاید کہ بر آرد گل صد برگ نظیری  
 دستان زن پیراں گمانیکہ تو باشی

چند بار ابد اواد فصول پسند گئی  
 نگہ پیوہر مردمان مرثکال دوزی  
 این شکر پارہ فروشاں ہمہ عیار اند  
 تا کے اس رشتہ شود پایہ و پیوند گئی  
 خندہ ساختہ بر گوشہ لب بند گئی  
 بر توجہ کجاست کہ دل در گرہ دقت گئی

گر کئی ہمنفسی باادب آموزاں کُن  
طبع نادان بسکسار نگیری ز نہار  
پند من بشنو و بر چہرہ فشاں گریہ مبالغہ  
نخل از کردہ خود کما نشوی مے باید  
بہتر از محبت ارباب خرد بگزینی  
گر بے رنج نظیری چہ بودے دانی  
بنشین و دل از وسوسہ خرمند کنی

بس در وفا تامل و تا خیر مے کنی  
رجش طبعی تو و بیداد جوئے تست  
خود ظلم کردہ از دل ماغبن مے کشی  
ما را حدیث چون چرا از حساب نیست  
گر بر جمال بتکہ ما نظر کنی  
بر عشرت گذشتہ تاسف چہ میخوری  
گر قاصر از تصور اوئی عجب مداں  
از زلف اوئی ہی ارصد ہزار سال  
جو یک بود مقام نظیری بحکم نمائند

بیجا حجت ایں خرابہ چہ تمیر مے کنی

چمن چرا نگہ دنیا سے خوشوار است پنداری  
سحر می گفت با پروانہ بلبل حال دمی نالید  
بسرت آئیناں سوئے بتاں می شود آخر  
گل و زکس ز تباں ہر سحر مخمور می خیزند  
چنانم میگذرانوں تماشاے چمن کردن  
نظر مے بندم از گلزار نقش یار مے بینم  
ندارد وزن کالائے دو عالم نزد سودا تم  
کہائے نغمہ کز گہائے جانم بر نمی خیزد

نظیری بستم بودم لب کہ عشق افشاہ کونہ کرد

سغن برداشت برق قصہ بسیار است پنداری

در یخاد چنین فصیح و قلیم یار با ایستے  
نشد از یوان و قصر افراختن جمعیت حاصل  
میان بدلائم جائے در گلزار با ایستے  
رہ آمد شد غم سوئے من یوار با ایستے

بجائے دیدہ من بخت من بیدار بایست  
 کنار لاله دار و دامن کہسار بایست  
 مرا چوں غنچہ گل مشت بردینار بایست  
 شرابم در سر و دستار درختار بایست  
 پے آسود غم یک یاربے آزار بایست  
 نوئے عشق را متقار موسیقار بایست  
 ترا این خود فروشی بر سر بازار بایست  
 خردم را منانده گنجائی  
 شعله ام خشک مغز و سودائی  
 سر بر آورده ام بر سوائی  
 می شوم همچو سیل صحرائی  
 خانماں می دہم بیغمائی  
 کشتے بر تراز تقاضائی  
 ساز گاری و دلپذیرائی  
 صد نوایم بمجلس آرائی  
 چند نازک دلی و رعنائی  
 سده بوسی و جبہ فرسائی  
 نیست نوے چو نور دانائی  
 با اختیار مشعب کنند جلوہ گری  
 نشاط مجلس ناہید و فتنہ قمری  
 گلے کہ در رجم غنچہ کرد پرده دری  
 بستہ ہیچ خردمند دل برہ گذری  
 خدا سرے مقیمت کاروان سفری  
 دگو چہائے خرائی و گریہ چنگری  
 ز جزو و کل جہاں ہر چہ را کہ بر شری  
 ضرورت از صفت ستی شدیم و پیگیری  
 شب فحول زبانگ مؤذن اسحری  
 چو آفتاب چہ افتادہ ام بدر بدری  
 کہ رہ نبرده بخودے کنند را میری

بسعی دیدہ شب زندہ دارم کار نکشاید  
 چنین و تھے کہ بر ساقی و ساغر و سترم دارم  
 زہر آنکہ دریائے ہی و نار و نریزم  
 سرم دستار از مخموری مے بر نخے تابد  
 بہر کس مے نشینم نشترے و راستیں دارد  
 دل بلبل بازنالیدن آسایش نئے یابد  
 ہمہ کس لاف در خلوت نظیری میتواند زد  
 برو ما غم و دیدہ شیدائی  
 از جگر دودے رود لبسرم  
 شور غم در یدہ پرده عقل  
 نتواں شہر را بطوفاں داد  
 عشوہ کردہ اندر کارم  
 گاہ دستم کشد گے دامان  
 عشق ہمراہ غولیش مے آرد  
 صد سماع بدست افشاندن  
 ہیچ گل می گدازم از رقت  
 منصب آفتاب مے گیرم  
 کشف علم ازل نظیری کرد  
 چو لعبتان خیال اندامی و پری  
 درست اگر نگری سمیما و نیزنگ است  
 ثبات عہد پدید است چند خواہد داشت  
 ز عمر خوشتر و شیریں تری و لے چہ کنم  
 دریں سراچہ مزاج زمانہ گیر و عقل  
 در بے ادوس و نوروز دہر باید رفت  
 بنیر ستمی حق مے در فنا دارد  
 ظفر نمود بکوشیدن خسرو ممکن  
 چو کودکے ز دبستان نفور مے ترسم  
 جہانیاں بفرغم اگر نہ محبت اج اند  
 با اعتماد کو اکب کن نظیری کار

جراحت از دل ہجران خلیدہ برچیدی  
 کہ درد از دل و آزارم از جگر چیدی  
 بغیر ازین کہ گل شہرت از سفر چیدی  
 کہ ام میوہ از آن نخل بار و بر چیدی  
 اگر چہ بال گس دایم از شکر چیدی  
 چو شاخ گل برگم داغ نیشتر چیدی  
 کہ از مقام خوشش کنیدی و شمر چیدی  
 ز بسکہ مشعلہ بر دے یکدگر چیدی  
 بر رخ بنفشہ رشام و گل سحر چیدی  
 اگر چہ بر پر دولت زبال و پر چیدی

زگریہ سحری یافتی نظیری فیض  
 گل مراد باقبال چشم تر چیدی

دو کون را بیکے داد در نباخت یکے  
 ندید عشق کہ مردانہ سرفراخت یکے  
 ظفر دو اسپہ مدد شد و لے نتاخت یکے  
 ز صد ہزار کس کسیر ز رنساخت یکے  
 طریق چہل ہزار ورہ شناخت یکے  
 جہانیاں ہمہ بردند در نباخت یکے  
 خود دارے تے تاک اگر گداخت یکے  
 ہزار پردہ شد آہنگ کے نوخت یکے

مقرر چو نظیری پاکباز سخاست  
 کہ بیش و کم ہم آدرہ و اسراخت یکے

ترک صنم و دیر مغاکی نگر فتی  
 در شکوہ عنان دل شاکی نگر فتی  
 خطا نظر از دوسوہ ناک نگر فتی  
 در باختی ار مہرہ بیا کی نگر فتی  
 راحت چو سے از نشا تا کی نگر فتی

تو تیاے رہم نول ز چشم تر چیدی  
 حدیشہ خوش نمکت از مغال صحبت نیست  
 من از فراق تو محروم ترا چہ حاصل شد  
 ہمیشہ جلوہ ترا از قریب بے روشے  
 ز لغوہ گوئی ہم صحبتاں دولت نگرفت  
 سبب از گلشنم آ زادہ حال می گذرد  
 بدست غارت تو آں درخت عریا نم  
 ہیچ سوئخ آ سودگی نئے بینم  
 بہا دو گوئے نیلوفری فتادہ چو کو  
 بشد کہ طعمہ زانے دہی ہمایم با

در بلخ از سہ رنداں بڑن تاخت یکے  
 ہزار تیغ دریں مشہد جزا برخواست  
 کسے بہر کہ عشق کا میاب نشد  
 بے بختن اجزائے کیمیا گشتند  
 دلیل و حجت حق دیگر است و حق دیگر  
 دو کون را کچہ دادند و یکے شناخت  
 درست خوردہ این کارخانہ مغشوشست  
 نوئے عشق باز و صبر برد و الحان نیست

یک رہ کم این حجرہ خاکی نگر فتی  
 دیو و ملک از عریبہ ناکی تو بختند  
 در کوچہ وحدت کہ شہود بدوست  
 آخر ہری زاول اگر پاک بیا زی  
 در مہر دولت میل بشوخی ہوا داشت

چوں گل بنیسم دل شوریده شود چاک  
 بر چرخ نشودی چو قمر گوشه تعلین  
 هر چند که چون غنچه بچساک کی نگه فتی  
 ز تار مسیحا بشد اک کی نگه فتی  
 مردیم که در چشم تو گیریم بهائے  
 چون زندگی اما بهلا کی نگه فتی  
 حال تو نشد رتبه معراج نظیری  
 اگر بطن سحر را بسما کی نگه فتی

کنند عشوہ کشادی وقتہ سردادی  
 روان و روح بخود انس داده را جویم  
 بدوری تو دل و صبر مانے از زند  
 بفهم و خاطر زیرک ظفر میسر نیست  
 حیاں بسر زود و دود و مضطرب نشوم  
 ز تلخی تو کنم شکوه تا ندانم کس  
 مرا که درد صبح و شبانه ساخت  
 اگر چه قیمت پر دانی و صلح نیست  
 بذرہ ذرہ ام از مهر تست ز تارے  
 هنوز دعوت حلوئے بوسه در راهست  
 هزار عریده را سر به بے خبر دادی  
 زجره راندی و تن دقفاے دردادی  
 مراد است فیقان بے جگر دادی  
 بکار بر خطر اسباب مختصر دادی  
 کزہ چو شعله فارم به بیشتر دادی  
 کزہ بر در قدم کردی و مشکردادی  
 سرشکسایم شب و ناله سحر دادی  
 وظیفه غم و ادرا حشتم تزدادی  
 چو کوهم ارچه ز سرتا بیا کمر دادی  
 ز خط و لب رنگ و تره ما حضر دادی

بایں جمال نظیری کسے حدیث نکفت

قمر ز عقرب و یوسف ز چاه بردادی

عقل و دواع عصمت کرد از تنک شرابی  
 در دکش مغال را شرم از من است تانے  
 عمر سبک عنانم کے می شود مقیت  
 می خوارگی وستی زان لے پیشہ کردم  
 چوں پیشہ بر سر خم می شود ارواحم  
 کز پر تو در و غم عکس افکنده بیروں  
 مودم و لیک دارم قصد فکار عتقا  
 سامان عمر خواهد پیش کسے نماید  
 عشقم نگاه دارد از مستی و خرابی  
 موئے کفید سازم از لائے می خضابی  
 دستم بر عشته آورده جام از گراں رکابی  
 ناله و دہد بیارم در حرف بے بجابی  
 در انزوائے فکرم خورے کند ذبابی  
 ہر ذرہ ز خاکم خیزد بافت سانی  
 کنخشک بستہ بالہ اما کنم عقابی  
 بخشی بایں تغافل کارے بایں ختابی

قادر نشد نظیری بر شلخ وصل مستم

کز بار غمت چہ نیم کلباے انتخابی

نہ کلم کفات رنگے نہ کلم پسند بوسے  
 بتو رکھالاش زہرا فکر رستم  
 شدہ بابدال مصاحب چہ قبول کنم نہ انهم  
 غم دل چگونہ پوشم کہ لباس صبر و طاقت  
 نفحات زلف جانناں چہ بلا سلسل آمد  
 سگ خانزاد عشقم بجفا نئے گریزم  
 نمکد قبولم آتش بس مرگ اگر بسوزند  
 شدہ عرصہ زربونال صفت بر فسلے نہ بینم  
 حنات دیں پرستان ہمہ سیات دانند  
 محن ابد دوست باشد بزم برون زد دنیا  
 چہ عجب ز دیدہ من کہ بخون دل نگار است

ز غلوئے اضطرابم ز حجاب بر نیاید  
 ز صبا ز زو نظیری رسم ارباب زوئے

از کم سخن و سر بزیری  
 گشتیم ز بندگی خداوند  
 مرغال چون شاط ما بہ بیند  
 ناہید اگر بما نشیند  
 مارا کہ غذائے جاں شمیمت  
 مشکیں نفس از خیال یاریم  
 بردیم با خرت ز دنیا  
 ہر دیدہ و خواندہ شد فراموش  
 چوں شاخ خزاں فتادہ بودم  
 ہستی ز وجود تو عدم راست

یکبار ز نظیری خودم خواں  
 تا شہرہ شوم بہ بے نظیری

دم گرم و رخ زرد از کہ داری  
 ز فکر کیست بر خاطر ملالت  
 سرت گردم بدل درد از کہ داری  
 رخ آئینہ در گرد از کہ داری

کدامی جلوه ترسانیده چشمست  
چهره پرسی ما چراغی بزم محفل  
چه فکر از بزم رزمت کرده نارغ  
به تهمت عشق نتوانست بر خویش  
حریفان کم زنند دیاکبارند  
نمی سازی بستاری خبرده  
غم جان بیم ناوردان که داری  
امید یاد آوردان که داری  
دل جمع و تن فردان که داری  
خدا را اگر یه سردان که داری  
دخا در بردن نردان که داری  
که تکبیر جوامع داندان که داری  
نداری بخت برگردون نظیری

فغان آسمان گردان که داری

کجائی گنج پنهانی کجائی  
نه در ظاهرنه در باطن مقتید  
تو ناپیدا و هر چیز است پیدا  
نمی گنجی در الفاظ و عبارت  
ز تو هر خانه پر وجد و سماع است  
غنیمت های عالم را بدل هست  
ولا حیران تری هر دم ندانم  
خداوند حرم در خانه ما است  
به پند عقل کردم تو به از عشق  
دل من شد تنگ ترا از جمع اسباب  
چو کنعان مبتلائی قحط گشتم

نه در کفر نه در آئین اسلام

نظیری هیچی، دانی کجائی

ازین مجلس نمی خیزد و می کایا کند گوشت  
گراں شدن شمع از بنده سجان مطرب نه خواهم  
اگر می درخروش آید دم مطرب بخوش آید  
طنین بال موزار لجه داود یا داورد  
مراد شرح غم بر منی هم افتاد و آن خود را  
کسی ذوق از مقامات هنر را نتواند کرد  
بیاله چشم بکشاید صراحی واکند گوشت  
که از تحریر کلباناک غزل گویا کند گوشت  
سر معنی طلب با صد زیاں سودا کند گوشت  
دریں برده منگس بر نغمه عناق کند گوشت  
تکلیف نغمه برسد با ستغنا کند گوشت  
که از هر عضو پنجه شایخ گل پیدا کند گوشت



ضمیر پر گہوارم قرین ابر نیسانی  
 زلیخائے بیایدت احدیث عشق و سودا را  
 در بیت الحزن لیغوب بند و گداز آید  
 درین مجلس کہ کس نام و سلام کس نمی گیرد  
 سخن را مستمع خواہم کہ چوں دریا کند گوشے  
 ز سرعج براندازد ز غیبت واکند گوشے  
 پریشان گردوش خاطر کہ برہ جا کند گوشے  
 نیاز سے عرضہ خواہم کہ اگر پروا کند گوشے  
 نظیری کیست مسکنے باہل فقر ہم صحبت  
 نہ پیش ہم برد عرصے نہ بردار کند گوشے

بہاں بطرہ عنبر نشاں بیارائی  
 بربخ ولایت خاور ستاں کنی تسخیر  
 ہمہ میچ دماں گوشش بر کلام تواند  
 ہزار جان زلیخا دود با ستقبال  
 بزب صد رشیناں خلل نخواہد کرد  
 چہ لوکل تو امردی بہشت عمر شگفت  
 ہوائے جاں نکند بلبل کہ مست شود  
 مراد لیت سیہ پوش در مصیبت عمر  
 چو ماہی از چشم گشتہ چہ سود دہد  
 بمرگ ہم زود خار خار غم زدلم  
 سخن رسید نظیری با سماں و قلمت

کہ گوش حلقہ کرد و بیاں بیارائی  
 بخود بینی بجز بیک نہ باشی  
 بظلمت افکند طوفان جہلت  
 زخیل طائران قدس گردی  
 نہ انسان زادہ فضل طلب کن  
 چناں سیراب سازامروز جاں را  
 اگر خواہی گذارندت درس بزم  
 ہمکس سید فرہ خواہد از عشق  
 اگر یائے ریاحین سرنداری  
 چو ساغر پیشہ گزخشش نیگری  
 ز خود بگر یز تا کا فر نباشی  
 چو کشتی گر گراں از گد نباشی  
 اگر در قید بال و پر نباشی  
 کہ از بچون خود کمتر نباشی  
 کہ فردا تشنہ کوثر نباشی  
 دے بیڈ و دچوں مجھ نباشی  
 کند رقت اگر لاغر نباشی  
 چو زکس صاحب افسر نباشی  
 میان ہمگناں سرور نباشی

نگردی زین خط پر کار زینی اگر چوں نقطه زاول سر نباشی

نظیری دل بسیمین غنچه بند  
که در قید مه و اختر نباشی

سحر که سنبلم از جیب پیرهن بجشی  
شود کنار و بر مبه تو باغ عریانی  
ششم بهم زده یارب تو انتقام مرا  
فکسته شد عیشم از خلیل صباح  
بخل عمر نیا بدخران پیری راه  
بسایه گل تو آں گیاه بے کارم  
خطاب غمره فخر تو بمن زانست  
ز چشم مندوزی تو این مزاج می آید  
عنان طبع تو در دست ناز و بخت  
اسیر کرده تو از خوشی نیار دیار  
مقتد لب شیرین ممکن نظیری دل

که خسرو رشوی اندوه کو کهن بجشی  
دریں میدان پر نیرنگ حیرت دانائی  
ز راه عقل و آگاهای مشعبدی کند بازی  
بعد آواز و سمرغ و قاف افکنده در عالم  
خواس طبع جاد و سیمیا می چند بنموده  
اگر نوستی که هست از رخ حقیقت پرده برارد  
جز او نیرنگ بنی نیست تا چون و چرا گوید  
همه و چو خرد دانا و ادب بر تر ز دانشها  
ز شان حسن تو نتوان نشان گفتن معاذ الله  
کس را نیست حد تنوع از امر و نهی تو  
بستوری نشد کارم بر سوائی علمه گشتم

که یک منگامه آرائست صد کثرت کمالی  
که غلطان همه ز نیست و نیلی حقیقتی  
عبث نظارتی که دید مشت گول سودائی  
هوائ نفس خاکی در غبار غفلت آرائی  
نظر ماند بر سوائی خرد افتد بشدائی  
که علم و خود تماشا نیست در منگامه رانی  
همه ز و چو نظر پیدا و او پنهان زیدائی  
تو در دانش نمی کنی تو در بندش نمی آئی  
مسلم هر چه کردی نهی بر حق هر چه فرمانی  
شکیده کز تو باشدمی گریزم زال شکبائی

بذکر ت جلال دهر کلک نظیری ده عجب نبود  
که از سنون حدیث تو کند افقی مسیحائی

زینرنگ لطفش بمضمون نیائی  
نیائی پذیرائی ناز سے نہ چشمش  
بترخانی عشق فرماں بر آور  
شوی محرم بزم رنداں بشرط  
ہونان حکمت جندے طلب گن  
بگوئی چناں دردش جاتو اں کہو  
نہ در گریہ صاحب لت میتوال گفت  
بکوش ازین حلقہ جانے بروں بر

مزن بوسہ بر آستانہ نش تقطیری

بالب گراز دوز مکنوں نیائی

دریست زگو خنہ نقابے  
از زلف کجش بعقد انگشت  
وانگہ بہ نشان بوسہ کردن  
ہر دم بکلاب پاش مژگاں  
از دیدہ تر براں بنا گوش  
از دہنشان صد سلیمان  
انگشت منائے شہرم از فے  
مطعون وارد میان اخلقم  
دل ہر گاہ کہ غافلش داشت  
رازے کہ بصد دہاں بکنجد  
بادوست گراستھا دخواہی

نوشی بصد جاں را یگاں قوت روان کیتی  
آدم بشوق در جاں ضوان ثقت رجاں  
از نسل خوابائے قمر و زخم حورائے بشر  
اے از ہایت آیتے برماں زرداں رحمتے  
باغ و غور و سرکشی با جفا و ناخوشی  
بسیار ناز و کم نگہ کو نہ قبا و کج کلمہ  
کامی بصد حسرت بہاں آرام جان کیتی  
تو مرغ عنقا آشیان در بوستان کیتی  
روشن کند قدرت نظر از دو دمان کیتی  
باکس نداری نیستے نازل بشان کیتی  
ازمانہ از مانہ آخر از آن کیتی  
خوش میری رقصاں برہ سرور دان کیتی

بر قلب پافشوده رخس خرد پی کرده  
 قہر از صفا بر جوش تر فاش از خفا در پوش نر  
 گوی از مہ و خور بردہ چاک بان کیستی  
 تلخ از شکر خوش نوش تر تفسیر بان کیستی  
 میریزد از کلک بنال فشت نظیری در بیان  
 دست و دماں آلودہ گسٹل خوان کیستی

تسبیح و مصلّا کردہ ام میخانہ آرائی  
 زبان و گوش محو دست اصحاب خلوت را  
 بدست فکر از ہم می کشایم تاب کیسوی  
 مگر یار مسافر گشتہ من باز نہ آید  
 بطامات و غزل و قہر آشنای دل نمی گردد  
 جمال عیش دنیا تیز تر از جلوہ بر قست  
 مشو شاو از بہار دہر کیں زال فریبندہ  
 گچہ گل ریز دم در بر گچہ شکم نہ ند بھر  
 بلا شد در کفن خال و خط ماہو شندان را  
 دلم از ہر گمان سینہ آشوبے و گردارد  
 کنوں از اشک زنجیں میکنم پیمانہ آرائی  
 بذکر جام و شاہدی کنم افسانہ آرائی  
 ز عاشق خوش بود مشاطگی جا مانہ آرائی  
 کجاست در حجرہ آرائست دل در خانہ آرائی  
 برب عاریت تاکے کنم بریگانہ آرائی  
 کند شمع از فروغ سوختن پروانہ آرائی  
 بمرگ شور عالم مے کند کاشانہ آرائی  
 بلے می زید از مستان چنیں دیوانہ آرائی  
 لبشق ما کند صیاد دام و دانہ آرائی  
 پری در چشم مجنوں می کند ویرانہ آرائی

نظیری طلسم اکسوں بخشد قدر عاقل را  
 بزب فقل و دانش خوش بود فرزانہ آرائی

چہ باید مرد را طبع بلند و مشرب نابے  
 سکندر و رستم را آب حیواں باخت طاقت را  
 بہ از نظارہ چتر جم است و طوق افریدوں  
 بعد ناخن زدن بر رشتہ عود جگر از د  
 بکام بھو طوطی شکر از کج دہن کردن  
 شب امن و صبور قلب ذوق وصل و شعر تر  
 مار کشتی فکر م بگو ش دا من افتادہ  
 نہ بنیم چارہ زان شست و تاوشیم نوشیں  
 نگاریں چہرہ مجموعہ خوبی نہ ہر بابے  
 خوشاد و نشی و خلوت لبان و دم آبے  
 نظر بازی بس و خاکلی در پیش مہتابے  
 گزیدن از سیر انگشت خضابے کرد عتابے  
 چو کبکان در ی بر بال ہم اندختن تابے  
 نمی گردد بگرد چشم شاہدین من خوابے  
 کہ می ترسم ز طوفان ذوق افتد بہ گردابے  
 بجز در باختن مانند ماہی جاں بقلابے

حدیث صغیر خسار یار و طاق ابر و چند  
 نظیری خیز و اورادے گزین کنج محرابے

تمام شد

خلاصہ شعر العجم حصہ دوم	۶	۵	جلد دوم	۴	۱۲	نطق الطیر مطبوعہ نوگلشور کاغذ	۴	۱۲
خلاصہ شعر العجم حصہ سوم	۶	۵	و کلا سے مراد	۴	۱۲	دوسری سفید علی مجلد	۴	۱۲
اردو ترجمہ گلشن ساقی حصہ ششم	۶	۵	(۳) انتخاب قصائد	۴	۱۲	کشف المحجوب و ناقتا م حوال	۴	۱۲
ترجمہ ہر نیمروز غالب دہلی	۶	۵	کلیات قاضی	۴	۱۲	صوفیہ کرام علی خوشخط کاغذ سفید	۴	۱۲
زبان عجم ترجمہ سان العجم	۶	۵	بیخانہ عبد الباقی	۴	۱۲	دہلی -	۴	۱۲
ترجمہ قصائد عربی از مولوی	۶	۵	دعویہ نافی نامہ سے (تہذیب)	۴	۱۲	(۶) ترجمہ اردو سے فارسی	۴	۱۲
فان محمد صاحب شمس قاض	۶	۵	رباعیات بابا طاهر مع ترجمہ	۴	۱۲	میں اور جوا مضمون فارسی	۴	۱۲
اردو خلاصہ غلام قاضی	۶	۵	دعوات از سید محمد عبداللہ	۴	۱۲	<b>اختیار مضمون اردو</b>	۴	۱۲
ترجمہ ایف اے کورس عربی	۶	۵	ایم - اے -	۴	۱۲	(۱) روح الامت	۴	۱۲
(حصہ ششم) ۱۹۲۸ء	۶	۵	رباعیات ابوسعید ابوالخیر	۴	۱۲	آفات مہدی	۴	۱۲
قرۃ العین در ترجمتیں	۶	۵	مع حالات و ترجمہ اردو از	۴	۱۲	خیاستان	۴	۱۲
پرچہ جات شمس عالم ۱۹۳۳ء	۶	۵	مولانا محمود الحسن - ایچ - اے	۴	۱۲	رویا کے صادقہ	۴	۱۲
<b>منشی قاضی ۱۹۳۶ء</b>	۶	۵	ایچ - پی - او - ٹی	۴	۱۲	(۲) دیوان حالی مع نقد و شاعر	۴	۱۲
پرچہ (۱) دبیر عجم	۶	۵	دلہ تاریخ و صاف شروع	۴	۱۲	دیوان غالب اردو مع حالات و	۴	۱۲
سطح المدد یعنی بی - اے کورس	۶	۵	کتاب ناقتا م جلوس	۴	۱۲	قربنگ	۴	۱۲
عربی جدید (حصہ ششم)	۶	۵	از غون عربی عبارات و	۴	۱۲	بانگ ذراہ از ڈاکٹر رفیق	۴	۱۲
شعر العجم حصہ چہارم	۶	۵	(شعار خارج)	۴	۱۲	<b>کتاب ادا دی</b>	۴	۱۲
پرچہ پنجم	۶	۵	ہمایوں نامہ (مع نقد و ترجمہ)	۴	۱۲	حلیقہ ارم برائے حل دبیر عجم	۴	۱۲
(۲) چار مقالہ مع مقدمہ	۶	۵	اردو از سید محمد عبداللہ ایم	۴	۱۲	ترجمہ بی اے کورس عربی جدید	۴	۱۲
حالات مصنف بمطابق لب	۶	۵	نوٹ - اس پرچہ کے سوالات	۴	۱۲	خلاصہ شعر العجم حصہ چہارم علی	۴	۱۲
میوہیں ایڈیشن علی قسم مرتبہ	۶	۵	عبارتی و تاریخی و نو نظر پر	۴	۱۲	خوشخط	۴	۱۲
خواجہ فیروز حسن ایم - اے	۶	۵	ہوں گے -	۴	۱۲	خلاصہ شعر العجم حصہ پنجم سوال جواب	۴	۱۲
نشانے ابو الفضل و فخر اول	۶	۵	(۵) اخلاق جلالی بحث	۴	۱۲	اردو ترجمہ چار مقالہ از مولانا	۴	۱۲
سرم کاغذ سفید دوسری علی	۶	۵	نفس خارج (مطبوعہ نوگلشور علی)	۴	۱۲	محمود الحسن صاحب ایچ - اے	۴	۱۲
حاجی بابا اصفہانی	۶	۵	گلشن داز از حضرت محمود شبیری	۴	۱۲	ایچ - پی - او - ٹی -	۴	۱۲
سیاحت نامہ ابراہیم بیگ	۶	۵	نطق الطیر از شیخ فرید الدین	۴	۱۲	اردو ترجمہ ابو الفضل و فخر اول	۴	۱۲



۸	۲۰	مع حالات مصنف از تالیفات پوری	۱۲	۱۲	مولوی فاضل منشی فاضل	۸	۲۰	سرم از نسیم امروزی فقیر فاضل
۸	۲۰	منشی فاضل و کامل الدہ آباد	۱۲	۱۲	اردو ترجمہ اخلاق بلبل و فرہنگ	۸	۲۰	دفاضل ادب الدہ آباد و بیرونی
۸	۲۰	گلشن راز مع ترجمہ و شرح اردو	۱۲	۱۲	جواب بہ اخلاق خلاصہ اردو	۸	۲۰	اردو ترجمہ و کلا سے عرفاء از مروری
۸	۲۰	قرۃ العین در رحمتیں از پرفیسر	۱۲	۱۲	اخلاق از حضرت رسول	۸	۲۰	جان احمد صاحب منشی فاضل
۸	۲۰	ارشید احمد صاحب ترجمہ کے لئے	۱۲	۱۲	بلکہ از منشی فاضل بنظر ثانی	۸	۲۰	فرہنگ حاجی بابا اصفہانی
۸	۲۰	از مس مفید ہے	۱۲	۱۲	حضرت شاد داں بلکہ ای	۸	۲۰	اردو ترجمہ حاجی بابا
۸	۲۰	در کنون در جواب مضمون از	۱۲	۱۲	اردو ترجمہ کشف المحجوب	۸	۲۰	اردو ترجمہ ریاضت نامہ براہیم بیگ
۸	۲۰	پروفیسر حاجی رشید احمد صاحب	۱۲	۱۲	معیار شرافت یعنی اخلاق	۸	۲۰	از پروفیسر باقی عباسی
۸	۲۰	پرچہ جات منشی فاضل	۱۲	۱۲	جلالی بطور سوال و جواب	۸	۲۰	بہترین اردو ترجمہ انتحار بقضائے
۸	۲۰	۲۴ تا ۳۳	۱۲	۱۲	قریباً تمام سابقہ امتحانات کے	۸	۲۰	تالیفی از حکیم فیروز طغرانی
۸	۲۰	رہبر کامل یعنی حل پرچہ جات	۱۲	۱۲	سوالات مع جوابات - یہ	۸	۲۰	پہلوان بہترین خلاصہ مہیجانہ
۸	۲۰	منشی فاضل ۳۰ و ۳۱	۱۲	۱۲	کتاب پرچہ فلسفہ اخلاق	۸	۲۰	اردو خلاصہ ہمایوں نامہ
۸	۲۰	ضامن کامیابی یعنی حل	۱۲	۱۲	میں کامیابی کی ضامن ہے	۸	۲۰	جانب حق یعنی امروزی منشی فاضل
۸	۲۰	پرچہ جات منشی فاضل	۱۲	۱۲	حقائق الحقیقت یعنی	۸	۲۰	اردو خلاصہ تاریخ و صفات آلا جویا
۸	۲۰	۱۹ ۳۲	۱۲	۱۲	بہترین اردو خلاصہ کشف المحجوب	۸	۲۰	اردو ترجمہ تاریخ و صفات از مولانا
۸	۲۰		۱۲	۱۲		۸	۲۰	مختصر تالیفی احمد فاضل دیوبند

## علاوہ انہیں

کتاب نصیب امتحان مولوی مولوی عالم مولوی فاضل - ادیب ادیب عالم ادیب فاضل

مع کتب مذکور ہم سے مل سکتی ہیں - فہرست کتب مفت طلب کیجئے

شیخ جان محمد البیت تاجران کتب علوم مشرقی کشمیری

لاہور